قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

میں اور جبریل علیہ السلام

ارشادات عالیہ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ

ولادت تا وصالِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محشر سے دخولِ جنت تک روح القدس علیہ السلام
سے آسمانی گفتگو کے دلچسپ، ایمان افزاء، مدلل و مستند حالات

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ
الشعراء: 193

اس کو امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے

تحقیق و تخریج مولانا محمد اسلم زاہد رئیس التحریر: معارفِ ادبِ اسلامی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

"میں اور جبریل علیہ السلام"

ارشاداتِ عالیہ: حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

☆امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت جبریل علیہ السلام کی علمی، روحانی ومشاورتی ملاقاتیں۔☆دونوں حضرات کے مقاماتِ مجالس کا تعارف۔☆نزولِ وحی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں روح الامینؑ کی حاضری کی دلچسپ کیفیات۔☆صحابہ کرامؓ اور روح القدس کی زیارتیں۔☆معلومات افزاء اور ایمان افروز واقعات۔☆سیرتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا منفرد انداز۔☆فرشی سوالات کے عرشی جوابات۔☆ظہورِ قدسی کے دن سے دمِ واپسیں تک سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور آمد اور سبق آموز مکالمات۔☆احکام، بشارتوں اور تنبیہات کے پیغامات۔☆آسمانوں، فرشتوں اور آفاقِ عالم میں حضور گا ذکرِ خیر۔☆اور لاتعداد زمینی وآسمانی رموز اور حیرت انگیز معلومات، سیرتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سانچے میں ڈھل کر پہلی بار اردو میں، کتاب وسنت سے مزین، عشقِ رسالت سے معطر تحریر۔

آیئے! سیرتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وہ باب کھولتے ہیں جس کے مندرجات کا ذکر مستند کتابوں میں موجود تھا اور اب ایک محبِ رسولؐ، صاحبِ قلم اور معلمِ دین نے اسے ادب کی لطیف ومحبوب زبان میں ترجمانی کے ساتھ کھولنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

پروفیسر مفتی محمد نوید لاہوری۔ یونیورسٹی آف سینٹرل پنجاب لاہور

Design By: 0300-4529821
MUHAMMAD AHSUN Gull

BOOK FORT
Research & Publications
بک فورٹ
ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز
فون: 03004931320

معارف
الادب الاسلامی
www.adbeislami.com
Publisher: Muhammad Aslam Zahid

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيلُ

(اَلتحریم:۴)

سیرت نگاری میں صدارتی ایوارڈ یافتہ مصنف کے قلم سے

أنا وجبرئيل

سیر اعلام: ۲۳۳۳۲

"میں اور جبریل علیہ السلام"

ابن کثیر ۵/۲۲۲

ارشادات عالیہ:

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

100 آیاتِ قرآنیہ 316 حدیثوں کا بیانیہ 300 واقعاتِ ایمانیہ، 450 حوالہ جاتِ علمیہ

159 مقاماتِ وحی کا جغرافیائی آئینہ نزولِ وحی کا تاریخی دورانیہ 90 مآخذ و مراجع کتبِ قیمیہ

رسولِ امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبریلِ امین علیہ السلام کے (100) مکالماتِ روحانیہ

ولادت تا وصال حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محشر سے دخولِ جنت تک روح القدس علیہ السلام سے آسمانی گفتگو کے دلچسپ، ایمان افزاء، مدلل و مستند حالات

تحقیق و تخریج مولانا محمد اسلم زاہد رئیس التحریر: معارفِ ادبِ اسلامی پاکستان

بک فورٹ ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز

نام کتاب: "میں اور جبریل علیہ السلام"

تحقیق و تخریج: مولانا محمد اسلم زاہد، رئیس التحریر: معارفِ ادبِ اسلامی پاکستان

بار اشاعت: اول

سرورق: احسن گل

ناشر: زاہد محی الدین

اشاعت: 2020

پرنٹرز: گنج شکر پرنٹرز، لاہور

قیمت: -/450 روپے

ملنے کا پتہ: بک فورٹ ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز، ہاؤس نمبر 9، سٹریٹ نمبر 32، غنی محلہ، سنت نگر،
لاہور، پاکستان ۔ فون نمبر: 0300-4931320
ای میل: bookfort.zmdin@gmail.com

معارف ادب اسلامی پاکستان، جامعہ مسجد رحمت اللعالمین، مین بازار کھاڑک، ملتان روڈ لاہور،
ڈاک خانہ اعوان ٹاؤن۔ فون: 0300-4773151، 0314-4274724

ملاحظہ: حتی المقدور کوشش کی جاتی ہے کہ مضامین کتاب کی تیاری میں غلطی نہ ہو۔ تاہم قارئین کہیں فروگذاشت دیکھیں تو ضرور مطلع کریں، تاکہ اگلے ایڈیشن میں تصحیح کی جائے۔ شکریہ

قانونی مشیر: ڈاکٹر سعود الحسن خان روہیلہ (ایڈووکیٹ ہائیکورٹ، لاہور)

بسم الله الرحمن الرحيم

نزل به الروح الأمين

الشعراء: 193

اس کو امانت دار فرشتے لے کر آیا ہے

أنا وجبرائيل

”میں اور جبریل علیہ السلام“

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

"میں اور جبرئیل علیہ السلام"

ارشادات عالیہ: حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبریل علیہ السلام کی علمی، روحانی و مشاورتی ملاقاتیں۔☆ دونوں حضرات کے مقاماتِ مجالس کا تعارف۔☆ نزولِ وحی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روح الامین کی حاضری کی دلچسپ کیفیات۔☆ صحابہ کرامؓ اور روح القدس کی زیارتیں۔☆ معلومات افزاء اور ایمان افروز واقعات۔☆ سیرتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منفرد انداز۔☆ فرشی سوالات کے عرشی جوابات۔☆ ظہورِ قدسی کے دن سے دمِ واپسیں تک سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور آمد اور سبق آموز مکالمات۔☆ احکام، بشارتوں اور تنبیہات کے پیغامات۔☆ آسمانوں، فرشتوں اور آفاقِ عالم میں حضورؐ کا ذکرِ خیر۔☆ اور لاتعداد زمینی و آسمانی رموز اور حیرت انگیز معلومات، سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھل کر پہلی بار اردو میں، کتاب و سنت سے مزین، عشقِ رسالت سے معطر تحریر۔

آیئے! سیرتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ باب کھولتے ہیں جس کے مندرجات کا ذکر مستند کتابوں میں موجود تھا اور اب ایک محبِ رسولؐ، صاحبِ قلم اور معلم دین نے اسے ادب کی لطیف و محبوب زبان میں ترجمانی کے ساتھ کھولنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

(پروفیسر مفتی) محمد نوید لاہوری۔ یونیورسٹی آف سینٹرل پنجاب لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فہرست: ا۔ أَنَا وَ جِبْرِيْل "میں اور جبریل علیہ السلام"

کی سات فہارس میں سے یہ پہلی فہرست ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ان عنوانات پر مشتمل ہے جو متن کے ساتھ نمبر وار لکھے گئے ہیں، ان میں حضور ﷺ وحضرت جبریل علیہ السلام کے مکالمات اور ملاقاتوں کا تذکرہ سن وار موجود ہے۔ اس کے بعد (کتاب کے آخر میں) دوسری فہرست سیرتِ رسول ﷺ کے ان عنوانات پر مشتمل ہے، جو اگرچہ قارئین کو مضامین کے ساتھ نظر نہیں آئیں گے لیکن جب متعلقہ عنوان نمبر کے متن کا وہ مطالعہ کریں گے تو اس عنوان کا مضمون متن میں ملے گا۔ تیسری فہرست ان (۱۰۰) آیاتِ قرآنیہ کی ہے جو کتاب میں مذکور ہیں۔ اور چوتھی فہرست کتاب میں موجود ان (۱۵۹) مقامات کی ہے، جہاں حضور ﷺ اور حضرت جبریل علیہ السلام کی ملاقاتیں ہوئیں، پانچویں جغرافیائی نقشوں کی صورت میں نزول جبریل کا مطالعہ اور چھٹی حوالہ جات کی اور ساتویں وہ فہرست بھی کتاب کے آخر میں دیکھی جا سکتی ہے، جس میں مراجع کا ذکر ہے۔ اب پہلی فہرست کا مطالعہ کیجئے!

ملاحظہ: اس فہرست نمبر ا میں مختصراً، ان ایام کی میلادی قمری اور ہجری قمری تواریخ کا تذکرہ بھی ہے جن میں حضرت نبی اکرم ﷺ اور حضرت جبریل محترم علیہ السلام کے درمیان ملاقاتیں اور مکالمات ہوئے نیز کتاب کے آخر میں مزید چھ فہرستوں کا مطالعہ نہ بھولیے، جو مؤلف کی ان تمام کتابوں کی خاصیات میں سے ہیں جو سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر لکھی گئی ہیں۔

فِيهَا مِصْبَاحٌ كَمِشْكَوٰةٍ

جیسے ایک طاق، اس میں چراغ (النور:۳۵)

فہرست: ار عکس مضامین سیرت و ذکر ابواب

تیسرا حصہ: معراج اور ہجرتِ مدینہ منورہ (مکی زندگی کا دوسرا حصہ)

چوتھا حصہ: مدینۃ الرسول میں جبریل علیہ السلام کی حاضری (مدنی زندگی کا ابتدائی دور)

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

آل عمران : ۳۱

" (اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے "

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عرضِ مرتّب

سب تعریفوں کے لائق اللہ کی ذات ہے، جس نے انسانوں کی راہنمائی کے لیے اپنے نبیوں کے ذریعے اپنی رضا اور اپنی عطاء کے پیغامات پہنچائے اور لاتعداد بار درود و سلام اس کے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر جن کو اللہ نے ساری انسانیت پر فضیلت عطاء کر کے جبریل امین افضل الملئکہ کو آپ ﷺ کے پاس بے شمار مرتبہ بھیجا، تاکہ وہ ان تک اللہ کا پیغام پہنچائیں جس کے اوپر عمل پیرا ہو کر ہر انسان دارین کی زندگیوں میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

اَمّا بعد: اس مالک کا کرم ہے جس نے پیدا کیا اور ہزاروں نعمتوں کے ساتھ یہ توفیق بھی بخشی کہ ایک کم علم اُمتی سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ کے رنگارنگ گلدستے اپنے محبوب کریم ﷺ کی امت کے سامنے مطالعہ و عمل کے لیے پیش کر سکے، زیرِ نظر مجموعہ سیدنا حضرت محمد ﷺ کے بیان کردہ ان واقعات پر مشتمل ہے، جن میں آپ ﷺ کی خدمت کے لیے حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد ہوئی اور محِب و محبوب ﷺ کے درمیان ایمان افروز، دل چسپ، علمی و معلوماتی اور معمولاتی مکالمات ہوئے۔ اس عطر بیز دستاویز کو مرتب کرنے کا خیال ان ایام میں آیا جب یہ راقم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیاناتِ سیرتِ رسول ﷺ کو جمع کر رہا تھا جو بعد میں اَنَا وَحَبِيۡبِی کے نام سے ایک محبوب کتاب کی صورت اختیار کر گئے، ان دنوں کے دوران مدینۃ الرّسول، مسجدِ نبوی ﷺ میں روضۂ مبارکہ کے قریب "بابِ جبریل" میں اسے کئی بار جگہ ملی جہاں حاضر ہو کر سیرت کے کچھ اوراق لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی اس لیے ایک کتاب کے ساتھ دوسری [اَنَا وَ جِبۡرِیۡل] کی تصوراتی تیاری کرتا رہا، جو بالآخر اب ایک دلآویز منبع نور کی

صورت میں ڈھل کر آپ کے ہاتھوں میں ہے اور اب اس کتاب کا مرتب اگلے سال (۱۴۳۹ھ،۲۰۱۸ء) میں باب جبریل میں ہی یہ سطور لکھ رہا ہے، اُمید کی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول کر لے، اس کے مطالعے سے رسول شناسی میں مدد ملے اور اسلام کی حقانیت دلوں میں اترے۔ ایک مقدمہ، تعارفِ جبریل اور تیرہ ابواب پر مشتمل یہ گلدستہ ہر مرد و عورت تک پہنچے، ان کا ایمان تازہ ہو اور مرتب، ناشرین و معاونین، ان کے والدین و اساتذہ کی بخشش کا ذریعہ بنے۔

اٰمین بِرَحمتِكَ یَا اَرحَمَ الرّٰاحِمِین

محمد اسلم زاہد

خادم العلوم، مدرسہ بیت العلوم و جامعہ اسلامیہ لاہور

حال بابِ جبریل، مسجد نبوی ﷺ مدینہ منورہ۔ سعودی عرب،

مارچ ۲۰۱۸ء.۱۴۳۹ھ

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ

أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ الفتح : ۲۹

محمد ﷺ خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں سخت ہیں اور آپس میں رحم دل،

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اور جو تمہارے پروردگار کی نعمتیں ہیں ان کا ذکر کرتے رہنا

تقاریظ وتائیدات علماء مشائخ و دانشورانِ اسلام اور محققین ملت

شکر ہے اللہ کا اور احسان ہے، نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، اس لیے کہ ان کی دعاؤں اور برکات کے طفیل ان کے ایک اُمتی کو یہ اعزاز ملا ہے کہ وہ سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھے اور شفقت ومحبت ہے اُن اساتذہ واحباب کی جنھوں نے اس کی کتبِ سیرت کو سراہا اور آگے پہنچایا، اس لکھاری کی کتاب "آغوشِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کو صدارتی ایوارڈ (۲۰۱۸ء) ملا، مصنف کو انعامات سے نوازا گیا۔

ملاحظہ اس کتاب اور اس کے علاوہ مؤلف کی دیگر کتبِ سیرت کے متعلق مختلف مکاتب فکر کے اصحابِ دانش، مدیرانِ جرائد، اربابِ علم کی تحریریں اور احبابِ قلم وقرطاس کی تشجیعات کو اس گلدستۂ سیرت کے آخری صفحات میں جگہ دی گئی ہے؛ تاکہ محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشاق، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ؛ خصائل مبارکہ اور شمائل عزیزہ کے درمیان مؤلف اور اس کی کاوشوں کا تذکرہ حائل نہ ہو؛ امید ہے قارئین اہلِ علم کی نگارشات کا مطالعہ بھی کریں گے اور سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذوقِ مطالعہ کو آگے بڑھائیں گے؛ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو اور ہم سب لکھنے اور پڑھنے والوں کو روزِ قیامت حوضِ کوثر پر حاضری نصیب ہو جائے۔

آمین والحمدُ للہِ ربِّ العالمین

والصّلاۃ والسّلامُ علی سیِّدنا محمّدٍ وعلی آلِہٖ وصحبِہٖ أجمعین.

مَبَادِیَات و آئینۂ ابواب

(مضامینِ کتاب پر ایک طائرانہ نظر)

صفحہ نمبر

چوتھا حصّہ: مدینۃ الرسول ﷺ میں جبریل علیہ السلام کی حاضریاں

(مکّی زندگی کا ابتدائی دور)

پانچواں حصّہ: عُروجِ اسلام و مسلمین اور شامِ رسالت (مدنی زندگی کا آخری دور)

چھٹا حصّہ: حضرت رسُولِ اکرم ﷺ کا وصال کے بعد فیضِ عام

"آنَا وَجَبْرِیْل" پڑھنے سے پہلے یہ پڑھیے!

(۱) بسم اللہ اور درود شریف مطالعہ سے پہلے پڑھ لیجیے! باوضو ہوں تو بہت اچھا، تجربہ شاہد ہے کہ جب بھی باوضو سیرتِ رسول ﷺ کو پڑھا اور لکھا تو قلب وجگر حُبِّ حبیب ﷺ سے مُعطّر ہوئے اور درود شریف کے ابتدائی ورد نے ذوقِ مطالعہ کو ایک خاص لذت سے آشنا کیا۔ کتابوں میں آج کل الحمد للہ یہ شوق بڑھتا جا رہا ہے کہ [ؐ] کی جگہ [ﷺ] مکمل لکھا جاتا ہے، وہ اسی لیے ہے کہ قاری اسے پڑھے تا کہ دورانِ مطالعہ اس کا رابطہ مسلسل روضہ رسول ﷺ سے رہے، اہلِ ایمان کا یہ عقیدہ ہے کہ دنیا کے کسی بھی کونے سے، آسمانوں، سمندروں اور صحراؤں، جہاں سے بھی سلام بھیجا جائے، فرشتے تسلسل کے ساتھ خدمتِ حبیب ﷺ میں اسے لے کر حاضر ہوتے ہیں اور نبی مکرم ﷺ اس کا جواب دیتے ہیں۔

(۲) اگر آپ حضرت جبریل علیہ السلام اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان ملاقات کے مناظر اور مکالمات کے زمانی و مکانی پسِ منظر سے محظوظ ہونا چاہتے ہیں تو پہلی فہرست سے مضامین تلاش کریں۔

(۳) اگر آپ سیرتِ رسول ﷺ کے کسی منفرد اور جامع مضمون کے مطالعہ سے اپنے ایمان کو تازہ کرنا چاہتے ہیں تو دوسری فہرست (کتاب کے آخری صفحات) سے راہنمائی حاصل کریں۔ [مزید تفصیل کے لیے اگلے عنوان کا نمبر ۷ پڑھیں!]

(۴) اگر آپ ان مقدس اور تاریخی مقامات کا تعارف چاہتے ہیں جہاں سید الانبیاء علیہ السلام اور ان کے خادمِ خاص حضرت جبریل امین علیہ السلام کی ملاقات ہوئی تو کتاب کے

آخر میں ایک فہرست (۴) حروفِ تہجّی کی ترتیب سے موجود ہے۔

⑤ آپ کسی مضمون کا حوالہ دیکھنا چاہتے ہیں تو کتاب کے آخر میں عنوانات کے نمبروں کی ترتیب سے حوالے دے دیے گئے ہیں لیکن ملحوظ رہے کہ ہر عنوان کے مضامین میں اگر کئی حوالے ہیں تو وہ متعلقہ نمبر کے ساتھ ہی لکھ دیئے گئے ہیں اور متن کے درمیان ستارہ لگا کر تمام مرویات کو الگ الگ کر دیا گیا ہے۔ یہ اس لیے کہ مفاہیمِ احادیث کا تسلسل بھی برقرار رہے اور روایات کی انفرادی حیثیت بھی متاثر نہ ہو۔

⑥ اگر آپ نبی رحمت ﷺ کی زندگی کے مختلف ادوار کے لحاظ سے کتاب کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو کتاب کے تمام ابواب کو چھ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے، اس کے مطالعے سے آپ کو سیرت رسول ﷺ کی یہ کتاب ایک مزید لذت دے گی۔

⑦ کتاب کا ہر واقعہ خود نبی علیہ السلام کی زبانی منقول ہے، اس لیے ہر واقعہ کے تعارفی پیراگراف کے بعد جب آپ یہ پڑھیں: حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں: تو اس انداز سے پڑھیں کہ دونوں جہانوں کے بادشاہ آپ سے مخاطب ہیں اور آپ سن رہے ہیں۔

⑧ کتاب کی ترتیب اور خصوصیات کے مطالعہ کے لیے "موضوع و منہجِ تحقیق" ضرور پڑھیے، اس سے آپ کو کتاب سمجھنے میں مدد ملے گی۔ [ان شاء اللہ]

موضوع و منہجِ تحقیق اور اسلوبِ تحریر

① موضوع:

کتاب کے نام "اناو جبریل " سے ظاہر ہے کہ اس میں سید المرسلین حضرت محمد ﷺ اور سید الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام کی ملاقاتوں اور اسفار کے ساتھ باہمی گفتگو، سوالات و جوابات کی سنہری یادیں ہیں، یعنی یہ ایسی مرفوع احادیث ہیں، جن کے شانِ ورود کے ساتھ ان کی تاریخ اور مقام ملاقات کا تعارف بھی ہے ان واقعات اور نورانی محافل کا تذکرہ حبِ رسول ﷺ کے ساتھ ایمان میں اضافے کا ذریعہ ہے، یہ موضوع اگرچہ بڑا طویل ہے اس میں نزول آیات، مغازی اور قضایا کے موضوعات آسکتے ہیں؛ تاہم اس گلدستہ سیرت میں صرف دلچسپ واقعات کو جگہ دی گئی ہے تاکہ قارئین سلسلہ نزولِ جبریل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے کچھ مناظر سے محظوظ ہو کر اپنے ایمان میں اضافہ کریں، اسی لیے تقریباً سب حدیثیں مرفوع ہیں اور ہر واقعہ کے ابتدائی تعارف کے بعد واقعہ کا انداز یہ ہے کہ اسے حضور نبی کریم ﷺ خود بیان فرماتے ہیں، اس طرح ہر واقعہ لذیذ تر ہو جاتا ہے۔

② مقصد:

یہ ہے کہ امتِ مسلمہ کے سامنے نبی کریم ﷺ کی سیرت کے وہ چند گوشے کھل کر سامنے آجائیں جن پر دین کی بنیاد استوار ہے اور وہ ہے: نزولِ جبریل علیہ السلام اور کلام الٰہی کے ساتھ مختلف اوقات میں دی گئی ہدایات؛ جن کے مطالعہ سے مؤلف کو اور کتاب کے قارئین و عاملین کو رضائے الٰہی اور شفاعتِ رسول ﷺ مل جائے۔

ضرورت و اہمیت:

موضوع کے بعد عموماً ضرورت و اہمیت کو بیان کیا جاتا ہے؛ تاہم یہ مضمون طویل ہے؛ اس لئے پہلا حصہ شروع ہونے کے بعد پہلا مضمون (عنوان نمبر ۱: اَنَا وَ جِبْرِیل۔ ضرورت و اہمیت) اسی موضوع پر ہے:

۳ اہداف و ترجیحات:

ترتیبِ کتاب:

کتاب کو سیرت کے ساتھ چھ زمانی حصوں میں لکھا گیا ہے۔ نزولِ جبریل کے تمام مقامات، عناوین کے تحت مضامین یا ابواب کی ابتداء میں لکھی ہوئی تاریخیں اور واقعات تقریبی ہیں، جس مقام اور وقت کی تعیین کتاب و سنّت اور اسلامی تاریخ کے مؤلفین نے نہیں کی، وہاں متعین کرنا ہمارے لیے بھی مناسب نہیں، البتہ تقریب ممکن ہے، جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہر ایک عاشق صادق کو دلی تسکین کا سامان بھی مہیا کرتی ہے اور مکی و مدنی ادوار اور حالات کے تناظر کا فائدہ دیتی ہے، کتاب ایسی مثالوں سے بھری ہوئی ہے، ایک نمونہ یہ ہے: کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے "بابِ جبریل" سے "بَابُ الْبَقِیع" تک کے حصہ کو "مقاعد جبریل" اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس حصہ زمین پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت جبریل امین علیہ السلام کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محوِ راز و نیاز دیکھا، اس وسیع جگہ میں کسی حصہ کی تعیین نہیں ہے، تاہم اس کے باوجود اسے اس نام و نسبت سے منسوب کیا گیا۔

۴ مندرجات کی وضاحت اور طریق استدلال:

عناوین کی ابتداء میں ایام، تاریخوں اور سنین کے اندراج میں ["عکسِ سیرت" مؤلفہ محققین سیرت، مولانا فضل الرحمٰن/ جناب پروفیسر ظفر احمد، مطبوعہ زوار اکیڈمی کراچی] پر اعتماد کیا گیا ہے اور اس میں پہلے قمری شمسی تاریخ لکھ کر ڈیش ڈالا گیا، اس کے بعد قمری تاریخ

لکھی گئی اور کہیں عیسوی تاریخ یا سن عیسوی اور ایام کا ذکر بھی ہے۔

۵ کتاب کے متن میں مکی اور مدنی کیلنڈروں کے لحاظ سے دو اصطلاحیں مذکور ہیں، ان کی تفصیل یہ ہے۔

- ۱ عہدِ نبوی ﷺ میں مکہ کے مشرکین ہر سال اپنی ضرورتوں کے اعتبار سے سال کے مہینوں میں تبدیلی کے لیے ایک ماہ کا اضافہ کر کے تیرہ مہینے بنا لیتے تھے۔ اسے "کبیسہ" اور "نسی" کہتے ہیں۔
- ۲ اور مدینہ میں یہودی قمری اور شمسی سالوں میں مطابقت کے لیے ایام کو کبھی کم کرتے، کبھی زیادہ کر لیتے۔ اسے "قمریہ شمسی" کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر "کبیسہ" اور "نسی" کو منسوخ کر دیا۔ یہ تبدیلی تو مکی کیلنڈر میں ہوئی اور مدنی کیلنڈر میں نبی اکرم ﷺ نے رویتِ ہلال کے لحاظ سے اسلامی اعمال اور ریاستی اُمور کو سرانجام دیا، اس طرح یہود کا ایام کو بدلنا بھی بند ہو گیا۔ ☆ ان اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے کتاب میں تینوں کیلنڈروں کا ذکر اپنے اپنے ادوار کے ساتھ مذکورہ ماخذ کے حوالے سے لکھا گیا ہے۔

یاد رہے کہ باب ۱: میں جبریل علیہ السلام اور نبی ﷺ کا باہمی تعلق بیان کیا گیا ہے اس میں تاریخوں کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے باب: ۲ سے تواریخ اور جگہوں کا ذکر شروع کیا ہے۔

۶ دیگر کتب جن کے حوالے دیے گئے ہیں وہ مآخذ و مراجع میں متعارف کروا دی گئی ہیں جن کا مطالعہ کتاب کے آخری صفحات میں ہو سکتا ہے۔ حوالوں کی تمام کتب المکتبۃ الشاملۃ کی منشور ہیں اور قدیم عربی ہیں، بعض اُردو اور جدید معلومات پر مبنی ہیں۔

۷ تمام عنوانات کے نمبر ہیں۔ فہرستوں میں ان ہی نمبروں کے اعتبار سے حوالے لگائے گئے ہیں۔ مضامین کے اندر ہر نئی حدیث پر ستارہ ہے، ایسے ہی حوالہ جات میں ستارے کا نشان ہے۔

(۸) کتاب میں ۷ فہرستیں ہیں جن کی تفصیل عنوان نمبر ۱۳۵ کے بعد ہے۔

(۹) احادیث کا ترجمہ سلیس ہے اور متکلمانہ ہے یا تو حدیث میں متکلم کے صیغے ہیں یا جبریل اور اپنی حکایت بیان کرتے ہوئے حضور ﷺ نے جو انداز اختیار کیا، ہم نے اس کو سامنے رکھا، تاہم بین القوسین عبارت نے اسے مزید آسان اور قابلِ فہم بنا دیا ہے، تمام حدیثیں مرفوع ہیں جیسا کہ مکالمات سے معلوم ہو رہا ہے، تاہم باب ۱۳، ۱۲ کے موضوعات ایسے ہیں کہ ان میں موقوف حدیثیں بھی ہیں۔ کل حوالے ۳۱۶/ اور آیات ۱۰۰ ہیں۔

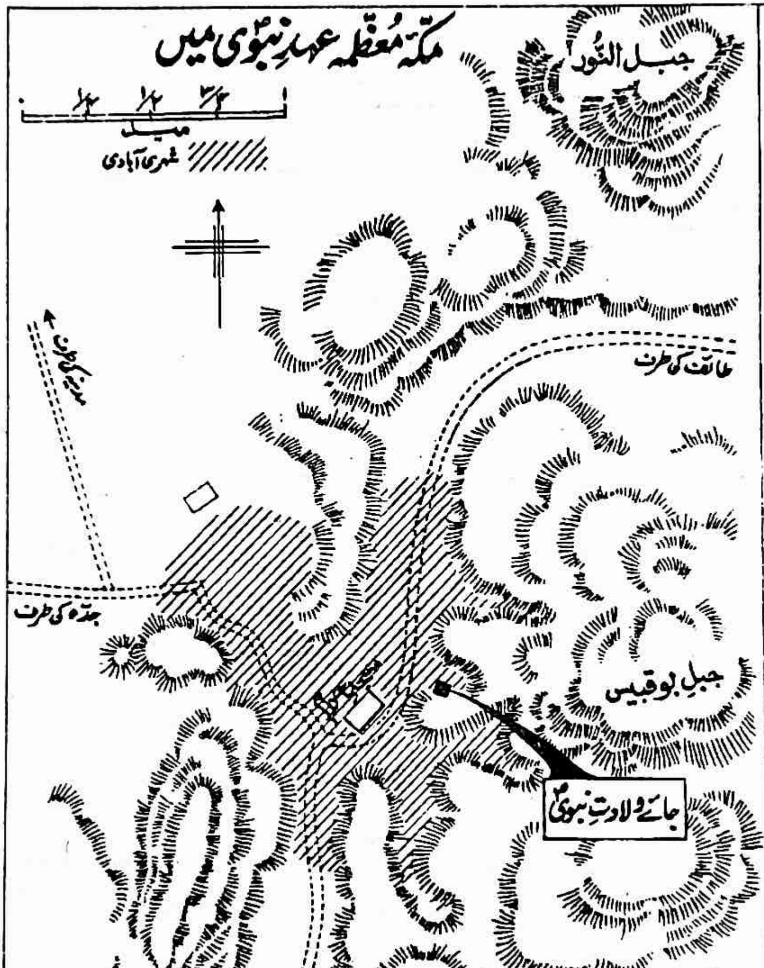
(۱۰) حسبِ عادت اسلوبِ تحریر یہ رکھا گیا ہے کہ بیانِ سیرت میں مشکل الفاظ سے گریز کی کوشش کی گئی ہے تاکہ معمولی اُردو خواں مسلمان بھی پڑھ سکے۔ تلك عشرة كاملة

ملاحظہ: اس کے بعد کتاب کے چھ حصّے شروع ہو جائیں گے اور پہلا حصہ "سید المرسلین ﷺ اور سید الملائکہ (باہمی تعارف)" ہے۔ اس میں پہلا عنوان یعنی "انا و جبریل ضرورت اور اہمیت" جاری مضمون یعنی منہجِ تحقیق اور طریقِ مطالعہ کا حصہ ہے۔



الانسان : ۸

اور باوجود یہ کہ
ان کو خود طعام کی
خواہش (اور حاجت)
ہے فقیروں اور یتیموں
اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں



ملاحظہ: کتاب کی فہرست نمبر 4 سے معلوم ہوگا کہ مکہ کے مختلف مقاماتِ جبریلؑ کا تذکرہ اس نقشہ میں آچکا ہے۔

جبل ثور سے سفرِ ہجرت کی ابتداء ہے جبکہ سفرِ ہجرت کا مکمل نقشہ اور اس میں نزولِ جبریلؑ کی جگہوں کا ذکر صفحہ نمبر 57 پر ہے۔

پہلا حصہ:

سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور سیّد الملائکہ علیہ السلام

[باہمی تعارف]

مندرجات:

"أَنَا جِبْرِیْل" ضرورت و اہمیت از عنوان : ۲ تا از عنوان نمبر ۸ بشمول باب نمبر ۱ مکمل۔

دورانیہ مکالمات:

از کامل حیات مبارکہ ملاقاتوں کی تعداد ۲۴۰۰ ملاقاتوں کا اجمالی تذکرہ اور ۱۲ مجالس کا مختصر احوال۔

قارئین! مبادیات یعنی عرضِ مرتب :اور "منہج تحقیق" کے بعد کتاب کا پہلا باب متعدد عنوانات کے ساتھ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت جبریل علیہ السلام کی باہمی محبتوں اور ملاقاتوں کے بیانِ مقاصد پر مشتمل ہے اس باب میں جبریل علیہ السلام کا تعارف بھی آگیا ہے۔ پورے باب کے مطالعہ کے بعد یہ دعویٰ آسان ہوجاتا ہے کہ وحی لانے والے یہ فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یومِ ولادت سے یومِ وصال تک حیاتِ مبارکہ کے ہر اہم واقعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ رہے۔

ملاحظہ:

(۱) نزولِ جبریل علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک زندگی کے تاریخی و معنوی لوازمات کو سمجھنے کے لیے کتاب کے تیرہ (۱۳) ابواب کو چھ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

پہلے حصے کا تعارف مکمل ہوا، دوسرا حصہ باب نمبر ۲ سے شروع ہوگا۔

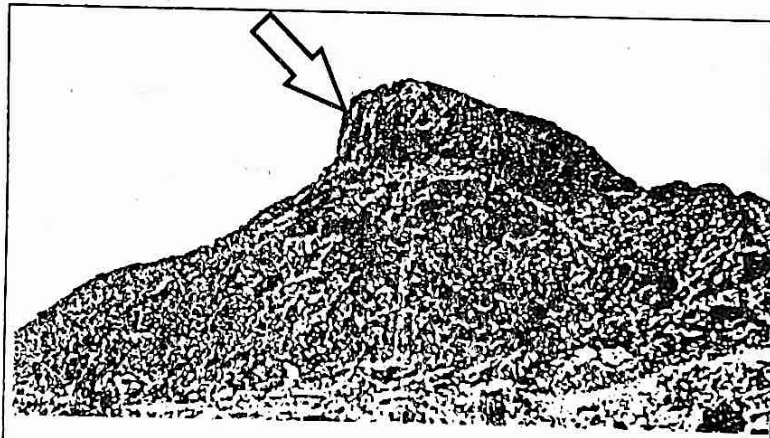
(۲) مقدمۃُ الکتاب ان عنوانات پر مشتمل ہے۔

(۱) عرضِ مرتب۔

(۳) موضوع و منہج تحقیق عنوان نمبر ا۔

(۴) اَنَا وَجِبْرِيْل ضرورت واہمیت۔

(۵) حضرت جبریل علیہ السلام شکل وشباہت اور ان کا قرآنی مقام، عنوان نمبر ۲ تا باب نمبر ا (مکمل)



جبلِ نور یعنی مکہ مکرمہ میں وہ پہاڑ جس کے حرا نامی غار میں حضرت محمدؐ اور حضرت جبریلؑ کا وہ مکالمہ ہوا جسے وحیِ الٰہی کے سلسلے کا پہلا مذاکرہ کہا جاسکتا ہے۔ اس تصویر میں **غارِ حرا** کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس غار کا تذکرہ فہرست نمبر 4 (مقاماتِ نزولِ جبریلؑ) میں کئی بار آیا ہے۔

(۱) "أَنَا وَجِبْرِيْل" ضرورت و اہمیت

حضرت نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان سے پہلے سب نبیوں کے پاس عموماً حضرت جبریل علیہ السلام ہی پیغامِ رسالت لانے کا ذریعہ رہے، بعض پیغامات خوابوں اور دیگر ذرائع سے دیے گئے۔ اس لیے ایک صاحبِ ایمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس فرشتہ اور حضرت محمد رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ملاقاتوں کے احوال سے واقف ہو، اس لیے کہ وہ تمام شریعتوں کے نزول میں اہم ترین واسطہ ہیں۔ اس موضوع کی تحریروں سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے کئی پہلوؤں کا مطالعہ بھی ہو سکے گا اور صاحبِ مطالعہ دینِ اسلام کے اس عقیدہ و ایمان میں مزید پختہ ہوگا کہ قرآنِ کریم اور پچھلی سب کتابیں برحق ہیں، روح الامین علیہ السلام اسی طرح انسانوں کو اللہ سے جوڑتے رہے، جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ان کا کردار اہم رہا۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق حضرت جبریل علیہ السلام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس [۲۴۰۰] بار حاضر ہوئے، حضرت آدم علیہ السلام کے پاس [۱۲] مرتبہ حضرت ادریس علیہ السلام کے حضور [۴] مرتبہ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں [۵۰] مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس [۴۲] مرتبہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاں [۴] مرتبہ اور حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس تین مرتبہ حاضر ہوئے۔

حُبِّ قُرآن اور مقامِ جبریل علیہ السلام:

سیدنا روح الامین علیہ السلام ساری آسمانی کتابیں لے کر آئے اور سب نبیوں سے

خصوصی تعلق رہا، تاہم نبی اکرم ﷺ اور قرآن سے ان کا بہت زیادہ پیار نظر آتا ہے، ان کی ایک نسبت یہ ہے کہ جیسے اللہ نے نبی علیہ السلام کا کلام قرآن بنا کر نازل فرما دیا، ایسے ہی روح الامین علیہ السلام بھی بعض باتیں ایسی کرتے تھے، جو بعد میں قرآن کی آیت بن کر آ جاتی تھیں۔ ان سے حضور ﷺ نے فرمایا: آپ ملاقات کے لیے بہت کم آتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا: وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۔☆ ہم تو [اے حبیب ﷺ آپ ﷺ کی خدمت میں آپ ﷺ کے] رب کے حکم سے آتے ہیں ۔ ان کا یہ جواب آج کلام الٰہی میں سورۂ مریم کا حصہ ہے۔ ایسے ہی جبریل علیہ السلام نے ایک دن کہا: وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ☆ ترجمہ: اور ہم [فرشتوں] میں جو ہے، اس کا ٹھکانا ہے مقرر اور ہم ہی صف باندھنے والے [حکم ربانی کے منتظر] اور ہم ہی پاکی بیان کرنے والے ہیں۔

یہ آیات جبریل علیہ السلام کی زبان پر نزول سے پہلے جاری ہوئیں اور قرآن کریم کا حصہ بنا کر اُتار دی گئیں ۔☆

اللہ تعالیٰ نے ان کو سارے مُقربین فرشتوں میں سب سے زیادہ اسلام اور حضور ﷺ کی محبت سے نوازا، انہوں نے سب سے پہلے اذان پڑھی اور آسمانوں پر موجود بیتُ المَعمُور کے پاس حضرت میکائل علیہ السلام نے نماز پڑھائی ۔☆ وہ ان مقربین میں سے ہیں۔ جن فرشتوں کو اللہ نے اَمر بالمعروف جیسے عظیم کام کے لیے منتخب کیا۔☆ اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو بنایا، پھر ان کی عظمت بتانے کے لیے فرشتوں کو جب سجدے کا حکم ہوا تو انہوں نے ہی سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔☆

مختلف صورتوں میں سیدنا جبریل علیہ السلام کی حاضری:

کتاب وسنت، تاریخِ انسانی اور تواریخِ انبیاء علیہم السلام میں اس مکرم فرشتے کا کردار کہیں بھی قابلِ فراموش نہیں ہے، صرف نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ اور جبریل علیہ السلام کے حوالے

سے بھی اسلامی اوراق میں بہت کچھ لکھنے اور بولنے کو ہے، وہ مختلف شکلوں میں آتے تھے، کسی دن اکیلے آئے، کسی دن ایک یا دو کو ساتھ لائے، کبھی ان کے ساتھ ہزاروں فرشتوں کی جماعت حضور ﷺ کی کفش برداری کے لیے حاضر ہوئی، جب ایک معاند مشرک نے حضرت محمد ﷺ کی گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ آپ ﷺ کا دشمن باز نہ آیا تو ہم فرشتوں کو اس کے پیچھے لگا دیں گے۔☆

ایسے تمام اجتماعی و انفرادی امور میں اس آسمانی مخلوق اور اللہ کی رضا کار جماعت کی نمائندگی اور قیادت حضرت جبریل علیہ السلام ہی کرتے تھے۔ تمام اہلِ اسلام کی یہ محبوب ترین شخصیت رہی، وہ ایمان والوں کی راہنمائی کے لیے ایک دن دیہاتی کی صورت میں، کسی دن اعرابی کی شکل میں، کبھی ایک مسافر اور نو وارد کی صورت اور انسانی لبادے میں نظر آئے اور کسی دن بس حضور ﷺ ہی ان کو دیکھ سکے اور کسی کو نہ نظر آئے اور نہ ان کی آواز سنائی دی، جب بھی آئے خیر و برکت میں اضافہ ہوا اور اسلام کو ترقی ملی۔

ملاحظہ: (۱) مختلف انداز سے ان کی آمد کے یہ تمام واقعات کتاب میں موجود ہیں جن کا خلاصہ مذکور ہوا۔ (۲) اگلا عنوان بھی ان کا تعارف ہے۔ (۳) منہجِ تحقیق کا موضوع اور حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل اور تعارف کا کچھ حصہ مکمل ہوا؛ بقیہ تعارف اگلے مضامین میں ہے۔

(۲) قرآن، حضرت جبریل علیہ السلام، شکل و شباہت اور حُبِّ رسول ﷺ

ان کا اصل نام عبد اللہ" جبریل یا جبرائیل معروف ہے، یہ سریانی زبان کا لفظ ہے، اس کے معنیٰ عبد الرحمٰن یا عبدُ العزیز ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: ان کا نام عبدُ الجلیل اور کنیت ابو الفتح ہے اور لقب روح الامین ہے۔☆ کئی ناموں کی وجہ یہ ہے کہ جو ذات بھی کثیر الصفات ہو، اس کے نام بھی کئی معروف ہو جاتے ہیں۔

سیدنا حضرت محمد ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جبریل علیہ السلام کا نام عبد اللہ اور حضرت

میکائل علیہ السلام کا نام عبید اللہ ہے۔ ☆ حضرت جبریل علیہ السلام کا [ایک لقب] روحُ القدس ☆ رَسُولٌ اور اَمِینٌ یہ دونوں نام ہمارے نبی علیہ السلام اور جبریل علیہ السلام کے مشترک ہیں۔ ☆ زیر مطالعہ اس کتاب میں شواہد ہیں کہ دونوں شخصیتیں ایک دوسرے کے لیے مُحب بھی تھیں اور مَحبوب بھی۔ حضرت جبریل علیہ السلام کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پہلے کی ہے۔ نبی علیہ السلام نے ان سے پوچھا: تم کب پیدا ہوئے؟ انہوں نے جواباً کہا: میرے علم میں نہیں، البتہ یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ چار ہزار سال بعد ایک کوکب [ستارہ] پیدا کرتے ہیں اور اب تک میری عمر میں چار ہزار کواکب پیدا ہو چکے ہیں۔ ☆

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے ان کو اصل صورت میں بھی دیکھا: ان کے چھ سو [۶۰۰] پَر تھے اور ہر پَر نے زمین و آسمان کے تمام حصے کو گھیر رکھا تھا، اور میرا اللہ جانتا ہے کہ ان کے پروں سے کتنے پھول، موتی اور یاقوت جھڑ رہے تھے، سبز لباس زیبِ تن تھا؛ جس پر موتی اور یاقوت جڑے ہوئے تھے، ان چھ [۶۰۰] سو پروں کے ساتھ ان کو میں نے ساتویں آسمان پر دیکھا۔ ☆

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ وہ مجھ سے ایک دن اس حال میں ملے کہ ان پر سیاہ قبا تھی اور سیاہ عمامہ تھا، اس کے علاوہ ان سے میری ملاقات آسمانی سیر میں بھی ہوئی [وہاں بھی اصل صورت میں ان کی زیارت کی] میرے پاس معراج میں نبیوں کو لایا گیا، وہاں جو میں نے حضرت جبریل علیہ السلام [کی زیارت کی، تو اپنے مقتدر صحابی] حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں پایا۔ ☆ یہی وجہ ہے کہ اکثر و بیشتر وہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آئے تھے۔

قرآن، حُبّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبرئیل علیہ السلام

روح القدس حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین شخصیت ہیں، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنا محبوب قرار دیا اور اسی لیے قرآن کریم سے ان کو خاص شغف تھا؛ جس کا ایک واقعہ عنوان نمبر ا کے آخر میں گزرا؛ اللہ تعالیٰ کے کلام نے ان کی یہ تعریف کی: إِنَّهُ

لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ

☆ ترجمہ: "یہ [قرآن] قول ہے، ایک بھیجے ہوئے، عزت والے [حضرت جبریل علیہ السلام] کا، قوت والا، عرش کے مالک کے پاس، درجہ پانے والا، سب کا مانا ہوا، وہاں کا معتبر ہے"۔

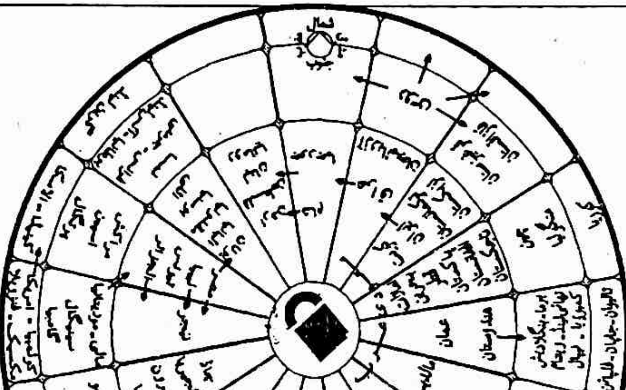
اس کے بعد نبی علیہ السلام اور جبریل علیہ السلام کے تعلق کو واضح کیا کہ نبی علیہ السلام جو فرما رہے ہیں، وہ جبریل علیہ السلام کا لایا ہوا پیغام ہے، فرمایا: وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ☆ "اور یہ تمہارا رفیق کچھ دیوانہ نہیں اور دیکھا ہے اس فرشتہ کو آسمان کے کھلے کنارہ کے پاس۔"

اور جب یہودیوں نے کہا کہ جبریل علیہ السلام ہمارے دشمن ہیں [ہم جو سازش سوچتے ہیں یہ اس کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچا دیتے ہیں] تو اللہ نے قرآن کریم کی آیت میں ان کے دفاع میں کہا: مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ ☆ ترجمہ: "جو کوئی ہوگا دشمن اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے پیغمبروں کا اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا اور ہم نے اتاریں تیری طرف آیتیں روشن اور انکار نہ کریں گے، ان کا مگر وہی جو نافرمان ہے۔"

"گذشتہ عنوان نمبر ا کے تحت جو دو آیات لکھی گئیں ہیں، ان میں جبریل علیہ السلام کی شانِ خدمتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار ہے کہ اس مقصد کے لیے وہ حکم ربانی کے منتظر رہتے ہیں۔ [اور اس عنوان نمبر ۲ میں تین آیات ان کے متعلق ہیں۔ یہ پانچ آیات مکمل ہوئیں] ان آیات کے علاوہ بھی کلام الٰہی میں ان کا ذکر خیر موجود ہے۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبریل علیہ السلام کا دفاع اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ایسے قاصد ہیں، جن کے پیغامات پر دین اسلام کی بنیاد قائم ہے، نبی علیہ السلام ان سے بے حد پیار کرتے تھے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم دینے اور تربیت کرنے والی ذات صرف اللہ کی ہے، جبریل علیہ السلام واسطہ ہیں، اس کے ساتھ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے خادم، مشکلات میں معین اور محب

خاص ہیں، نبیِ رحمت ﷺ کو ان سے خصوصی لگاؤ تھا، ایک تو اس وجہ سے کہ محبوب کا واسطہ بھی محبوب ہوتا ہے اور اس لیے بھی کہ سیّد الملائکہ اور جمیع ملائکہ آپ ﷺ سے شدید اُلفت رکھتے تھے، اب بھی درود و سلام کے ذریعے اور ان کی امت کی مدد کے ذریعے پیار کرتے ہیں۔ اور نبی اکرم ﷺ اقدامی محبت کے ساتھ جوابی محبت میں بھی بڑے سخی تھے، اس لیے حضور ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو اپنا محبوب قرار دیا۔



کعبہ کے اردگرد تقریباً ایک سو ممالک کا تقریبی موقع محل جو کہ نزدیک اور دور ہونے کے اعتبار سے تین دائروں میں تقسیم کیے گئے ہیں۔ اس نقشہ کو صفحہ نمبر 46 پر موجود دنیا کے نقشہ کے ساتھ مطالعہ میں شامل کیا جائے تو نزولِ جبریلؑ اور پیغاماتِ الٰہی کے محلِ وقوع کی عالمگیریت سمجھ آتی ہے۔

باب ①:

رسولِ امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبریل امین علیہ السلام

[تعارف اور باہمی قربت، از عنوان: ۳ تا ۸۔ مضامین کے حوالے کتاب کے آخر میں ہیں]

﴿۳﴾ اَنَا وَجِبْرِیْل "میں اور جبریل" وَسَلَامٌ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَحِدہٖ:

دنیا میں ظہور قدسی سے دم واپسیں تک ہر اہم واقعہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبریل علیہ السلام کا ساتھ رہا اللہ کے اس نمائندے کے ساتھ محبت کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ اس سوال کا جواب ہمیں ان کے اپنے مبارک اقوال سے ملتا ہے ان میں سے صرف سات حدیثیں لکھی جاتی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔۔۔۔۔

میں اور جبریل: [دونوں میں اللہ نے کئی مناسبتیں رکھی ہیں] آسمانوں پہ مجھے مُحَمَّدٌ اَمین کہا جاتا ہے اور [اس عالی مرتبت فرشتے] کو بھی جبریل امین پکارا جاتا ہے۔☆

میں اور جبریل: اس شخص کے ایمان کے گواہ ہوں گے جو سُورۃُ القیامۃ کی تلاوت کرے گا۔☆

میں اور جبریل: بیت المقدس میں داخل ہوئے اور وہاں دو رکعتیں پڑھیں۔☆

میں اور جبریل: آسمانِ دنیا میں گئے، وہاں اسماعیل نامی فرشتے سے ملاقات ہوئی۔☆

میں اور جبریل: ایک جانور پر سوار ہوئے۔☆

میں اور جبریل: اَلْمَقَاعِدُ [مسجد نبوی کے شرقی حصے میں] محوِ گفتگو تھے کہ وہاں ہمیں بیٹھے ہوئے ایک صحابی نے دیکھا سلام کیا [اور ہم نے اس کا] جواب دیا۔☆

میں اور جبریل: حجۃ الوداع میں بھی ساتھ تھے۔☆

ملاحظہ: ان سات روایتوں کے علاوہ لاتعداد مقامات پر حضور ﷺ نے ان کے ساتھ ہونے کا ذکر فرمایا، جن سے ایک مقصد یہ ہے کہ حضور ﷺ کا رابطہ مسلسل اللہ سے رہتا تھا۔

﴿۴﴾ مختلف صورتوں میں حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد:

اللہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ وہ کن صورتوں میں روح الامین علیہ السلام کو بھیجتے تھے، چند شکلیں جو احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے واضح فرمادیں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

۱) حضرت جبریل علیہ السلام [مختلف انداز میں اللہ کا پیغام لاتے رہے، کبھی بنفس نفیس اور کبھی خوابوں میں راہنمائی کرتے رہے] اعلانِ نبوت سے پہلے سچے خوابوں کا جو سلسلہ تھا وہ دراصل حضرت جبریل علیہ السلام ہی آ کر میری راہنمائی کرتے تھے۔☆

۲) ایک دن [میرے بچپن کے ایام میں] ہم کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے، مجھے میرے ساتھیوں کی طرف سے کہا گیا کہ [دیگر بچوں کی طرح تم بھی] اپنی چادر اتار کر مونڈھے پہ رکھ لو! دوسری طرف مجھے غیبی آواز میں اللہ کا یہ ارشاد بتایا گیا: اے محمد! اپنا تہبند باندھ کر رکھو۔☆

۳) حضرت جبریل علیہ السلام [میرے پاس آتے ہیں تو ان کی آمد پر] مجھے کبھی گھنٹی کی سی آواز سنائی دیتی ہے، یہ صورت سب سے زیادہ سخت ہوتی ہے، [۲] اور کبھی یہ فرشتے [حضرت جبریل علیہ السلام] کسی انسانی صورت میں آجاتے ہیں۔☆

۴) اور کسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام میرے دل میں کوئی بات القاء فرما دیتے ہیں۔☆

۵) کسی وقت جبریل علیہ السلام خواب میں ایسی بات القا کرتے ہیں جو دوسرے دن سچی ہو جاتی ہے۔☆

۶) بے شمار مرتبہ ایسا ہوا کہ وہ میرے ایک صحابی حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آتے رہے۔☆ [باب ۱۱ اور باب ۱۲ میں بے شمار صحابہ رضی اللہ عنہم کا ان کو دیکھنا بیان کیا گیا ہے]۔

۷) کبھی کوئی خاص ہیئت بنا کر آتے [اور عمومی احکام کے علاوہ کوئی خاص بات ہی بتا کر واپس چلے جاتے تھے، جس طرح] میں صحنِ کعبہ میں تھا کہ وہ آئے اور [ایسی خبر لائے جو واقعہ میرے بعد ہونے والا تھا پھر] مجھے اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے اسلام کی خوشخبری سنائی۔☆ [تفصیل کے لیے عنوان: ۲۳]

۸) کسی روز وہ ایک اعرابی کی صورت آئے، میری سواری کی لگام پکڑی اور سوال و جواب شروع کر دیے۔☆

۹) ایک دن انتہائی سفید لباس میں حاضر ہوئے، ان کے بال بے غبار تھے [جس سے معلوم ہوتا تھا وہ سفر کر کے نہیں آئے ابھی غسل کر کے حمام سے آئے ہیں] اک روز دورانِ خطبہ ایک شخص نے مجھ سے یہ پوچھا کہ اگر وہ جہاد کر لے اور استقامت سے میدان میں آگے بڑھتا ہی جائے تو کیا اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ [مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر تیار ہو چکا تھا میں اس پر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے خطاب کر رہا تھا، سائل نے مذکورہ مسئلہ پوچھا تو میں نے] اسے کہا: ہاں سب گناہ معاف ہو جائیں گے] یہ کہہ کر پھر بیان شروع کیا، تھوڑی دیر کے بعد اسے بلایا اور کہا: اگر کسی کا قرض ادا کرنا ہے تو وہ معاف نہ ہوگا یہ اصول ابھی ابھی حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے [دورانِ خطاب منبر پر ہی] بتایا ہے۔☆

۱۰) **ملاحظہ**: ان کی آمد کی مختلف صورتوں کا کچھ تذکرہ گذشتہ عنوان کے تحت ہوا اور لکھا گیا کہ وہ کبھی دیہاتی، نو وارد مسافر، سائل علمِ دین، ایک صحابی کی صورت، کبھی اکیلے کسی روز فرشتوں کی ایک جماعت اور کسی دن ہزاروں اور رات لیلۃ القدر میں بے شمار فرشتوں کو لاتے ہیں، ان تمام صورتوں کو کتاب کے واقعات میں دیکھا جا سکتا ہے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

﴿۵﴾ حفاظتِ رسول ﷺ کے لیے جبریل علیہ السلام کی حاضری:

حضرت جبریل علیہ السلام کو آپ ﷺ کی خدمت پر مامور کیا گیا تھا خود وہ بھی اسے اپنی سعادت تصور کرتے تھے، وہ جہاں مختلف جنگوں میں ساتھ دینے کے لیے حاضر ہوئے وہاں انہوں نے انفرادی طور پر بھی حضور ﷺ کی خدمت کی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک غزوہ سے واپس آ رہا تھا، ایک جگہ آرام کے لیے سب لوگ درختوں کے نیچے لیٹ گئے۔ میں نے اپنی تلوار درخت کے ساتھ لٹکائی اور سو گیا، ایک دیہاتی آیا، میری تلوار اُتاری اور مجھے کہا:

اے محمد ﷺ! بتاؤ تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟

میں نے کہا: اللہ، اللہ، اللہ [جبریل علیہ السلام اس دوران آئے اور تلوار اس کے ہاتھ سے گرادی، اسے میں نے اٹھایا اور] اس سے پوچھا: تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟

بولا: کوئی نہیں بچا سکتا ہے۔☆

[اسی طرح جب بھی کوئی اچانک مشکل آئی، جبریل علیہ السلام سامنے آئے ایک دن] میں یہودیوں کی دعوت پر ان کے ہاں گیا، ایک جگہ انہوں نے بٹھا کر ایک بڑے پتھر کو میرے اُوپر گرا کر مجھے شہید کرنا چاہا، جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور مجھے خبردار کر دیا۔☆

﴿۶﴾ اے نبی ﷺ! آپ ﷺ تواضع اختیار کیجئے:

نزولِ جبریل کے واقعات بے شمار ہیں، تاہم حضورِ ملٰئکہ [یعنی دیگر فرشتوں کی خدمتِ حبیب ﷺ میں آمد] کے واقعات کی کمی نہیں ہے۔ روح الامین کے ساتھ ایک اور فرشتہ، کبھی میکائل اور ایک دن حضرت اسماعیل نامی فرشتے آئے، ایک اور کا ذکر یوں ملتا ہے کہ حضرت محمد کریم ﷺ فرماتے ہیں:

ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس حاضر تھے، اس دوران آسمانی کنارہ شق ہوا، اس میں سے ایک اور فرشتہ نمودار ہو کر عرض کرنے لگا:

اے محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]: آپ کے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام بھیجا ہے اور وہ پوچھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاہانہ [شان و شوکت والے] نبی بننا چاہتے ہیں یا ایک عاجز بندہ رہ کر نبوت کا کام کرنا چاہتے ہیں؟

جبریل: موجود تھے [سوال کے جواب کے لیے] انہوں نے مجھے تواضع [بندگی و عاجزی] اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔

میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون تھے؟

جبریل: جواب دیتے ہیں کہ یہ حضرت اسرافیل ہیں، اللہ نے ان کے یوم تخلیق سے ہی ان کو اپنے سامنے کھڑے رہنے کا حکم دیا ہے، یہ ایک آنکھ جھپکنے کی مقدار بھی حرکت نہیں کرتے، ان کے اور رب کے درمیان (۷۰) ستر انوار ہیں۔☆

﴿۷﴾ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبریل علیہ السلام سے شوقِ ملاقات:

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا گیا کہ کسی بھی مشکل اور بے چینی میں آسمان کی طرف دیکھتے اور امید کرتے کہ جبریل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ ان کے غم کا مداوا اور مسائل کا حل دے کر بھیجیں گے، معبود و محبوب کے درمیان واسطہ کیوں کہ جبریل ہی تھے، اس لیے ان سے قلبی تعلق و الفت کا ہونا لازمی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

جب وہ آتے ہیں تو میں ان سے محوِ گفتگو ہو جاتا ہوں اور دائیں بائیں سے بے خبر ہو کر ان کی طرف متوجہ رہتا ہوں، ایک دن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت میں حاضر ہوئے، جب وہ میرے پاس "مقاعدِ جبریل" [باب جبریل کے قریب] تھے، مجھے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر نہ ہوئی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے میرے پاس جبریل علیہ السلام کو ہم کلام ہوتے دیکھا۔☆ حضرت جبریل علیہ السلام [کی آمد میرے لیے بڑی فرحت انگیز ہوتی ہے،

ان سے میں آسمانی خبریں معلوم کرتا اور محبوب کی باتیں کرتا ہوں ان] سے ایک دن میں نے پوچھا:

اے جبریل: کیا آپ نے کبھی اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے؟

عرض کی: نہیں، میرے اور اللہ کے درمیان ستر ہزار پردے ہیں، میں ایک پردے کے قریب بھی پہنچ جاؤں تو جل جاؤں۔☆ وہ کچھ روز کے لیے نہ آئے، وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تو مشرکین نے یہ کہنا شروع کر دیا: کہ محمد ﷺ کے رب نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام مشرکین کے جواب میں یہ سورت لے کر آئے، جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی، وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولٰی "ترجمہ: نہیں چھوڑا تم کو تمہارے رب نے اور نہ وہ ناراض ہوا اور یقیناً بعد کا دور بہتر ہے تمہارے پہلے دور سے۔"

میں نے ایک دن ان سے کہا: اے جبریل! جب میرا شوق غالب ہوتا ہے تب ہی آتے ہو! جبریل بولے: مجھے تو خود آپ ﷺ سے ملنے کا شوق رہتا ہے، تاہم میں تو حکم کا ایک بندہ ہوں۔☆

﴿۸﴾ حَبِیبِی جِبْرِیل علیہ السلام: "میرے مُحب اور محبوب جبریل علیہ السلام":

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرا ئیل محبت لانے کا واسطہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے، ان کو رسولِ رحمت ﷺ سے محبت تھی جیسا کہ سابق عنوان کے مضمون میں لکھا گیا، حضور ﷺ تو سراپا محبت تھے، وہ انسانوں کے ساتھ فرشتوں خصوصاً جبریل علیہ السلام سے بھی پیار رکھتے تھے، جبریل علیہ السلام کے لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا:

حضرت جبریل علیہ السلام میرے محبوب ہیں اور وہ میرے صدّیق ہیں۔☆ وہ میرے ولی ہیں ان کو ہی یہ مقام ملا کہ وہ سارے نبیوں کے دوست ہیں۔☆ میرے بھی محبوب وخلیل ہیں [میرے دل میں ان کا احترام اس وجہ سے ہے کہ وہ میرے محبوب اور اَلرَّفِیقُ الاَعلٰی

[اللہ تعالیٰ] کا کلام لے کر آتے ہیں، اللہ نے فرمایا: اے محمد ﷺ! جبریل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے آپ ﷺ کے دل پہ وہ کلام اتارا ہے، جو اس سے پہلے نازل شدہ تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔☆

وہ میرے محبوب [اس لیے بھی ہیں کہ] انہوں نے مجھے ربّ العالمین کے پیغام سے آشنا کیا۔☆ [ان سے میں کیوں نہ محبت کروں کہ وہی میرے اور میرے محبوب اکبر خالق و معبود جلّ جلالہ کے درمیان واسطہ ہیں اور اللہ کے بعد سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے ہیں، ان سے ہی معلوم ہوا کہ میں اللہ کا محبوب ہوں، ان کے وہ چند پیغامات سنیے، جن میں وہ میرے محبوبِ رب ہونے کی خبر دیتے ہیں، ایک دن وہ] میرے پاس آئے اور کہا: اے محمد [ﷺ] اللہ نے آپ ﷺ کو سلام کہا ہے اور یہ پیغام دیا ہے:

- اے میرے حبیب ﷺ! میں نے حُسنِ یوسف علیہ السلام کو اپنی کرسی کے نور کا لباس پہنایا، جبکہ آپ ﷺ کے چہرے کو اپنے نورِ عرش سے منور کیا، آپ ﷺ سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہیں بنایا ہے، اے محمد ﷺ! ☆
- اللہ نے ان کو فرمایا: اے جبریل! زمین پہ جاؤ اور سرکش شیاطین کو قید کرو، وہ میرے محبوب ﷺ کے ماننے والوں کے روزوں کو خراب نہ کریں۔☆
- میں نے پوچھا: اے جبریل! اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل کیسے بنایا؟
- فرمایا: وہ لوگوں کو کھانا کھلاتے، سب کو وہ دیتے اور کسی سے کچھ نہ لیتے تھے [لیکن آپ ﷺ تو اللہ کے خلیل ہونے کے ساتھ اس کے محبوب بھی ہیں] اے محمد! اللہ جل شانہ نے آپ ﷺ کو سلام فرمایا اور یہ پیغام دیا ہے کہ: میں نے اگر ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل اور موسیٰ علیہ السلام کو کلیم و نجی بنایا ہے، تو آپ ﷺ کو اپنا محبوب قرار دیا ہے، میری عزت و جلال کی قسم ہے میں اپنے خلیل سے زیادہ آپ ﷺ کو درجہ دوں گا۔☆
- جبریل علیہ السلام ایک دن حاضر ہوئے اور کہا: اللہ نے مجھے یہ حکم دیا ہے: اے جبریل! میرے محبوب ﷺ کو یہ خوشخبری سنادو کہ اُمت کے کسی مسئلہ میں ان کی گرفت نہ ہوگی اور جنت

سارے انسانوں کے لیے اس وقت کھولی جائے گی، جب آپ ﷺ کے ماننے والے جنت میں داخل ہو چکے ہوں گے۔

اے حبیب اللہ! جب تک آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اُمتی داخلِ بہشت نہ ہو جائیں گے، اس وقت تک نہ کوئی نبی وہاں جا سکے گا اور نہ کوئی اُمتی کسی امت کا جا سکے گا [جبریل سے جو میرا تعلق رہا وہ سب جانتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ آخری وقت میں بھی وہ میرے ساتھ ہوں، اس لیے] وصیت کرتا ہوں کہ جب میرا وصال ہو، تم [اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم!] مجھے نہلا اور کفنا لو تو سب سے پہلے حضرت جبریل علیہ السلام جو میرے محبوب ہیں، وہ اپنی جماعت کے ساتھ آئیں اور میرا جنازہ پڑھیں، پھر میکائیل، اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام فرشتے اپنی بڑی بڑی افواج کے ساتھ جنازہ [صلوٰۃ وسلام] پڑھیں گے۔ ☆

ملاحظہ: نبی اکرم ﷺ کی یہ خواہش پوری ہوئی، دیکھیے! عنوان نمبر ۱۰۶۔ کتاب کا پہلا حصہ مکمل ہوا، دوسرا حصہ شروع ہوا چاہتا ہے۔ آئیے شمعِ رسالت ﷺ کے انوار سے روشنی لے کر دلوں کو منور کرتے ہیں۔



جزیرۃ العرب کا وہ نقشہ جس کی مدد سے کتاب کے کئی اہم مضامین کو سمجھا جا سکتا ہے، رسولِ رحمت علیہ السلام اور جبریلؑ کے درمیان ملاقاتوں اور مکالمات کا سلسلہ جہاں اس جزیرے کے مختلف علاقوں تک پھیلا ہوا ہے وہاں اس کا تذکرہ بھی ضرور آتا ہے۔

دوسرا حصّہ:

یومِ ولادتِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعلانیہ دعوت تک

[مکّی دور کا پہلا حصّہ]

مندرجات:

باب: ۲ تا باب: ۳، از عنوان: ۹ تا ۳۱۔

دورانیہ مکالمات:

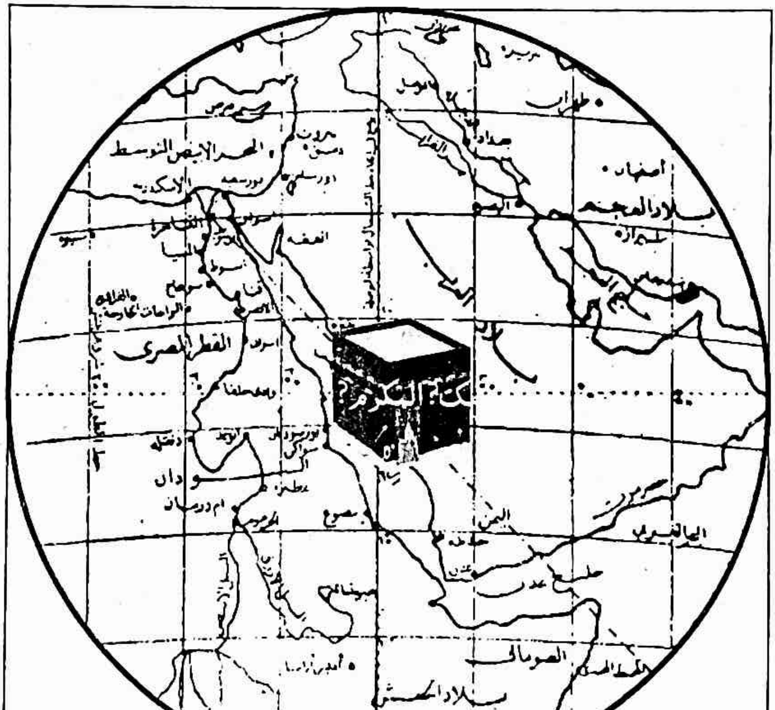
امیلادی تا ا نبوی ملاقاتوں کی تعداد: ۳۴

(۱) دوسرے باب میں میلادی سن کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے، جو نبی علیہ السلام کے اعلانِ نبوت سے پہلے کے سالوں کو بیان کرنے کے لیے معروف ہے۔ اس کے بعد ہجرت تک کے دورانیے کو نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال اور ا۔ہجری کے بعد اا۔ہجری تک کے سالوں کو ہجری سال کہا اور لکھا جاتا ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں بھی ان اصطلاحات کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

(۲) اس فنی وضاحت کے بعد یہ جانیے کہ دوسرے باب میں اعلانِ نبوت سے پہلے کی ملاقاتیں، مکالمات اور خصوصی تعلیمات مذکور ہیں۔ اس کے ساتھ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی مناسبت سے ان تیرہ مجالس کا اظہار یکجا کرنا ضروری سمجھا گیا جو اہل بیت رضی اللہ عنہم کے دیگر نکاحوں کے سلسلے میں دونوں حضرات یعنی حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبریل علیہ السلام کے مابین ہوئیں۔

ملاحظہ:

کتاب کے چھے (۶) حصوں میں سے دوسرے کا تعارف مکمل ہوا، اب آپ تیسرا حصہ (واقعہ معراج اور ہجرتِ مدینہ) سے پڑھ سکیں گے۔



کعبۃ اللہ (مکۃ المکرمۃ جس کے قریب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی اور نزولِ جبریلؑ کی ابتداء ہوئی) یہ پوری زمین کے درمیان میں ہے۔ یہیں سے پوری دنیا کو وحیِ الٰہی کی روشنی مہیا کی گئی اور اسی طرف پوری دنیا کے لوگ اسی طرح گول صفیں بنا کر نمازیں پڑھتے ہیں جس طرح مسجد الحرام (بیت اللہ شریف کے صحن) میں آج بھی نماز ادا کی جارہی ہے۔ اس نقشہ میں نزولِ جبریلؑ کے مقامات کی اہمیت کو واضح کیا گیا۔

باب ②:

ظہورِ قدسی سے ظہورِ نبوت تک روح الامین علیہ السلام کی حاضریں

[۱ تا ۴۱ میلادی، از عنوان: ۹ تا ۱۶۔ مضامین کے حوالے کتاب کے آخر میں ہیں]

﴿۹﴾ ۹ ربیع الاول، ا رمیلادی، شعبِ ابی طالب کے پاس پہلی ملاقات:

۸ ربیع الاول سن عام الفیل مطابق ۸ رمضان ۴ نومبر ۵۶۹ء مکہ میں بعد از صبح صادق بہ روز پیر: یہ وہ گھڑی ہے جس میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے اور پہلے ہی دن سید الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے۔ جائے ولادت مروہ کے سامنے شعب ابی طالب کے پاس آج بھی موجود ہے، اس پر مکتبہ مکۃ المکرمۃ کا بورڈ لگا ہے، اس عمارت میں بہت خوبصورت لائبریری ہے۔ اب اس کے قریب ہی آب زم زم کے نلکے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت جبریل امین علیہ السلام سے اس پہلی ملاقات کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

جس روز میری ولادت ہوئی، ابلیس نے اپنی معاون فوج سے کہا: اس رات میں ایک بچہ پیدا ہوگا، جو ہمارے [تمام شیطانی] کاموں کو برباد کردے گا [اور دنیا کے ہر ذرے ذرے کو خیر اور نیکی سے منور کرنے کی کوشش کرے گا] اس کے ساتھیوں نے کہا: تم جاؤ اور اسے ختم کردو! وہ اس کام کے لیے بڑھتا ہے لیکن جبریل علیہ السلام اسے ایسی ٹھوکر لگاتے ہیں کہ وہ ملک عدن میں جا گرتا ہے۔ ☆

﴿۱۰﴾ ا رمیلادی بعمر ۶ رسال "چراگاہِ بنو سعد" میں ملاقات:

ا رمیلادی تا ۶ رمیلادی اواخر ۵ [ق ھ تا ۵۰ ق ھ] ا عیسوی تا ۵۷۳-۵۷۴ عیسوی

[تقریباً ۵ رسال]: یہ وہ مدت ہے، جس میں حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رضاعت کے سلسلے میں قیام فرمایا۔ چار پانچ سال کی عمر میں جبریل علیہ السلام اپنی جماعت کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت کے لیے ایک چراگاہ میں حاضر ہوئے، یہ جگہ طائف سے جنوب کی طرف اس طرح ہے کہ "وادی لیہ" کے بعد "مفرقِ بنی سعد" سے دائیں طرف ایک سڑک جاتی ہے، اس پہ تقریباً ۴۵ کلو میٹر کے فاصلہ پر، "بنو سعد" کے نام سے ایک بستی ہے اس کے آگے چل کر مرکزی بستی "بنی سعد السحن" ہے اس سے ایک کلو میٹر پہلے بائیں طرف کچا راستہ ہے جو ۲۰ کلو میٹر طے کریں تو الشَّوحَطَۃ نام کی بستی ہے جہاں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا گھر تھا اور بچپن کا یہ واقعہ وہاں ہوا۔ ☆ حضور سید الکائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات اپنے اِن ایام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، وہاں جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے، مجھے لٹایا، سینے سے دل کو نکالا، اسے زم زم سے دھویا [اس میں نور کو بھر دیا] اور اسے وہیں رکھ دیا جہاں سے نکالا تھا۔ ☆

﴿۱۱﴾ ۲۶ رمیلادی، پہلے نکاح سے آخری نکاح تک:

۲۵ رمیلادی [۲۹ رق ھ] مطابق اواخر ۲۶ رمیلادی اوائل (۳۰ رق ھ) اوائل ۲۹ (ق ھ) ۵۹۳-۵۹۴ عیسوی سے ذوالقعدہ ۷ ہجری تک: نکاحوں کے سلسلے میں حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ کو اللہ کا سلام پہنچایا اور اللہ کی مرضی سے آگاہ کیا، ان ۳۴ سالوں میں اہل بیت [ازواج و بنات نبی ﷺ] کے نکاحوں کے پیغامات لے کر فرشتۂ وحی حاضر ہوئے۔ اس دورانیے میں ان کے اپنے اور بیٹیوں کے رشتوں کی تعیین میں وحی کا نزول ہوا اس سلسلے میں تیرہ بار حضور ﷺ کی خدمت میں جبریل آئے۔

۱) سب سے پہلا عقد حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے [۲۶ رمیلادی] کو ہوا، جبکہ آخری حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے ہوا [ان کی سن وار تفصیل اس طرح ہے]۔

۲) وسطِ ۱۰ نبوی ﷺ [۴ر ق ھ] اوائل جولائی ۶۱۹ عیسوی میں حضرت سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔

۳) شوال ۱۰ نبوی [۴ر ق ھ] ذی قعد ۱۰ر نبوی [۴ر ق ھ] جون/ جولائی ۶۱۹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کا نکاح مکہ میں ہوا۔ اور ذی الحجہ، ار ہجری، اپریل ۶۲۳ عیسوی: یہ وہ تاریخ ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی شادی ہوئی، جو مکہ سے مدینہ کی ہجرت کے چند ماہ بعد مدینہ میں ہوئی، اس عقد میں اور نبی محترم ﷺ کے اپنے اور ان کی بیٹیوں کے نکاحوں میں حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد اور آسمانی منظوری کے مناظر بڑے ایمان افروز ہیں۔ ہجرت کے بعد ہونے والے ان چند نکاحوں کی تاریخیں یہ ہیں، جن میں جبریل علیہ السلام کی آمد ہوئی۔

۴) اواخر ذی قعدہ، اوائل ذی الحجہ۔ اواخرِ صفر، اوائل ربیع الاول، ۲ر ہجری، اگست ۶۲۴ر عیسوی حضرت فاطمہ بنت رسول ﷺ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

۵) ربیع الاول۔ جمادی الاُخریٰ ۳ ہجری [نومبر دسمبر ۶۲۴ ر عیسوی: حضرت اُمِ کلثوم بنت رسول ﷺ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے۔

۶) ۳ ر ہجری، اواخرِ ۶۲۴ عیسوی اوائل ۶۲۵ عیسوی: حضرت حفصہ بنتِ عمر رضی اللہ عنہما کا نکاح حضرت نبی اکرم ﷺ کے ساتھ۔

۷) ذوالحجہ ۴ ر ہجری، مئی ۶۲۶ عیسوی: اُم المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت خذیمہ سے نبی اکرم ﷺ کا نکاح۔

۸) محرم الحرام ۵ ر ہجری، جون ۶۲۶ عیسوی اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے آنحضور ﷺ کا نکاح۔

۹) ربیع الاول۔ رجب ۵ ر ہجری، نومبر، دسمبر ۶۲۶ عیسوی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا نکاح۔

۱۰) یکم رمضان ۵ ر ہجری، اواخر جنوری اوائل فروری ۷ ۶۲ عیسوی، اتوار غزوہ مریسیع کے بعد: حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح ہوا۔

۱۱) محرم۔ جمادی الاولیٰ ۷ ہجری، ستمبر، اکتوبر ۶۲۸ اُم المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح۔

۱۲) محرم [اوائل محرم کبیسہ جمادی الاولیٰ - اوائل جمادی الاُخریٰ ۷ ر ہجری ستمبر، اکتوبر ۶۲۸ عیسوی اُم المؤمنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کی مدینہ میں آمد اور نکاح۔

۱۳) ذی قعدہ ۷ ر ہجری، مارچ ۶۲۹ عیسوی ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے بمقام سَرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح۔

ان تمام رشتوں کے واقعات درج ذیل ہیں، ان کے متعلق حضور سید الکائنات علیہ الصلوات والتسلیمات ارشاد فرماتے ہیں۔

○ میں نے اپنے یا اپنی بیٹیوں کے سارے نکاح تب ہی کیے جب حضرت جبریل علیہ السلام اللہ کی طرف سے اجازت کا پیغام لے کر آ گئے۔☆

اور اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست بھی کی ہے کہ میں جس سے بھی شادی کروں، وہ جنت میں بھی میرے ساتھ ہوں [چنانچہ وہ دعا قبول ہوئی، ایک روز میرے پاس جبریل علیہ السلام اس [اللہ] کی طرف سے آئے جس کو "صاحب عرش" کہا جاتا ہے اور کہا:

اے محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]! اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام بھیجا اور یہ حکم دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دیں۔ [فاطمہ رضی اللہ عنہا: میری وہ بیٹی] جو میرے اہلِ بیت میں سب سے افضل ہیں۔☆

○ جب میری بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں تو [ان کے شوہر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو دوسری بیٹی دینے کا حکم بھی آسمان سے آیا] میرے پاس جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا:

اے محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]! اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کہا اور یہ فرمایا ہے کہ میں حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ خبر کروں کہ: اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا سے تمہارے نکاح کا حکم دیا ہے۔ [اور یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ نکاح] مہر کی اسی مقدار پر ہے جس پہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا ہوا تھا، چنانچہ عثمان رضی اللہ عنہ کو مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے میں ملاقات کے دوران یہ خبر کر دی گئی۔☆

○ حضرت جبریل علیہ السلام جس وقت [میری زوجہ اوّل حضرت] خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں تو میرے پاس حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں سبز ریشم کا ایک رومال تھا، اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تصویر تھی [یہ دکھا کر] مجھے وہ کہنے لگے:

اے محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]! یہ حضرت عائشہ [رضی اللہ عنہا] ہیں جو دنیا اور آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی ہیں، یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خدیجہ [رضی اللہ عنہا] کا بدل ہیں،☆

○ ایک دن جبریل علیہ السلام [میرے پاس ان ایام میں آئے۔ جب میں حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہا سے ناراض تھا، انہوں] نے مجھے کہا:

اے محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کہا اور وہ فرماتے ہیں: حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کر لیجیے! اس لیے کہ وہ روزے رکھنے، نماز پڑھنے والی ہیں، جبکہ وہ جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ہوں گی۔ میں نے [حفصہ رضی اللہ عنہا کو جا کر یہ خوشخبری سنائی اور کہا: اے حفصہ! میرے پاس ابھی جبریل علیہ السلام اللہ کا پیغام لے کر آئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ سے رجوع کا حکم دیا ہے۔☆

○ ایسے ہی، اللہ تعالیٰ نے زینب رضی اللہ عنہا سے میرا نکاح خود آسمانوں پہ فرما دیا، میں نے ان کو اس نعمت کی خبر بھی بھیج دی کہ ایسا ہو چکا ہے۔ جب میں ان کی قیام گاہ پر بغیر اجازت گیا تو انہوں نے مجھے یہ کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں کیسے؟ نہ نکاح کا پیغام [اور نہ کوئی گواہ؟] میں نے کہا: ہمارا یہ نکاح کرنے والے اللہ ہیں اور حضرت جبریل علیہ السلام [اور دیگر مقرب ملائکہ عظام] اس کے گواہ ہیں۔☆

﴿۱۲﴾ رمضان ۴۱ ر میلادی دارِ خدیجہ رضی اللہ عنہا میں ملاقات:

۲۳ / ۲۴ ۔ ذی الحجہ ۔ ۲۳ / ۲۴ رمضان [۴۱ میلادی ۱۵ / ق ھ] ۹ / ستمبر ۶۰۸ عیسوی بروز پیر سے شب ۲ / جمادی الاولیٰ [۱ / ہجری] ستمبر، اکتوبر ۶۲۲ ہجری کا دورانیہ: یہ نزولِ وحی کے بعد ہجرت کی پہلی شب ہونے تک کا مبارک زمانہ ہے "دارِ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا" میں حضرت جبریل علیہ السلام متعدد بار حاضر ہوئے، یہاں ان واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں دونوں ہستیوں کے درمیان مکالمات ہوئے ۔ یہ گھر آج نہیں ہے، اس کی جگہ حرم کو جاتے ہوئے بَابِ بنی شیبہ کے سامنے مَوْلَدُ النبّی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب ۱۶ میٹر پر ہے ۔ یہیں سُورۃُ المدثر کا نزول ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا پھر عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور بعض کے نزدیک بیٹوں کے نام طیب اور طاہر [رضی اللہ عنہما] ہیں، جو سب اسی گھر میں پیدا ہوئے ۔ اسی گھر میں بارہا مرتبہ جبریل علیہ السلام پیغامات لائے، ورقہ بن نوفل کی باتیں، چادر اوڑھنے کا واقعہ، پاکی، لباس، اور رہن سہن کی خصوصی ہدایات کے لیے جبریل آتے رہے ۔ اسے قُبَّةُ الْوَحی اور دارُ السَّیدۃ خدیجۃ رضی اللہ عنہا کہا جاتا ہے۔

شادی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہیں منتقل ہو گئے ہجرت تک [تقریباً ۲۸ سال] اسی میں قیام رہا۔ ہجرت کی شب اس گھر کا محاصرہ کیا گیا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورہ یٰسین پڑھتے ہوئے نکل گئے اور کفار کو پتہ بھی نہ چل سکا، حضرت سید الانبیاء علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

"میں غارِ حراء سے اپنے گھر میں پہنچا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو کہا: زَمِّلُونِی" مجھے چادر اوڑھا دو!" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مجھے تسلی دی اور حضرت ورقہ بن نوفل نے بھی میری ڈھارس بندھائی کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور میرے پاس آنے والے فرشتے وہی ہیں جو نبیوں کے پاس آیا کرتے ہیں، کچھ ایام کے لیے جبریل علیہ السلام نہ آئے ان ہی ایام میں [جبکہ سلسلہ وحی منقطع ہو چکا تھا] میں چلا جا رہا تھا، میں نے آسمان کی طرف کوئی چیز محسوس کی تو اپنا سر اوپر

اُٹھایا، کیا دیکھتا ہوں کہ کرسی پہ حضرت جبریل علیہ السلام بیٹھے ہیں، ان کو دیکھ کر میں ڈر گیا، گھر آیا تو اہلِ خانہ سے کہا: دَثِّرُونِي! دَثِّرُونِي! مجھے چادر اڑھاؤ! چادر اڑھاؤ! جب چادر اُوڑھا دی گئی تو میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ☆ ترجمہ: اے کپڑے اوڑھنے والے پیغمبر! اٹھیے اور لوگوں کو ڈرائیے، اور رب کی بڑائی بیان کیجئے، اپنے لباس کو پاک رکھیے، اور بتوں کی نجاست سے دور رہیے!۔☆

﴿۱۳﴾ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور فرشتۂ وحی کی پہچان:

یہ سب ابتدائے وحی کی حسین یادیں ہیں، جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو سنایا کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم ان واقعات کو سن کر اپنے ایمان کو جلا بخشتے تھے، اسی گھر میں جبریل علیہ السلام کی آمد کا یہ واقعہ ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

میں نے ایک دن اپنی اہلیہ کو بتایا:

اے خدیجہ رضی اللہ عنہا: یہ حضرت جبریل علیہ السلام ہیں!

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا: کیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے ہیں؟

میں نے کہا: ہاں [اس وقت وہ یہاں موجود ہیں]۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر تشریف لائیں! میں ان کے پہلو میں جا بیٹھا، انہوں نے مجھے اپنے دائیں، کبھی بائیں اور ہر طرف بٹھا کر پوچھا: کیا اب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبریل علیہ السلام نظر آتے ہیں؟

میں نے کہا: میں مسلسل دیکھ رہا ہوں کہ وہ موجود ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا: مجھے اپنی گود میں بٹھاتی، سر سے دوپٹہ اتارتی اور پوچھتی ہیں: کیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اب بھی نظر آرہے ہیں؟

میں نے کہا: اب تو دکھائی نہیں دیتے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا: یہ فرشتہ ہی ہے [کوئی جن بھوت نہیں ہے] آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اطمینانِ قلبی رکھیں، اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔☆

﴿۱۴﴾ یہ جامع تعلیمات کلام الٰہی ہو سکتی ہیں:

کعبۃ اللہ سے چند میٹر دور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اس گھر میں اب جبریل علیہ السلام کی آمد و رفت بڑھتی جا رہی تھی، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منتظر نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھتی تھیں اور ہر مسئلے کے حل کے لیے اللہ کا قاصد آ جاتا تھا، سب سے پہلے طہارت کا حکم ہوا، جو پچھلے عنوان میں گذرا، اب دیگر اخلاقِ حسنہ کا نزول ہوا ان ہی پر نور ایام کی ایک کہانی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں سنایا کرتے تھے:

اب میں نے لوگوں کو بتانا شروع کر دیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور لوگ ایمان لانا شروع ہو گئے۔ ایک دن [میں اپنے گھر [دارُ السَّیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا] کے صحن میں تھا، میرے پاس حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے [اور نزولِ جبریل کے ایک واقعے سے متعلق سوال کیا]۔

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ: اے محمد! میں اس سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھتا رہتا ہوں لیکن کل جیسا کام تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں کبھی نہ ہوا۔

میں نے کہا: وہ کیا، اے عثمان؟

کہنے لگے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظر آسمان کی طرف اُٹھائی اور مسلسل آسمان سے زمین کی طرف دیکھنا شروع کیا، یہاں تک کہ نظر اپنے دائیں جانب زمین پر ٹکا دی، اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ کیا تھا؟

میں نے کہا: اچھا، تو تم یہ منظر دیکھ رہے تھے؟

عرض کی: جی ہاں، اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

میں نے کہا: وہ اللہ کے پیام رساں [حضرت جبریل علیہ السلام] تھے، جنہیں آسمان

سے اترتے میں نے دیکھا۔

عرض کی: وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا بات کر گئے؟

میں نے کہا: کل وہ یہ آیت لے کر آئے تھے: إِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ☆ ترجمہ: اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور قرابت والوں کو دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے، تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔

[یہ وہ تعلیمات تھیں جن کا عملی نمونہ لوگ میرے اخلاق اور اعلانِ نبوت سے پہلے کی زندگی میں دیکھ چکے تھے] حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ یہ آیت سن کر کہنے لگے: اب میرے دل میں ایمان راسخ ہوگیا ہے۔☆

ملاحظہ: ابتدائی تعلیمات کے لیے دیکھیے عنوان ۱۳۲، ۱۳۳۔

﴿۱۵﴾ اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے:

اللہ کا دین سربلند ہوا، اسے مکہ سے آگے مدینہ تک پہنچانے کی تدبیریں ہونے لگیں تو دشمنانِ اسلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا فیصلہ کر دیا اسی گھر میں ان کو اللہ نے کیسے بچایا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

رؤساء مکہ جب میرے قتل کا منصوبہ بنا چکے، اس مقصد کے لیئے ایک رات کا انتخاب انہوں نے کرلیا، اس سے پہلے جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے، اللہ کا سلام پہنچایا اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رات اپنے بستر پر آرام نہ کیجئے! [اور ہجرت مدینہ کی ابتداء کر کے شہر مکہ سے نکل جائیے!، ادھر کفار نے میرے قتل کی تدبیرین کیں اور دوسری طرف اللہ نے بچانے کا ارادہ کیا،] اسی حقیقت کو اس نے ہمیشہ کے لیے اپنے کلام کا حصہ ان الفاظ میں بنایا: وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللهُ

وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۔☆ ترجمہ: اور جب فریب کرتے تھے کافر کہ تجھ کو قید کر دیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔

یہ ہجرت کی رات تھی، اس گھر میں جب وہ لوگ تلواریں لے کر قتل کرنے کے لیے مکان کے گرد ہالہ بنا کر کھڑے ہو گئے تو] میں نے سورۂ یٰسین کی آیات تلاوت کرنا شروع کیں۔ إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُم مُّقْمَحُونَ. وَجَعَلْنَا مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ☆ ان آیتوں کو پڑھتا ہوا اور ایک مٹھی میں جو مٹی پکڑی ہوئی تھی، اسے ان کے سروں پہ ڈالتا ہوا [ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف] نکل آیا۔☆

﴿۱۶﴾ رمضان، ۴۱ رمیلادی: غارِ حرا میں ملاقات:

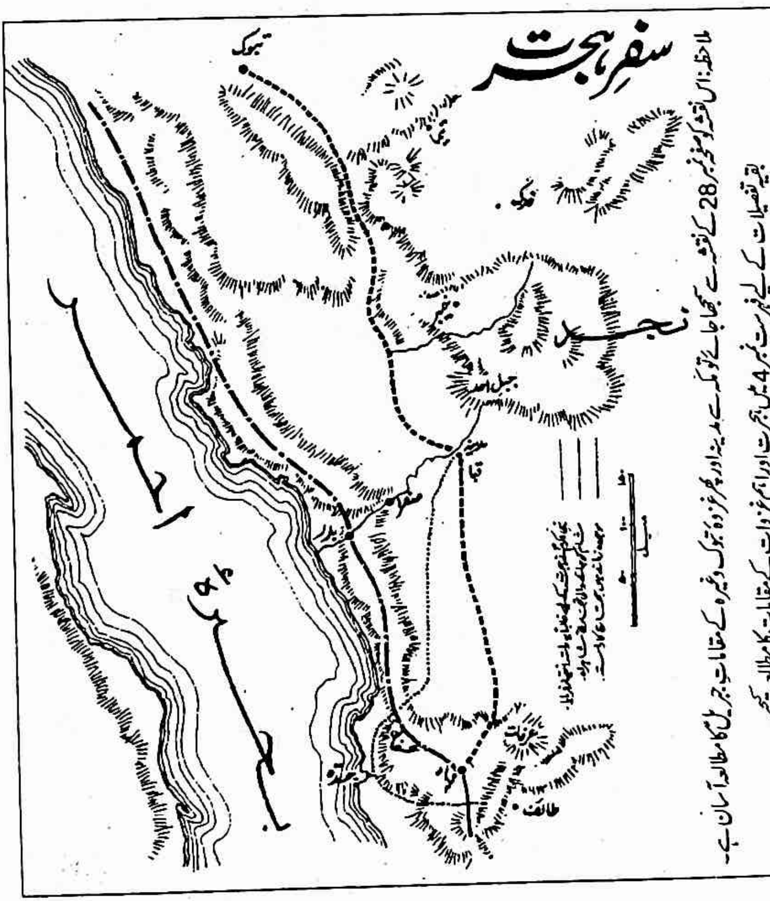
۲۳ / ۲۴ ذی الحجہ۔ ۲۳ / ۲۴ رمضان ۴۱ رمیلادی [۱۴ رق ھ] ۹ رتمبر، ۶۰۸ عیسوی بروز پیر: یہ وہ زمانہ ہے جس میں کائنات کا ستارہ بلند ہوا، نزول قرآن جاری ہوا اور ایک بار پھر حضرت جبریل علیہ السلام اپنی اسی حیثیت کے ساتھ نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملنے لگے، جس کے ساتھ وہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے نبیوں کو ملنے آئے تھے، جس غار میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جا کر عبادت کرتے تھے، اسی میں انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبریل ہوں، یہ غارِ حراء جبل نور پہ ۲۸۱ میٹر کی بلندی پر ہے۔ اس تک پہنچنے کے لیے ایک گھنٹہ کی چڑھائی ہے، غار کی شمالی سمت سے داخل ہونے کا ایک سوراخ ہے، اس تک جانے کے لیے دو پتھروں کے درمیان سے گزر کر جانا پڑتا ہے جس کا درمیانی فاصلہ صرف ساٹھ [۶۰] سینٹی میٹر ہے، غار کی لمبائی تین میٹر، چوڑائی کہیں کم کہیں زیادہ، دو آدمی آگے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔☆ اعلانِ نبوت سے پہلے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت کرتے اور اسی میں پہلی وحی آئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

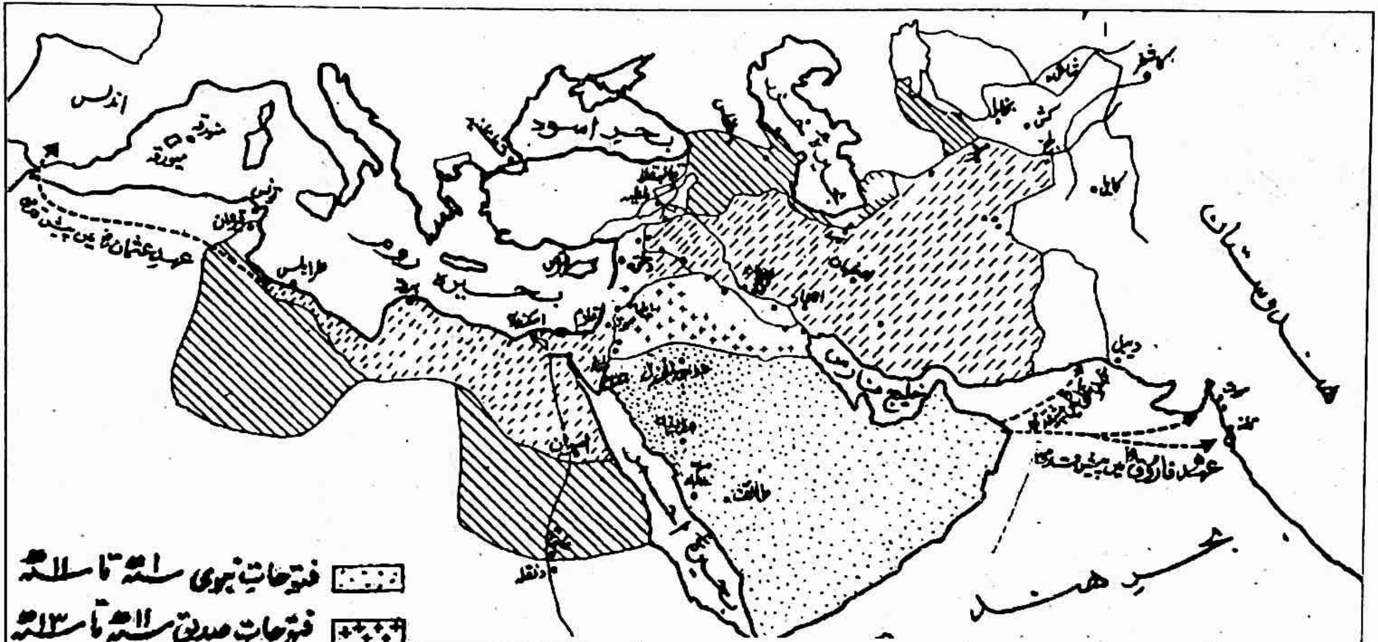
میں اس غار میں تھا، فرشتہ آیا [اور مجھ سے یہ گفتگو شروع کردی]۔

فرشتہ: پڑھیے!

میں نے کہا: میں پڑھ نہیں سکتا ہوں۔

فرشتہ: مجھے سینے سے لگا کر زور سے دبا دیتا اور چھوڑ دیتا ہے اور پڑھنے کا کہتا ہے، اس طرح دوسری بار ہوا، میں نے ہر بار کہا: میں پڑھ نہیں سکتا ہوں تیسری بار اس نے کہا: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ. خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۔☆





ملاحظہ: نقشہ ہٰذا میں نزولِ وحی کی روشنی کی ابتداء اور انتہاء (یعنی فتوحاتِ نبوی، سن 1 ھجری تا 11 ھجری) کے جغرافیائی دائرہ کو سمجھایا گیا اور پیغامِ وحی کو پھیلانے کے لیے خلفائے اسلامؓ کے علاقوں کی انتہاء بتائی گئی ہے۔

باب ③:

دارُ السیّدۃ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مسجد الحرام تک

[۴ تا ۱۱ نبوی، از عنوان: ۱۷ تا ۳۱۔ مضامین کے حوالے کتاب کے آخر میں ہیں]

﴿۱۷﴾ شوال ۴ رنبوی کوہِ صفا، حرم مکی اور دارِ خدیجہ [رضی اللہ عنہا] کے قرب و جوار میں جبریل علیہ السلام کی حاضریاں:

ذی قعدہ ۴ نبوی (۱۰ رق ھ) شوال، ۴ نبوی [۱۰ ق ھ] اواخرِ جولائی، اگست ۶۱۳ عیسوی: یہ نبوت کا چوتھا سال ہے، اعلانیہ تبلیغ کا حکم اور خاندان والوں کو دعوتِ اسلام دینے کی رغبت کے لیے وحی نازل ہوئی، سورۂ لہب اواخر ۴ نبوی [۱۰ ق ھ] اتری۔ ان ایام میں حضرت جبریل علیہ السلام تین جگہوں میں عموماً حاضر ہوئے [۱] دارِ خدیجۃ الکبریٰ [۲] کوہِ صفا [۳] اور حرم کے صحن میں نبیء رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے۔ دارِ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر عنوان نمبر ۱۲ر میں ہے اور صفاء کا تعارف یہ ہے۔

صفاء و مروہ:

کعبۃُ اللہ کے قریب ترین، معروف ترین اور معزز ترین پہاڑیاں ہیں، ان میں صفا سے سعی شروع ہوتی ہے، اسی پہ چڑھ کر اس کے ارد گرد پھیلے عرب قبائل کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکارا اور کھلم کھلا دعوتِ دین کا آغاز کیا۔ ان پہاڑیوں پہ مشرکین نے دو بت رکھ دیے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بتوں سے نفرت کرتے تھے، ایک دن مروہ کے قریب سے گزرے تو اسے ہاتھ لگایا، پھر کیا ہوا؟ یہ اور اس کے ساتھ "صفا" سے جڑی چند جبرائلی یادیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان بیان کیں، ارشاد فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی۔ وَأَنذِرْ

عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ. وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ☆

ترجمہ: اے محمد! اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے! اور مؤمنین جو آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہیں ان کے لیے بازو جھکا دیجیے!

نزولِ آیت کے بعد میں سمجھ گیا کہ اس پر عمل کرتے ہوئے جب میں اپنے اعزہ کو دین کی طرف بلاؤں گا تو مجھے مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ [میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ] روح الامین حاضر ہو گئے اور کہا: اے محمد ﷺ! اگر آپ ﷺ نے یہ کام نہ کیا تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عذاب دیں گے۔ اس کے بعد [میں نے یہ مناسب سمجھا کہ قریش کو کھانے پر مدعو کروں] چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرے حکم پر گوشت اور دودھ کا انتظام کیا، کھانے کے بعد ان سے بات ہوئی۔ ☆

﴿۱۸﴾ اعلانیہ دعوتِ اسلام اور آسمانی تائید:

دارِ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا میں ہی ابھی تک لوگ آپ ﷺ سے ملتے اور خاموشی سے کوئی مسلمان ہو جاتا اور کوئی کہتا میں سوچتا ہوں، لیکن اب تو حکم ہو گیا کہ اعلان کر دو کہ میں نبی ﷺ ہوں، مجھے مانو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ آپ ﷺ اعلان کے لیے تیار تھے، تاہم آپ ﷺ نتائج بھی جانتے تھے کہ اسلام کی طرف بلانے سے کیا ہوگا؟ اس کے باوجود آپ ﷺ کوہِ صفا پہ چڑھے اور فرمایا:

اے لوگو! اگر تمہیں کہوں کہ اس پہاڑی کی دوسری جانب ایک لشکر ہے، جو حملہ آور ہوا چاہتا ہے۔ کیا تم میری تصدیق کرو گے؟

سب نے کہا: کیوں نہیں، آپ ﷺ سچ ہی کہتے ہیں۔

انہیں کہا گیا: میں اللہ کی طرف سے تمہیں بڑے عذاب سے ڈرانے آیا ہوں۔

ابولہب: کھڑا ہوا اور کہا: تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں آج سارا دن [ہمارے جمع کرنے، کھانا کھلانے اور محبت کی باتیں کرنے] کا تمہارا مقصد یہ تھا؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے

جواب میں یہ آیات اُتاریں۔ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ☆ ترجمہ: ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو!

نزولِ سورہ لہب کے بعد ابولہب کی بیوی میرے پاس اس وقت آئی جب میں کعبۃ اللہ کے سائے میں بیٹھا تھا، اس کے ہاتھ میں کوئی نقصان دہ چیز تھی اس نے کہا: کہاں ہے وہ جس نے مجھے اور میرے شوہر کو خوف زدہ کیا ہے؟ اگر میں دیکھ لوں [میں اسے ایسا اور ایسا کروں۔ مجھے سنانے کے لیے اس قسم کی باتیں کرتی رہی اور حملہ آور نہ ہوسکی، اس لیے کہ] میرے اور اس کے درمیان حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔☆

﴿۱۹﴾ کعبہ کے سایے میں جبریل علیہ السلام کی آمد:

روئے زمین پر سب سے بہتر سائے میں سب سے بہتر انسان بیٹھے یا آرام کرتے ہوں تو کیوں نہ کائنات سمٹ کر اس جگہ کی بلائیں لے گی؟ اور جس گھڑی وہاں جبریل علیہ السلام نے سلام پیش کیا تو برکات اور معطر فضا کا عالم کیا ہوگا؟ آیئے جبریل علیہ السلام کے اس واقعہ میں ان لمحات کی خوشبو کو تلاش کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

میں کعبہ کے سائے میں سو رہا تھا، جبریل علیہ السلام کے جگانے پر بیدار ہوا، وہ مجھے باب بنی شیبہ کی طرف لے گئے۔ یہاں میکائیل علیہ السلام [ہمارے منتظر] تھے [ان کے درمیان یہ بات ہوئی]۔

حضرت جبریل علیہ السلام: اے میکائل! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کیوں نہیں کیا؟

حضرت میکائیل علیہ السلام: میں ان کے ہاتھ میں ناپسندیدہ بو پاتا ہوں۔ [آج مجھے ان سے وہ خوش بو نہیں آ رہی جو ان کے دستِ مبارک سے آیا کرتی ہے۔

میکائل علیہ السلام کے کہنے پر مجھے یاد آیا] میں نے اساف اور نائلہ [نامی بتوں میں سے ایک] کو ہاتھ لگایا اور [بطور طنز و نفرت] کہا تھا: ایک [میری] قوم ہے کہ انہوں نے اللہ کو چھوڑ

کر تمہیں معبود بنالیا ہے۔☆

﴿۲۰﴾ توبہ اور رحمت کا دروازہ ہی کھلا رکھنا!

رسولِ رحمت ﷺ کو جب کفارِ مکہ ستایا کرتے تھے تو آسمانوں سے جبریل علیہ السلام آتے اور آپ ﷺ کو اللہ کی باتیں سناتے، ان کا سلام پہنچاتے اور حضور ﷺ کے غم غلط ہو جاتے تھے۔ صفا پہاڑی سے جڑی ایک اور کہانی بھی اسی پس منظر میں ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔

ایک دن میرے پاس سب بڑے قریش مکہ جمع ہو کر حاضر ہوئے [اور یہ عجیب و غریب مطالبہ کیا]۔

قریش مکہ: اے محمد ﷺ! اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ صفا پہاڑی کو سونے کا بنادے، ایسا ہو گیا تو ہم ایمان لے آئیں گے، آپ ﷺ کو نبی تسلیم کرلیں گے۔

میں نے کہا: دیکھ لو [سوچ سمجھ کے بات کرو تم ایسا] کر سکو گے؟

قریش مکہ: جی ہاں! [ہم اقرار کرتے ہیں، وعدہ ہے]

حضرت جبریل علیہ السلام: اے محمد! اللہ جلّ جلالہ نے آپ ﷺ کو سلام بھیجا ہے اور وہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ چاہیں تو صبح [لوگ اٹھیں گے تو صفا کی جگہ پہ] سونے کی پہاڑی ہو گی [لیکن یہ ان کو خبر کر دیں، منہ مانگے معجزے کے ملنے کے بعد بھی] یہ کفر کریں گے تو میں ان کو عذابِ شدید دوں گا اور اگر آپ ﷺ چاہیں تو ان کے لیے رحمت اور توبہ کا در کھلا رکھا جائے گا۔ میں نے کہا: توبہ اور رحمت کا دروازہ ہی کھلا رکھیں۔☆

﴿۲۱﴾ ۵ نبوی دارِ اَرقم [عند الصفاء] میں حاضری:

بشارت ایمان، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کا قبولِ اسلام:

۶ نبوی [۸ ق ھ] ۵-۶ نبوی [۸،۹ ق ھ] اواخر ۶۱۴ عیسوی اوائل ۶۱۵ عیسوی:

یہ تاریخ حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے قبول اسلام کے قریبی ایام کی ہے۔ دارِ ارقم میں یہ حضرات ایمان لائے اور حضرت جبریل علیہ السلام نے ایمانِ عمر رضی اللہ عنہ کی بشارت بھی دی، یہ گھر حضرت ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ کا تھا، صفا پہاڑی سے ۳۶ میٹر کے فاصلے پر مشرقی جانب یہ وسیع گھر اہلِ اسلام کی سب سے پہلی درسگاہ، عبادت گاہ اور "مشورہ گھر" تھا۔ بعثت کے بعد تین برس تک اہلِ ایمان اس گھر میں جمع ہو کر عبادت کرتے رہے۔ چوتھے سال میں اعلانیہ تبلیغ کا حکم ہوا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین سے معلوم ہوتا ہے کہ جن دنوں مکہ مکرمہ میں اہلِ اسلام پر گھیرا تنگ کیا جا رہا تھا، ان ایام میں "روح القدس" حاضر ہوئے اور عرض کی:

جبریل علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اسلام کو مضبوط کرنے [کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ] حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے ذریعے اسلام کو طاقت بخشیں۔☆

جس روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے [اس سے ایک دن پہلے ہی یہ دعا کی گئی تھی: اے اللہ! ان دو آدمیوں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یا عمرو بن ہشام میں سے اسے ہدایت سے نواز دے جو تجھے زیادہ محبوب ہو! دوسرے روز میرے پاس عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اسلام میں داخل ہو گئے تو "دار ارقم میں"] حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: اے محمد! آج حضرت عمر [فاروق رضی اللہ عنہ] کے ایمان لانے پر تمام آسمان والے خوش ہوئے ہیں۔☆

﴿۲۲﴾ ۵ نبوی: حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کے پاس حاضری:

۶ نبوی [۸ ق ھ] ۵-۶ نبوی [۹-۸ ق ھ] اواخر ۶۱۴-۶۱۵ عیسوی:

یہ وہ تاریخیں ہیں، جن میں پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ [جیسا کہ تفصیل گزری]۔ مسجد حرام میں باجماعت نماز کا آغاز ہوا اور اہلِ اسلام کچھ آزادی سے یہاں اٹھنے، بیٹھنے لگے، ایک مجلس میں ابتدائی مسلمانوں کی مسکراہٹ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنبیہ اور حضرت جبریل علیہ السلام کی فوری آمد کا یہ واقعہ اسی دور کا معلوم ہوتا ہے۔ اللہ کے حبیب حضرت محمد مکی و مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

میں [باب بنو شیبہ سے مسجد الحرام میں داخل ہوا، وہاں [میرے ابتدائی، کمزور اور مظلوم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ حضرات ہنس رہے تھے، میں نے دیکھا تو ان کو تنبیہ کی [جس کے جواب میں آیت اتری]۔

میں نے ان کو کہا: تم ہنس رہے ہو جبکہ جہنم اور جنت کے سارے معاملات تمہارے سامنے آ چکے؟ یہ کہہ کر میں چند قدم ہی چلا، ابھی حجر اسود کے پاس پہنچا تھا [کہ جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور یہ وحی کی گئی:]۔

حضرت جبریل علیہ السلام: اے محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کہا اور یہ پیغام دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو کیوں مایوس کرتے ہیں؟ [ان کو میری یہ آیت سنایئے۔ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ☆ ترجمہ: خبر سنا دے میرے بندوں کو کہ میں ہوں اصل بخشنے والا مہربان۔

[حجر اسود کے پاس یہ آیت اتری۔ یہ وہ پتھر ہے جسے جنت سے بھیجا گیا، یہاں جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، اس کے ساتھ ہی کعبۃ اللہ کا ایک کونہ ہے جو "رکن یمانی" کہلاتا ہے۔

حضور سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:] میں جب بھی رکن یمانی کے پاس گیا، وہاں میری ملاقات حضرت جبریل علیہ السلام سے ہوئی۔ ☆ ۔ یہ دونوں جگہیں نزول جبریل علیہ السلام کی ہیں۔

﴿۲۳﴾ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں مقبولِ الٰہی انسان:

یہ اہلِ اسلام پر سختی کا دور تھا، اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی قاصد حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی بشارتیں سنا رہے تھے جن سے حوصلہ بلند ہو۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی مستقبل کی نویدیں سنائیں، ان بشارتوں میں سے ایک یہ ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

میں ایک دن مسجد الحرام میں نماز پڑھ رہا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام ایک خاص صورت میں آئے، جس میں وہ عموماً نہیں آتے تھے [وہ حاضر ہوئے تو میرا ان سے یہ مکالمہ ہوا]۔

حضرت جبریل علیہ السلام: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مُحَمَّدُ!

میں نے ان سے کہا: وَعَلَیْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

حضرت جبریل علیہ السلام: اے محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] عن قریب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ایک شخص داخل ہوگا جو شفاعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی یہ بات قبول کرلے گا۔ آپ بھی اس سے اپنی امت کی شفاعت کروانا! [یہ شخص ایسا مبارک ہوگا کہ] قبیلۂ مُضَر اور ربیعَہ کی تعداد کے لوگوں کے حق میں اس کی شفاعت تسلیم اور قبول کی جائے گی۔

میں نے دریافت کیا: اے میرے محبوب [جبریل! میرے اس [مقبول و متقی امتی] کا نام اور اس کی صفات کیا ہیں؟ [تاکہ میں اسے پہچان سکوں]۔

حضرت جبریل علیہ السلام: اس کا نام اُویس، قبیلہ مراد اور وطن یمن ہے۔ اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے ان کا مکمل حلیہ اور ان کی صفات کو بیان کیا۔

﴿۲۴﴾ ۸ رنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: رات کو، صفا و مروہ کے درمیان قدم بوسی:

۸-۹ نبوی [۶-۵ ق ھ] اواخرِ ۶۱۶ عیسوی تا اگست ۶۱۸ عیسوی کا دورانیہ [یہاں قمریہ شمسی اور قمری تاریخ ایک ہوگئی ہے] یہ اس عظیم معجزے کے ایام ہیں، جن میں جبریل علیہ السلام نے حاضرِ خدمت ہو کر چاند کے دو ٹکڑے کرنے کی درخواست کی، اس وقت تک دوسری ہجرتِ حبشہ بھی ہو چکی اور جو مسلمان بچے، وہ شعب ابی طالب میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے، یہ گھاٹی مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ہے [اس کے تعارف کے لیے دیکھیے عنوان نمبر ۳۲] ان حالات میں یہ امید بھی تھی کہ مشرکین کا منہ مانگا معجزہ [شق القمر] اگر دکھا دیا جائے تو ممکن ہے وہ اہلِ اسلام پر سختیاں کرنا چھوڑ دیں، لیکن ایسا نہ ہو سکا یہ معجزہ صفا اور مروہ کے قریب

ہوا یہ دو معروف پہاڑیاں ہیں۔جن کا تعارف عنوان نمبر ۱۷ میں گذرا۔اس واقعہ کے متعلق رحمتِ دو عالم نورِ مجسم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

ایک دن [جبکہ ہم شعب ابی طالب کی قید میں تھے] مشرکینِ مکہ نے مجھ سے ملاقات کی اور کہا: اے محمد! کیا تمہارے پاس کوئی خاص علامت ہے جس سے ہم پہچان لیں کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں۔؟

حضرت جبریل علیہ السلام: آ کر عرض کرتے ہیں: اے محمد [ﷺ]! اللہ نے آپ ﷺ کو سلام کہا اور یہ پیغام دیا ہے کہ ان اھل مکہ کو فرما دیجیے کہ اس رات جمع ہو جائیں اور دیکھیں ایک معجزہ!۔

مشرکینِ مکہ: [جمع ہو کر مطالبہ کرتے ہیں کہ] اے محمد! اب دکھاؤ کوئی نشانی تا کہ ہم آپ ﷺ کو نبی تسلیم کریں! میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو چودھویں تاریخ کا یہ مکمل چاند دمک رہا تھا، اس کی طرف انگلی کا اشارہ کیا، تو اسکے دو ٹکڑے ہوئے، ایک صفا پر پڑا نظر آیا اور دوسرا مروہ پر دیکھا گیا، انہوں نے یہ سب منظر دیکھا [لیکن حسد و بغض اور کفر کی وجہ سے یقین نہ آیا تو آنکھوں کو ملنے لگے کہ کہیں وہ خواب میں تو نہیں ہیں؟] پھر دیکھا اور پھر ایسا کیا بالآخر یہ کہہ اٹھے: نہیں نہیں [یہ کوئی معجزہ نہیں] یہ تو جادو ہے۔اس کے بعد اللہ نے [ان کے جواب کے لیے] فرمایا: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ ☆ ترجمہ: قیامت قریب آ چکی اور چاند ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔☆

﴿۲۵﴾ وسطِ ۱۰ رنبوی ﷺ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح:

ذی قعدہ ۱۰ رنبوی، ۴ ق ھ، جون، جولائی ۶۱۹ عیسوی: [قمریہ اور قمری تاریخ ایک ہے]۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے ہوا اور ان ایام میں ہوا، اس مناسبت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی جگہ اور جبریل علیہ السلام کی آمد کا ذکر ضروری ہے، وہ

جگہ ہے، بیتِ صدیق اکبر علیہ السلام، جہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور اللہ کا سلام اور یہ پیغام لے کر حاضر ہوئے: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیجیے! [تفصیلات عنوان نمبر ۱۱ میں دیکھیں]۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ ممکنہ گھر مسجد الحرام سے ۲۰۰ میٹر کے فاصلے پر تھا، کبھی یہاں مسجد تھی، آج یہ جگہ بابِ فہد سے مسفلہ کی طرف جاتے وقت شارع ابراہیم سے پہلے آئے گی، اس وقت دار التوحید ہوٹل کے پیچھے متصل ایک عبوری پل کے آگے باب فہد کی طرف ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی مدینہ میں ہوئی تاہم ان کا نکاح مکہ میں ہوا، اس مناسبت سے حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کی تصویر دکھائی اور فرمایا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی ہیں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔☆

ملاحظہ: اس سلسلے کی بقیہ معلومات کے لیے دیکھیے عنوان نمبر ۱۱۔

۲۶ قرنُ الثعالب میں جبریل اور ملک الجبال سے تاریخی ملاقات:

شوال ۱۰ نبوی [۴ ق ھ] ۔ ذی قعدہ ۱۰ نبوی [۴ ق ھ]، جولائی/اگست ۶۱۹:
اس دن میں سفر طائف شروع ہوا۔ اواخر ذی الحجہ: اگست۔ستمبر ۶۱۹ عیسوی واپسی پر جنوں کے قبولِ اسلام کا واقعہ پیش آیا۔

یہ سفر طائف کی تاریخ ہے، اس سے واپسی پر دو واقعے ہوئے (۱) دو فرشتوں کی مدد کے لیے آمد (۲) اور جنوں کا قبولِ اسلام۔ اول الذکر یہاں لکھا جاتا ہے، جبکہ دوسرا واقعہ اگلے عنوان نمبر ۲۸ میں ذکر ہوگا۔ طائف سے واپسی پر روح الامین علیہ السلام کی ملاقات ہوتی ہے، اس مقام کی تعیین اور پس منظر عنوان نمبر ۲۷ میں پیش کی جارہی ہے:

﴿۲۷﴾ کفار کے لیے رسول اللہ ﷺ کی شانِ رحمت:

اللہ کے رسول ﷺ نے وحی کے حکم کے مطابق یہ فیصلہ کیا کہ شہرِ مکہ سے ۱۲۰ رکلو میٹر دور ملک کے بڑے تجارتی و سیاسی مرکز "طائف" میں تبلیغِ اسلام کی جائے، اس سفر سے واپسی ذی قعدہ کے اواخر، اگست رستمبر میں ہوئی، راستہ میں جس جگہ جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ "قرنُ الثّعَالب" ہے یہ اس کا قدیم نام ہے آج کل اسے "السَّیل الکَبیر" کہتے ہیں۔ اب یہ میقات ہے۔ اہلِ نجد، خلیج کے باشندے، ریاض یا طائف کے راستے سے آتے ہیں، تو یہاں سے احرام باندھتے ہیں۔ یہاں مسجد سَیل کَبیر ہے یہ جگہ مسجد الحرام سے ۸۰ کلو میٹر اور طائف سے ۴۰ کلو میٹر پر ہے۔☆

حضور سید الکائنات علیہ السلام اس جگہ پر حضرت جبریل علیہ السلام کی ملاقات کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

طائف کے لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا اور بہت ستایا [میں غمزدہ دل وہاں سے واپس ہوا، تو انہوں نے کتے اور لڑکے میرے پیچھے لگا دیے راستے میں ایک جگہ [قرنُ الثَّعَالِب] میں ٹھہرا ہوا تھا، میں نے آسمان کی طرف نظر کی تو دیکھا حضرت جبریل علیہ السلام اُترتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے یہ گفتگو کی:

جبریل: اے محمد! [ﷺ] اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو سلام کہتے ہیں اور یہ "مَلکُ الجِبال" پہاڑوں کے نظم و نسق پر متعین فرشتہ ہے، جو حکم اسے آپ ﷺ فرمائیں گے، یہ مانے گا، اسے اللہ نے بھیجا ہے۔

مَلِکُ الجبَال: مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ آپ ﷺ کی ہر بات تسلیم کروں [جنہوں نے آپ ﷺ کو ستایا ہے] آپ ﷺ چاہیں تو ان کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس ڈالوں، ان پر پتھر برساؤں یا ان کو زمین میں دھنسا دوں۔

میں نے کہا: نہیں! مجھے امید ہے ان کی اولادوں میں ایسے لوگ ہوں جو لَآ اِلٰہَ

الّا اللہ کہیں گے۔

مَلَکُ الجبَال: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ [تو بالکل انہی صفات و اخلاقِ عظیم کے سچے مصداق ہیں جن کی ترجمانی کے لیے] اللہ نے آپ ﷺ کا نام رؤف رَحیمٌ رکھا ہے۔☆

حضرت جبریل علیہ السلام [اس طرح مختلف مشکل مواقع پر آ کر مجھے اللہ کی طرف سے بشارتیں سناتے اور حوصلہ افزائی کرتے ہیں، اسی سلسلے میں وہ] ایک دن میرے پاس حاضر ہوئے اور کہا:

اے محمد! [ﷺ] اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کیا آپ ﷺ کو علم ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا ذکر کیسے بلند کریں گے؟

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔

جبریل علیہ السلام نے عرض کی: اللہ جلّ جلا لہ فرماتے ہیں: میں آپ ﷺ کا ذکرِ خیر اس طرح بلند کروں گا کہ جہاں کہیں میرا نام لیا جائے گا، وہاں آپ ﷺ کا تذکرہ بھی ہوگا۔☆

﴿۲۸﴾ ۱۰ر نبوی ﷺ معلاۃ [مکۃ المکرمۃ] مَسجدُ الجن کی جگہ:

اواخر ذی قعدہ، اواخر ذی الحجہ [۳ر ق ھ] ۱۰ نبوی، اگست، ستمبر ۶۱۹ عیسوی: [دیکھیے! عنوان نمبر ۲۶ اور ۲۷ میں متعلقہ واقعات کا ذکر ہے]۔

ان تاریخوں میں طائف سے واپسی پر وادئ نخلہ میں جنات کی ایک جماعت نے اسلام قبول کیا، اس جماعت نے اپنے اعزہ میں تبلیغ کی، جس کے نتیجے میں جنوں کے جم غفیر نے اسلام قبول کرلیا اس کے بعد نبی علیہ السلام کے ارشادات بلا واسطہ سننے کے لیے مکہ کے بالائی حصے میں نمائندہ اجتماع کیا، اس میں شرکت کے لیے حضرت محمد علیہ السلام تشریف لے گئے۔ اسی مناسبت سے حضرت محمد ﷺ کی ایک ملاقات اور ان کے مکالمہ کی کیفیت درج ذیل ہے، جہاں یہ واقعہ ہوا، وہاں اب (۱) یادگار مسجد ہے اور (۲) اس کے قریب ایک مسجد ہوا کرتی

تھی، اب وہ نہیں ہے۔ اب پہلے آپ دونوں مسجدوں کا تعارف اور اس کے بعد دونوں مسجدوں کے واقعات پڑھیں گے۔

مَسجِدُ الجِنّ:

یہ مسجد حرم مکہ سے مُعلّاۃ جاتے ہوئے راستے میں آتی ہے، معروف اور آباد مسجد ہے، یہیں سورۃ الجن کا نزول ہوا، یہیں اس رات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو رکنے کا حکم دیا جس شب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنوں کو خطاب کیا، یہیں جبریل سورۃ الجن لائے اور نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بڑے شیطان کے شعلے سے بچنے کی دعا سکھائی، جو درجِ ذیل واقعہ میں ہے۔ ☆

اس سے چند قدم آگے معلاۃ سے پہلے ایک مسجد ہوا کرتی تھی اسے مَسْجِدُ الشَّجَرَة کہتے ہیں، بعض کے نزدیک اب وہ مسجد نہیں ہے جہاں ایک درخت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کے کہنے پہ بلایا اور وہ حاضر ہو گیا تھا [درخت کا مکمل واقعہ آگے آتا ہے] بہر حال دونوں واقعات کا علاقہ یہی ہے جسے حجون کہتے ہیں۔ ☆ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

یہ وہ رات تھی، جس میں جنوں کو خطاب کے لیے [نصیبین کے پاس] گیا ہوا تھا، یہاں ایک سرکش شیطان [جن] آگ کا شعلہ پکڑے میری طرف لپکا، [اسے ممکن ہے یہ گوارا نہ تھا کہ اسلام کی دعوت کا سلسلہ انسانوں سے آگے جنوں میں پہنچ رہا ہے، اس کی یہ شرارت دیکھ کر] فرشتۂ وحی نمودار ہوا اور کہا:

اے محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]! میں آپ کو ایسے کلمات سکھا دیتا ہوں، ان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھیں تو یہ شیطان منہ کے بل جا پڑے گا اور اس کا شعلہ ختم ہو جائے گا۔ ☆

وہ کلمات یہ ہیں: اَعُوذُ بِوَجْهِ اللهِ الكَرِيمِ وَكَلِمَاتِهِ التَّامَاتِ الَّتِي لا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَمِن شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِن شَرِّ طَوارِقِ

اللَّیلِ وَالنَّھارِ اِلَّا طارِقًا یطرُقُ بِخَیرٍ یارَحمانُ۔ [اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کا انتظام کیا۔

اور میری عزت یہ کی کہ اس نے اپنی مخلوق میں میری محبت کو عام کر دیا [اگر مشرکین انکار کرتے ہیں تو دوسری طرف یہ منظر کہ] جس شجر و حجر کے پاس سے گزرتا ہوں۔ اس میں سے آواز آتی ہے۔ اَلسَّلامُ عَلَیكَ یارَسُولَ اللہِ: ایک پتھر جو سلام کرتا تھا اسے تو میں اب بھی پہچانتا ہوں کہ اس میں سے سلام کی آواز آتی تھی [دوسری طرف دعوتِ دین کے جرم میں مجھے مشرکین نے شدید تکلیفیں پہنچائیں۔ اس دوران میں مکہ سے باہر تھا، جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے [اور مجھ سے سب احوال معلوم کیے تو مسجد الشجرہ کے قریب یہ واقعہ اور مکالمہ ہوا]۔

جبریل علیہ السلام: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں پریشان ہیں؟
میں نے کہا: آپ دیکھ تو رہے ہیں کفار نے مجھے شدید دقت پہنچائی۔
جبریل علیہ السلام: کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک معجزہ دکھا دوں؟

میں نے کہا: کیوں نہیں؟ ضرور دکھایئے!
جبریل علیہ السلام: اس درخت کو بلایئے، اسے میں نے بلایا تو وہ زمین کو چیرتا ہوا، حاضر ہو گیا۔

جبریل علیہ السلام: اے محمد! اسے حکم دیجئے کہ واپس جائے، چنانچہ وہ واپس چلا گیا، میں نے کہا: اے جبریل علیہ السلام! میرے لیے یہ کافی ہے۔☆ [اب مجھے منکرین کے انکار کی کوئی پرواہ نہیں ہے]

﴿۲۹﴾ ۱۱ رنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد الحرام میں بشارت کے لیے جبریل آئے

ذی الحجہ ۱۱ رنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [۳ ق ھ] محرم ۱۲ نبوی [۲ ق ھ]۔ جولائی / اگست ۶۲۰

عیسوی: [قمریہ شمسی اور قمری تاریخ ایک ہے]

حج کے موقعہ پر مدینہ سے آئے ہوئے چھ افراد نے اسلام ان مذکورہ ایام میں قبول کیا، اس سے کچھ دن پہلے جنوں کی ایک بڑی جماعت نے حج کے دنوں میں پرچم اسلام کو تھاما، اب مکہ کے اہلِ اسلام کو برداشت اور مظلومیت کے راستے پہ چلنے کے ساتھ ساتھ جوابی بحث و مباحثہ کی جرأت بھی ہونے لگی، سورۃ الرحمان کے نزول کا یہی زمانہ ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! تم سے پہلے یہ سورۃ میں جنّوں کو سنا چکا ہوں، ان کے تاثرات تم سے بھی اچھے تھے۔☆ اب آپ ﷺ نے اہلِ ایمان کو یہ کلام سنایا تو جبریل علیہ السلام کی آمد کے یہ واقعات پیش آئے، اللہ کے پیارے رسول، حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

جب سورۃ الرحمٰن کا نزول ہوا تو میں نے کہا: کون ہے جو آج مشرکین کے درمیان اسے پڑھ کے سنائے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تیار ہوئے اور کعبہ کے گرد بیٹھے [مؤمنین اور] مشرکین کے درمیان اسے تلاوت کیا، ابو جہل اٹھا اور اس نے قاریٔ قرآن کو زوردار طمانچہ مارا، جس سے وہ لہولہان ہو گئے [دوسری طرف میں نے دیکھا] حضرت جبریل علیہ السلام اتر آئے، وہ مسکرا رہے اور خوش نظر آ رہے تھے۔

میں نے کہا: اے جبریل! آپ ہنس رہے ہیں، جبکہ [تلاوتِ قرآن کی وجہ سے مار کھانے والے قاری حضرت] عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو رو رہے ہیں؟

جبریل علیہ السلام: اے محمد [ﷺ]! عن قریب آپ ﷺ جان لیں گے [کہ یہی وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں جو اس ظالم کی گردن پہ سوار ہوں گے، میں دیکھتا ہوں، [یہ ابو جہل ان سے بچ نہیں سکے گا، یہ اپنا بدلہ خود لیں گے، مجھ پر] حضرت جبریل علیہ السلام کی مسکراہٹ کا راز اس دن کھلا] جب بدر میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی گردن کو بڑے سکون سے کاٹا اور میرے سامنے حاضر کر دیا۔☆

﴿۳۰﴾ ہم آپ ﷺ کی حمایت میں فرشتوں کو لے آئیں گے:

یہ وہ مشکلات کا دور ہے جب اللہ تعالیٰ مختلف انداز میں جبریل علیہ السلام کے ذریعے اہلِ ایمان کو استقامت اور جواں مردی سے ایمان پہ قائم رہنے کا درس دے رہے تھے، درج ذیل ملاقات بھی حرمِ مکہ میں ہوئی، حضور ﷺ نے فرمایا:

اہلِ ایمان پر کعبۃ اللہ میں نماز پڑھنا بھی مشکل تھا، کافروں کا سردار بڑی ڈھٹائی سے رکاوٹ بن جاتا اور کسی کو نماز بھی نہ پڑھنے دیتا تھا میں وہاں سجدہ ریز ہوا تو۔ [یہ واقعہ پیش آیا]

ابو جہل: آگے بڑھا تا کہ وہ مجھے تکلیف پہنچائے، اس نے اپنی مجلس سے اٹھ کر پتھر اٹھایا کہ میرا سر کچل دے، میری طرف بڑھتے بڑھتے ہی رکا اور واپس ہو گیا۔

اہلِ مجلس رُفقاء: کیوں کیا ہوا؟ اے ہمارے سردار!

ابو جہل: میں نے دیکھا ایک بڑا ڈیل، ڈول والا اونٹ مجھے کھانے کے لیے میری طرف کو آتا ہے، اس لیے میں اپنے ارادے سے باز آیا۔ لیکن [بڑبڑاتے ہوئے] کہا: محمد کو علم نہیں ہے کہ میری مجلس بڑی ہے۔ [میری افرادی قوت کو کوئی شکست نہیں دے سکتا] اللہ نے جبریل علیہ السلام کو بھیجا اور یوں اس کا جواب دیا]۔

جبریل علیہ السلام: فَلْيَدْعُ نَادِيَه، سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ۔ اسے چاہیے کہ یہ اپنی مجلس [اور افرادی قوت] جمع کرے، ہم اس کے مقابلے میں زَبَانِيَةَ فرشتے کو لے آئیں گے، اے نبی! ☆

﴿۳۱﴾ آپ ﷺ کے دشمن نیست و نابود ہوں گے:

ابھی جہاد فرض نہ ہوا تھا، برداشت اور تحمل کے ساتھ دینِ اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری تھا، تاہم جبریل علیہ السلام ایمان والوں کے ساتھ ہر مشکل میں کھڑے نظر آئے اور ان ایام میں اس مدد کی بشارتیں دیں جو مدد مدینے میں آنے والی تھی یہ واقعہ بھی مطاف میں پیش آیا،

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

مسجد الحرام میں ایک دن جبریل علیہ السلام میرے پاس موجود تھے، اس دوران اپنے سامنے انہوں نے کئی بار اشارے کیے۔

میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ بالآخر آپ مجھے کیا سمجھانا چاہتے ہیں؟]۔

جبریل علیہ السلام: میرے سامنے ولید بن ابوعمرو مغیرہ آ گیا، دوسری طرف [ایک اور دشمن اسلام] اسود بن عبد المطلب کو دیکھا، اسی طرح اور کئی ایسے کفار [دشمنانِ اسلام] دیکھے جو بظاہر زور آور ہیں میں نے ان کی طرف اشارہ کیا ہے کہ میں ان کا کام تمام کر چکا ہوں آپ ﷺ کے مقابلے میں یہ نیست و نابود ہو جائیں گے۔☆

اسی طرح میں اور جبریل علیہ السلام مطاف میں کھڑے تھے، سامنے وہ لوگ طواف کر رہے تھے جو دین اسلام کا مذاق کرتے تھے، جب ولید بن مغیرہ آیا تو [روح الامین علیہ السلام نے گفتگو شروع کی]۔

جبریل امین علیہ السلام: اے محمد [ﷺ]! آپ ﷺ اس شخص کو کیسا سمجھتے ہیں؟

میں نے کہا: بُرا آدمی ہے۔ [اسلام کا مذاق کرتا ہے]۔

جبریل امین: آپ ﷺ [کو میں یہ بشارت دیتا ہوں کہ آپ ﷺ کو اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے، آپ ﷺ] اس کے شر سے حفاظت کیے گئے ہیں۔

اسی طرح امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل [سر کردہ سردارانِ قریش] وہاں سے گزرے اور مجھے یہ خبر دی گئی کہ ان کے شرور سے اہلِ ایمان بچے رہیں گے۔☆

ملاحظہ: "میں اور جبریل" کے دو حصے مکمل ہو گئے، اب اس گلدستہ سیرت کا تیسرا پھول یعنی کتاب کا تیسرا حصہ سامنے ہے۔ آئیے، اس کی خوشبو لیتے ہیں!

تیسرا حصّہ:

معراج اور ہجرتِ مدینہ منورہ

[مکّی زندگی کو دوسرا حصّہ]

مندرجات:

باب: ۴ تا باب: ۵، از عنوان: ۳۲ تا ۴۴۔

دورانیہ مکالمات:

۱۲ نبوی مع اوائل ا ہجری۔

ملاقاتوں کی تعداد:

معراج کی طویل رفاقت کے ساتھ چار محافل۔

اس حصے میں واقعہ معراج کے اندر پیش آمدہ ان حالات کا ذکر ہے جن میں اللہ کے دو امینوں (حضرت محمد امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبریل امین علیہ السلام) کے درمیان مکالمات، سوالات، جوابات اور اہم ترین علمی، جغرافیائی اور تاریخی معلومات کا تذکرہ ہے۔

خاص بات یہ ہے کہ اس رات کے مختلف حصوں میں بیان ہونے والے واقعات کو رات کے اول، آخر اور درمیانِ شب کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ معراج قیامت تک آنے والے امتِ مسلمہ کے مسائل کا حل پیش کرتا ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوالات اور جبریل علیہ السلام کے جوابات سے سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تعلیماتِ اسلام اور

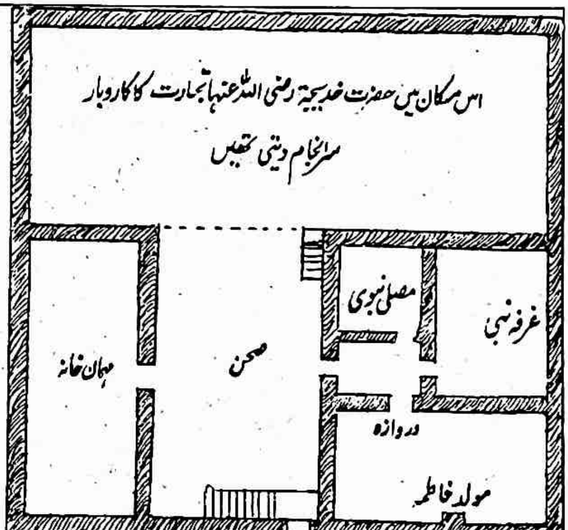
امتِ مسلمہ کے بہت سے پہلو اجاگر ہوتے ہیں۔

ملاحظہ:

تیسرے حصے یعنی حضور ﷺ کی مکی زندگی میں جبریل علیہ السلام کی چند ملاقاتوں اور مجالسِ سخن کا تعارف تکمیل کو پہنچا۔ چوتھا حصہ باب: ۵/مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کے شب و روز سے آغاز کرے گا۔

مروہ

حضرت خدیجہؓ کا گھر



دار السیدۃ خدیجہؓ اور اس کے اندر حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی جائے پیدائش اور دیگر اہم مقامات کی نشاندہی نقشہ بالا میں کردی گئی ہے۔

باب السلام بیت اللہ کی طرف

کتاب کی فہرست نمبر 4 میں دار السیدۃ خدیجہؓ سے متعلق مقاماتِ نزولِ جبریلؑ اور واقعات و اسبابِ آمدِ جبریلؑ کا تذکرہ ہے۔ اس لیے یہاں پر اس عظیم گھر کا نقشہ اور محلِ وقوع دیا جا رہا ہے۔ جس کے تذکرے کے بغیر تاریخِ اسلام، وحیِ الٰہی اور سیرتِ رسول کا سمجھنا ناممکن ہے۔ مذکورہ فہرست کی مدد سے ان مقامات کا مطالعہ ضرور کیجیے

حضرت ابوسفیانؓ کا گھر

صفا

باب ④:

معراج سے ہجرتِ مدینہ تک

[۱۲ نبوی تا ۱ ہجری، از عنوان: ۳۲ تا ۴۴۔ مضامین کے حوالے کتاب کے آخر میں ہیں]

﴿۳۲﴾ ۲۷ رمضان ۱۲ نبوی: بیتِ اُمّ ہانی اور حطیم میں ملاقات:

۲۷ رجب ۱۲ نبوی [۲ ق ھ]۔ ۲۷ رمضان [۲ ق ھ] ۱۲ نبوی ۲۵ اپریل ۶۲۱ عیسوی بروز ہفتہ: یہ شب معراج کی تاریخ ہے، اِسرَاء اور مِعراج یہ دونوں نام اسی تاریخی سفر کے ہیں، جو رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ بھی ہے اور عجائبات ونصائح کے ساتھ ساتھ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی اُمت کی عظمت کے دلائل کا مرقع بھی ہے، اس سفر کے تمام اہم لمحات میں حضرت جبریل علیہ السلام ان کی مسلسل خدمت کرتے رہے، ہم نے یہاں صرف ان واقعات کو جگہ دی ہے، جن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور روحُ الامین کے مکالمات ہوئے۔ ان تینوں مقامات کا تعارف پیشِ خدمت ہے، جہاں سے [علی اختلاف الروایات] اس معجزے کی ابتداء ہوئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مولد سے اور ایک قول کے مطابق دارِ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے معراج پہ تشریف لے گئے یا شعب ابی طالب سے گئے۔☆

[۱] شعب ابی طالب:

مَولدُ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ہے، یہ لمبی جگہ جبل ابوقبیس یعنی صفا کے ساتھ سے شروع ہونے والا پہاڑ، جہاں واقعہ شق القمر ہوا، یہ گھاٹی وہاں سے شروع ہو کر جبل خندمہ سے ہوتی ہوئی مسجد حرام سے ۳۰۰ میٹر کے فاصلے پر بطحاء مکہ سوقُ اللّیل میں آ کر ختم ہوتی ہے [اس وقت سوقُ اللّیل کی جگہ توسیع حرم باب عبداللہ میں آ گئی ہے] اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ

ﷺ سے محبت رکھنے والوں کو تین سال قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ایک روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ اور جبریل علیہ السلام یہیں سے آسمانوں کے طویل ترین سفر پر روانہ ہوئے۔

[۲] بیتِ اُمِّ ھانی رضی اللہ عنہا:

یہ گھر خانہ کعبہ کے سامنے تھا، پھر مسجد الحرام میں یہ جگہ آ گئی،اب سے کچھ پہلے تک حَطیم سے ۲۲ میٹر مسفلہ کی طرف حرم مکّہ میں دو ستونوں کی علامت کے ساتھ اس گھر کی جگہ معروف تھی، اب مطاف کی توسیع میں وہ حصّہ آ گیا ہے۔حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب کے اس گھر میں حضور ﷺ آرام فرما رہے تھے، جب عشاء کے بعد روح القدس حاضر ہوئے اور اپنے ساتھ سفر "اِسرَاءوَمِعرَاج" پہ لے گئے۔

[۳] حَطِیم:

دوسرا اہم مقام ہے، جس میں نبی علیہ السلام کو جبریل علیہ السلام لے کر آئے تھے، یہ اس جگہ کا نام ہے، جسے تعمیرِ کعبہ کے وقت بغیر چھت کے چھوڑ دیا گیا تھا، یہ دراصل کعبۃُ اللہ کا حصّہ ہے۔ان دونوں مقامات کے تعارف کے بعد حدیث نقل کی جاتی ہے، نبی مکرم علیہ السلام فرماتے ہیں۔

میں حضرت اُمِّ ھانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں آرام کر رہا تھا ابھی رات کا کچھ حصّہ گزرا تھا کہ، میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام بحکم الٰہی حاضر ہوئے، میرا ہاتھ پکڑا اور اس گھر سے نکال کر بیت اللہ کی طرف چل دیے اور مجھے حطیم [حجرِ اسماعیل علیہ السلام] میں لے گئے، وہاں میرا سینہ چاک کیا، اسے آبِ زم زم سے دھویا، علم و حکمت سے بھر کر اس کو اس کی جگہ پر رکھ دیا، [اس کے بعد "مقام ابراہیم" اور زمزم کے درمیان لائے، وہاں جبریل اور میکائل کے درمیان سواری موجود تھی، جس پر انہوں نے مجھے سوار کیا۔☆ انہوں نے مجھے ایسے جانور پر سوار کیا جو

گدھے سے بڑا اور خچر سے کچھ چھوٹا تھا۔ [پہلے مدینہ منورہ میں اس کے بعد بَیتُ المُقدس میں لے گئے۔☆

﴿۳۳﴾ ۲۷؍رمضان [۲ ق ھ] شب کا اوّل حصّہ:

عشاء کے بعد سفر معراج شروع ہوا تھا، سالوں کا سفر لمحوں میں طے ہو رہا تھا، جبریل علیہ السلام نبی علیہ السلام کو ان اہم مقامات پر لے جا رہے تھے، جہاں اسلامی تاریخ رقم ہونی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ہم نے حرم مکہ سے بُراق پہ سواری کی، کچھ ہی دیر بعد باغات کی سرزمین آ گئی [وہاں ہماری یہ گفتگو ہوئی]۔

جبریل علیہ السلام: اے محمد! نماز پڑھ لیجئے! ہم نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم بھی ہے کہ ہم نے کہاں عبادت کی ہے؟

میں نے کہا: اللہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ ہم کہاں ہیں؟

جبریل علیہ السلام: ہم نے یَثرِبْ [مدینہ منورہ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دار الہجرت] میں نماز ادا کی ہے۔ اس کے بعد دو جگہ اترے اور نماز ادا کی۔ ایک شجرہٴ موسیٰ [کوہ طور] کے پاس اور اس کے بعد بَیتُ اللَّحم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت کے قریب نماز ادا کی۔☆ ہم بیتُ المقدس میں گئے، وہاں سب نبیوں کو میں نے نماز پڑھائی، یہاں سے فارغ ہو کر باہر نکلے، پھر دو برتن حاضر کیے گئے، ایک میں شراب اور دوسرے میں دودھ، میں نے دودھ پسند کیا [تو میرے ہم سفر یوں مخاطب ہوئے:]

حضرت جبریل علیہ السلام: اے محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درست کیا، اس کی وجہ سے [اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کو گمراہ ہونے سے بچائیں گے، اور] اُمت فطرتِ اسلام پہ باقی رہے گی۔ اس کے بعد آسمانوں کی طرف پرواز شروع ہوئی [وہاں سے واپسی پر] نماز پنجگانہ کا تحفہ دیا گیا۔☆

﴿۴۳/۱﴾ ۲۷ رمضان شب کا ابتدائی حصہ فضاؤں کے درمیان:

نبیوں کی امامت کے بعد سیاح لامکان کی سواری آسمانوں اور زمین کے درمیان جب جا رہی تھی تو نیک و بد اعمال کے ثمرات کی خبریں دی گئیں، حضور ﷺ فرماتے ہیں:

جب مجھے آسمان کی طرف اٹھالیا گیا، تو میں ایک قوم کے پاس سے گزرا، جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے سینوں اور چہروں کو نوچ رہے تھے،

میں نے دریافت کیا: اے جبریل [علیہ السلام] یہ کیا؟

جبریل علیہ السلام: یہ وہ لوگ ہیں جو غیبت کر کے لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں۔

[میں اور جبریل علیہ السلام ان فضاؤں سے گزر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ اچھے اور برے اعمال کی مثالی صورتوں کے ذریعے میرے علم میں مسلسل اضافہ کر رہے تھے، میں نے بہت سے اچھے اور برے اعمال کے نتائج کا مطالعہ کیا، ایک یہ کہ] میں ایک ایسی قوم کو دیکھتا ہوں کہ ان کے گال چیرے جاتے ہیں، قینچیاں بھی آگ کی بنی ہوئی ہیں، میں پوچھتا ہوں۔

اے جبریل! یہ کیا [بھیانک منظر دیکھتا ہوں]؟

جبریل علیہ السلام: یہ وہ دنیاوی ذہن رکھنے والے خطباء ہیں، جو لوگوں کو اچھائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے، لیکن خود بے عمل تھے۔☆

شب معراج میں [فضاؤں سے گزرتے ہوئے جہاں برے اعمال کے عواقب سے آگاہ کیا گیا وہاں اچھے کاموں کا ثمر بھی دکھایا گیا، اس دوران کہ جب ہم] ایک جگہ سے گزرے تو جبریل [سے میری یہ بات ہوئی]۔

میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ خوشبو کہاں سے آتی ہے؟

حضرت جبریل علیہ السلام: فرعون کی بیٹی کی کنگھی کرنے والی خاتون اور ان کے بچوں کی قبروں سے آتی ہے۔

میں نے پوچھا: اے جبریل! ان کے احوال تو بیان کرو!

حضرت جبریل علیہ السلام: ایک دن اس خادمہ کے ہاتھ سے کنگھی گر گئی تو حسبِ عادت اس کے منہ سے نکلا بِسْمِ اللهِ! یہ سن کر بنتِ فرعون نے کہا: میرا رب، تیرا رب اور تیرے والد کا رب تو میرا والد [فرعون] ہے۔ اس بات کی خبر فرعون کو ہوئی [کہ وہ ملازمہ خاتون حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکی ہے تو اس نے اس خادمہ کو بچوں سمیت جلا دیا اور ان کی ہڈیوں کو جہاں دفن کیا وہاں سے آج بھی خوشبو آتی ہے، جو آسمانوں کی فضاؤں میں بھی آ رہی ہے۔☆

﴿۲/۳۴﴾ ۲۷ر رمضان [شب کا دوسرا پہر] آسمانِ دنیا میں داخلہ:

مبارک رات کا ایک حصہ گزر گیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر ہی سب نبیوں کی امامت کر چکے تھے، اب اللہ نے ان کو ساتوں آسمانوں پر مختلف بڑے درجے کے نبیوں سے ملوایا، سید دو عالم علیہ السلام وہاں کی چند ملاقاتوں کے احوال یوں سناتے تھے۔

پہلے آسمان پہ ایک [نورانی] شخص کو دیکھا، ان کے دائیں اور بائیں دونوں طرف سائے نظر آتے ہیں، وہ دائیں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں، بائیں نظر کرتے ہیں، تو غمگین نظر آتے ہیں [مجھے تعجب ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟] یہ حضرت آدم علیہ السلام تھے [انہوں نے مجھے دیکھا تو استقبال کے لیے آگے بڑھے اور ان سے یہ گفتگو ہوئی:]

حضرت آدم علیہ السلام: [میری طرف متوجہ ہو کر] خوش آمدید اے صالح نبی اور میرے نیک بیٹے!

میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون ہیں [اور ان کے رونے اور ہنسنے] کا معاملہ کیا ہے؟

حضرت جبریل علیہ السلام: یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں، ان کے دائیں [ان کی وہ اولاد ہے جو] جنتی ہے۔ اور ان کے بائیں [وہ ہیں، جو اللہ کے نافرمان اور] جہنمی ہیں۔ اس لیے دائیں طرف دیکھ کر خوش اور بائیں طرف نظر کرتے ہیں تو ناخوش ہوتے ہیں۔☆

﴿۳۵﴾ ۲۷/ رمضان، شب کا تیسرا پہر [جنت کا دروازہ]:

پہلے آسمان پر کچھ باتیں سامنے آئیں اس کے بعد ساتویں تک ہر ایک پہ گئے تو نبیوں سے ملاقاتوں اور سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا، حضور ﷺ فرماتے ہیں:......

میں اور جبریل علیہ السلام ساتویں آسمان پہ پہنچے، یہاں جنت کے دروازے پہ لکھا ہوا دیکھا: الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَالقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ. ترجمہ: صدقہ پہ دس گنا ثواب ملتا ہے اور کسی مسلمان کو قرض دینے پر اٹھارہ گنا ثواب ملتا ہے۔

میں نے پوچھا: اے جبریل! کیا وجہ ہے کہ قرض دینا صدقہ سے بھی افضل ہے؟

جبریل امین علیہ السلام: اے محمد! اس کی وجہ یہ ہے کہ سائل تو سوال کر لیتا ہے [اس کے پاس کچھ ہوتا بھی ہے۔] جبکہ قرض مانگنے والے شخص کا قرض طلب کرنے کے بغیر گزارہ نہیں۔☆

اس دروازے کے ساتھ جبریل علیہ السلام نے مجھے جنت کے سارے دروازے دکھائے تو میں نے پوچھا: اے جبریل علیہ السلام مجھے! تو یہ بتاؤ کہ میری امت کس دروازے سے جنت میں جائے گی؟ چنانچہ مجھے انہوں نے وہ دروازہ دکھا دیا؟☆

﴿۳۶﴾ ساتویں آسمان پہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات:

سید العالمین ﷺ نے فرمایا: یہ ساتویں آسمان پہ جنت ہے، اس کے اندر میں نے اپنے جدِّ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، ان کی شکل و شباہت تمہارے نبی محمد ﷺ جیسی ہے جو تمہارے دوست ہیں۔☆

حضرت ابراہیم علیہ السلام: [انہوں نے مجھے دیکھا تو پوچھا:] اے جبریل! یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟

جبریل علیہ السلام: یہ حضرت محمد ﷺ ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام: [مجھ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں: اے محمد! اپنی اُمت کو [میرا اسلام اور یہ پیغام] سنا دینا کہ وہ اپنی جنت میں باغات لگائیں، یہاں کی مٹی بڑی زرخیز اور پاکیزہ ہے، زمین بڑی وسیع ہے۔

میں نے پوچھا: اے ابراہیم علیہ السلام! جنت کی باغبانی کیسے ہوگی؟

حضرت جبریل علیہ السلام: [ان کو کہیں کہ وہ کثرت کے ساتھ یہ پڑھا کریں]۔ لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ ☆

وہاں بیتُ المعمور پہ نگاہ گئی تو پوچھا: یہ کیا ہے؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: [یہ وہ جگہ ہے جسے فرشتوں کا قبلہ کہتے ہیں، جہاں] روزانہ ستر ہزار فرشتے [طواف کے لیے] داخل ہوتے ہیں، جب وہ یہاں سے نکلتے ہیں تو [دیگر ستر ہزار آ جاتے ہیں، پہلے والے بار بار طواف کے لیے] واپس نہیں آ سکتے

﴿۳۷﴾ نہرِ کوثر کا معائنہ، اس کی خوشبو اور شہد:

میں ان کے ساتھ جنت ہی میں سیر کر رہا تھا کہ، وہاں ایک نہر دیکھی، مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا: یہ وہ کوثر ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطاء کی گئی ہے۔ ☆ اَلْکَوْثَرَ جس کا تعلق جنت سے ہے، اس کی منڈیر چاندی کی ہے۔ اس میں پانی موتیوں اور یاقوت کی طرح چلتا ہے، جو دودھ سے زیادہ سفید، برف سے ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبو دار، شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ ☆ کوثر بہت سی خیرات و برکات کا مجموعہ ہے، اس پر رکھے ہوئے جام آسمان کے ستاروں کی طرح [بے شمار ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کی میزبانی اس سے کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے والے یہاں آنے والے] ہیں۔ ☆

﴿۳۸﴾ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور رمیضاء رضی اللہ عنہا کا مقام:

جنت میں آگے چلے تو ایک [بہت ہی عمدہ محل پہ] نظر پڑی، سوچا، یہ میرا ہے، کہا گیا: یہ عمر رضی اللہ عنہ کا ہے، اس سے آگے ایک اور دیکھا جو اس سے بھی اچھا تھا، میں نے کہا: اے

جبریل! یہ کس کا ہے؟ کہنے لگے: یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے، اس میں حُور عِین ہے۔ میں اس محل میں جانا چاہتا تھا، مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت یاد آ گئی۔☆ میں نے اپنے آگے کسی کے چلنے کی آواز سنی تو پوچھا:

اے جبریل علیہ السلام! یہ میرے آگے کون چلتا ہے؟

عرض کرنے لگے: یہ حضرت بلال علیہ السلام ہیں جو اذان دیتے ہیں۔ میں نے کہا: بلال رضی اللہ عنہ تو کامیاب ہو گئے۔☆ ابوطلحہ کی بیوی رمیضاء رضی اللہ عنہا کو بھی یہاں دیکھا۔☆

﴿۳۹﴾ سِدرَۃُ المُنتَھٰی اور دو نہریں [نیل اور فرات]:

یہ ساتواں آسمان تھا جس پہ ہم پہنچے یہاں مجھے درخت سِدرَۃُ المُنتَھٰی دکھایا گیا [بلند و بالا انتہائی پرکشش یہ درخت ہے] اس کے تنے سے ظاہری نہریں اور باطنی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ اس کے پھل ہجر کے مٹکوں جیسے اور پتے ہاتھی کے کان جیسے۔

میں نے پوچھا: اے جبریل! نہروں کا یہ سلسلہ کیا ہے؟

جبریل نے جواب دیا: اندرونی اور باطنی تو جنت میں پہنچتی ہیں، جبکہ ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔☆ زمین سے آنے والی ہر چیز یہاں تک پہنچتی ہے [آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے اعمال بھی آتے ہیں اس لیے اسے مُنتَھٰی کہتے ہیں] یہیں پہ میں نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دیکھا، ان کے چھ سو پر تھے، ایک پر کو کھولیں تو مشرق سے مغرب تک پہنچے۔☆ ہر ایک پر سے موتی اور یاقوت جھڑتے ہیں۔☆

﴿۴۰﴾ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام اور نمازوں کا انعام:

جب ہم معراج سے واپس ہو رہے تھے تو ذِی طُویٰ میں پہنچے کہ ان سے [میری یہ اہم گفتگو ہوئی]۔

میں نے کہا: اے جبریل! میری قوم تو [اس رات کے مُحَیِّرُ العُقُول واقعہ کی]

تصدیق نہ کرے گی۔

جبریل علیہ السلام نے عرض کی: اے محمد! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تصدیق کریں گے، اس لیے کہ وہ اَلصِّدِّیق ہیں۔☆

پانچوں نمازوں کی فرضیت کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس حاضر ہو کر یوں عرض گزار ہوئے: اے محمد! [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] اللہ عزوجل فرماتے ہیں: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جو ان کو ان کے کامل وضو، حفظِ اوقات اور اہتمامِ رکوع وسجود کے ساتھ ادا کرے گا، میں اس کو جنّت عطا کرنے کی ضمانت دیتا ہوں، جو ان میں کمی کے ساتھ میرے پاس آئے گا، اس سے کوئی وعدہ نہیں ہے۔☆

﴿۴۱﴾ رمضان ۱۲؍نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اَلمعجَن [درِ کعبہ کے قریب] باریابی:

۲۸ رجب ۱۲ نبوی [۲ ق ھ] ۲۸، رمضان ۱۲؍نبوی [۲ ق ھ] بروز اتوار: آخر شب یا صبح صادق کا وقت: اس وقت میں حضرت نبی علیہ السلام معراج سے واپس ہوئے ان کے قریب ہی کسی دن کا یہ واقعہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام ان پانچ نمازوں کے اوقات کی تعیین وعملی تعلیم کے لیے بیت اللہ کے سائے میں حاضر ہوئے جن کو معراج میں عنایت کیا گیا تھا، اس ملاقات کی یادگار المِعْجَن اور مُصلّٰی جبریل ہے، یہ بابِ کعبہ اور رکن عراقی کے درمیان وہ جگہ ہے جہاں حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی علیہ السلام کو دس نمازیں پڑھائیں۔☆

سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

حضرت جبریل علیہ السلام [معراج میں پانچ نمازوں کی فرضیت کے بعد] حاضر ہوئے، انہوں نے بیت اللہ کے پاس مجھے دو مرتبہ یہ نمازیں پڑھائیں۔ [پہلے دن اوّل وقت میں اور دوسرے دن آخرِ وقت میں ہر نماز کی امامت کی اور عرض کی: اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! نمازوں کے لیے جو وقت عطا ہوا ہے یہ نبیوں کا وقت ہے [ہر نماز کو اس کے وقت میں ادا کرو! ☆

﴿۴۲﴾ محرم ۱۴ر نبوی ایام حج کے اندر منیٰ میں دن کو حاضری:

ذی قعدہ، ذی الحجہ ۱۳ نبوی [ار ق ھ] محرم/صفر ۱۴ر نبوی [ار ہجری] اگست، ستمبر ۶۲۱ء: دوسری بیعت عقبہ کی تاریخ ہے اور یہ منیٰ ہے جہاں بیعت ہوئی یہاں حضرت جبریل علیہ السلام نے کئی بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا، یہ جگہ کھلا میدان ہے، جو مَسجِدُ الحَرَام سے مشرق کی جانب ۷ رکلومیٹر پر ہے، یہاں ٹھہرنا حج کا اہم رکن ہے۔ چند واقعات یہاں لکھے جاتے ہیں۔

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں حج کے دوران [حالتِ احرام میں] منیٰ کے اندر تھا، حضرت جبریل علیہ السلام ان ہی ایام [۸ ذی الحجہ یا اس کے بعد ۱۰، ۱۱ ذی الحجہ کو منیٰ کے میدان] میں مجھے ملے اور کہا:

اے محمد! [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] ! اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام بھیجا اور یہ پیغام دیا ہے کہ [ان دنوں میں] مشرکین عرب اور مختلف قبائل [و مذاہب کے چیدہ] لوگ یہاں جمع ہیں، ان کو اللہ کے وہ پیغامات سنا دیجئے، جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے ذریعے بھیجے ہیں، یہ سن کر میں کھڑا ہوا اور عَقَبہ کی طرف گیا اور پکارا: اے لوگو! تم میں سے کون ہے، جو شخص میری اس دعوت میں میرا ساتھ دے گا، میں اسے جنت کی بشارت دیتا ہوں۔

اے لوگو! لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ کہہ لو، کامیاب ہو کر تم [بھی [میرے ساتھ] جنت میں چلے جاؤ گے! اس اعلان کے بعد کیا مرد، کیا عورتیں اور بچے، الغرض! ہر ایک نے مجھ پر پتھروں کی بارش کی، مٹی پھینکی اور کہنے لگے: یہ بے دین ہے اور جھوٹا ہے، اب میرے پاس [ایک فرشتہ] آیا اور اس نے کہا: اے محمد! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وہ وقت آ چکا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے خلاف اللہ سے ایسے ہی دعا کریں، جیسے حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سے کی تھی۔

میں نے کہا: اے اللہ: میری قوم کو ہدایت دے یہ جانتے نہیں ہیں] کہ مجھے آپ

نے کس شان سے نوازا ہے؟] اور میری مدد فرما، تاکہ مجھے یہ قبول کر لیں۔☆

﴿۴۳﴾ محرم ۱۴/ نبوی ﷺ [شب کو العَقَبۃ] میں حاضری کی سعادت:

ذی قعدہ/ ذی الحجہ ۱۳ نبوی [۱ ق ھ]۔ محرم/صفر ۱۴/ نبوی ا/ ہجری اگست، ستمبر ۶۲۱ عیسوی: یہ یا اس سے اگلے سال مدینہ کے نومسلم بڑی تعداد میں مکہ مکرمہ آئے تو حسبِ وعدہ نبی مکرم علیہ السلام نے ان سے منیٰ کی گھاٹی میں بیعت لی، اس جگہ آج مسجد العَقَبة/ مَسْجدُ البَيعَتْ منیٰ کے دامن میں ہے، جمرات سے اتر کر مکہ کی سرنگ کا رخ کریں تو دائیں طرف یہ یادگار اور تاریخی مسجد دیکھی جا سکتی ہے، حضرت جبریل علیہ السلام نے اس بیعت کے وقت دربارِ رسول ﷺ میں حاضری دی تھی۔

حضور سید الکائنات ﷺ فرماتے ہیں: جب مدینہ میں ایک خاصی تعداد اہلِ اسلام کی ہوگئی تو جو لوگ حج کے لیے آئے ان میں سے ستر آدمیوں نے عَقَبہ پہاڑی کے دامن میں میرے ہاتھ پہ بیعت کی، اب انتظامی معاملات کے لیے میں نے ان کے اندر بارہ آدمی مقرر کیے جو ان کے امیر تھے، ان کے چناؤ کے وقت میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! فلاں شخص کو فلاں قبیلے کا نقیب مقرر کر دیجئے! اس طرح انہوں نے تمام نُقباء کے نام مجھے ایک ایک کر کے بتائے۔☆

﴿۴۴﴾ جمادی الاولیٰ ا/ ہجری [سفر ہجرت] جُحفہ میں ملاقات:

۷ ربیع الاول ۷/ جمادی الاولیٰ ا/ ہجری ۱۷/ نومبر ۶۲۲ عیسوی بروز بدھ غارِ ثور سے روانگی کے دو دن بعد تقریباً۔ اس لیے کہ غارِ ثور سے ۵ ربیع الاول ۵ جمادی الاولیٰ ۱۵ نومبر بروز پیر مدینہ کی طرف حضور ﷺ اپنے مختصر قافلہ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ جمادی الاولیٰ بروز بدھ آپ ﷺ جس مقام پہ موجود تھے، اس کا نام جُحفہ ہے، یہ مسجدِ حرام سے مغرب کی طرف ۱۸۷/ کلومیٹر کی مسافت، رابغ سے ۱۳ کلومیٹر، غدیرِ خم سے ۳ کلومیٹر پر واقع ہے، شام و مصر وغیرہ

علاقوں کے زائرین وحجاج مدینہ منورہ کی طرف سے نہ آئیں تو دوسرا راستہ یہ ہے، اس سے گزرتے وقت وہ یہاں احرام باندھتے ہیں، شاہراہِ مکہ پر "الجُحفة میقات" کا بورڈ لگا ہے۔ مصر اور شام وغیرہ بہت سے علاقوں کے لیے بطور میقات انتہائی مناسب جگہ ہے، اسی لیے سرورِ دو عالم ﷺ کی نگاہِ انتخاب نے اس جگہ کو پسند کیا، یہیں پہ سفرِ ہجرت میں آپ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ [مکہ فتح ہوگا] آپ ﷺ وطن مالوف میں تشریف لائیں گے۔☆

حضور ﷺ کے ارشادات کا خلاصہ یہ ہے کہ (۱) یہ مقام "جُحفہ" ہے، (۲) سفرِ ہجرت میں حضور یہاں سے گذرے تو اپنے مولد، آباؤ واجداد کے وطن، حرمِ ابراہیم علیہ السلام یعنی مکہ مکرمہ کو حضور ﷺ نے یہاں شدت سے یاد کیا تھا (۳) مکہ کو یہاں سے راستہ جاتا ہے، دورانِ سفر حضور ﷺ نے اس شاہراہ کو دیکھا تو مکہ کی یاد سے دل بھر آیا، (۴) پھر جبریل حضور ﷺ سے آ ملے (۵) اس سلسلے میں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ مکالمہ ہمارے درمیان ہوا:]۔

فرشتۂ وحی نے پوچھا: اے محمد! [ﷺ] اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: کیا آپ ﷺ کو مکۃ المکرمہ واپس جانے کا شوق غالب ہو رہا ہے؟ [وہاں سے تو آپ ﷺ ہجرت کر آئے]

میں نے کہا: جی ہاں [واپسی کا ارادہ تو نہیں، البتہ مجھے مکہ یاد آرہا ہے]۔

حضرت جبریل علیہ السلام: اے محمد! اللہ نے سلام اور یہ پیغام بھیجا ہے۔ إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ☆ ترجمہ: جس اللہ نے قرآن کریم کو آپ ﷺ پر اُتارا ہے، وہ آپ ﷺ کو اصل وطن [مکہ مکرمہ] میں پھر پہنچا دے گا۔

[چنانچہ اللہ نے محض آٹھ سال بعد فاتحانہ انداز میں مکہ المکرمہ آنے کا شرف دے کر وہ وعدہ پورا کر دیا جو یہاں دوران ہجرت فرمایا تھا۔

ملاحظہ: حضور ﷺ کی مکی زندگی میں جبریل امین علیہ السلام کی آمد کے واقعات کا سلسلہ تکمیل کو پہنچا، کتاب کا چوتھا حصہ شروع ہوا چاہتا ہے، وہ ہے باب نمبر ۵ مدینہ منورہ میں داخلے] سے باب نمبر ۸ [مرض وفات] کے حالات وواقعات میں فرشتہ وحی سید الملائکہ کی حضور ﷺ کی قدم بوسی کے لیے حاضریاں اور حیرت انگیز، عجیب وایمان افزاء مکالمات۔

چوتھا حصّہ:

مدینۃ الرسولؐ میں جبریل علیہ السلام کی حاضری

[مدنی زندگی کا ابتدائی دور]

مندرجات:

باب: ۵ تا باب: ۸، از عنوان: ۴۵ تا ۹۴۔

دورانیہ مکالمات:

اوائل ا ہجری تا ۹ ہجری۔

ملاقاتوں کی تعداد:

چالیس (۴۰)۔

یہاں تک مذکور پہلے چار ابواب میں پہلی اسلامی ریاست (مدینہ منورہ) کے ان ایام میں جبریل علیہ السلام کی آمد کا ذکر ہے، جن میں اس ریاست کی اساس رکھی گئی۔ اس حصے میں چار ابواب ہیں۔

(ا) باب نمبر: ۵ "دار ابو ایوب رضی اللہ عنہ" میں قیام کے دوران یہودیوں کے سوالات کا تذکرہ ہے جن کے جوابات کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں جبریل علیہ السلام کی آمد اور اللہ کی طرف سے جوابات کے نزول کا سلسلہ شروع ہوا، وہ اس باب میں جبریل علیہ السلام کی آٹھ حاضریوں کی صورت میں موجود ہے۔ اس کے ساتھ ایسے واقعات ہیں جن میں جبریل علیہ السلام جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لیے ایمان اور استقامت

کے وعدوں کی نوید یں لے کر حاضر ہوئے اور یہی زمانہ مؤاخات اور تعلیم و تربیت کے لیے جبریل علیہ السلام کے مکالمات کا ہے، جن میں یہود کے سوالات کے مطالعہ کے ساتھ "مکالمہ بین المذاہب" کی مدنی فضا سے بہت سے دروس تک رسائی آسان ہو جاتی ہے۔

(۲) باب: ۶ یہ اسلام کی تمدنی، تشریعی اور سیاسی منازل کا دور ہے، اس لیے سیدنا حضرت جبریل علیہ السلام تبدیلیٔ قبلہ، بدر، غزوۂ خندق اور محاصرۂ بنو قریظہ جیسے اقدامی اور دفاعی احکامات لے کر آتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا سلام پہنچاتے ہیں اور اللہ کی طرف سے دی جانے والی تازہ اطلاعات سے نوازتے ہیں۔

(۳) باب: ۷ میں احد اور بئر معونہ جیسے امتحانات کا ذکر ہے، تو اس کے ساتھ اللہ کے وعدوں کا شاندار تذکرہ بھی ہے، جن کی تکمیل کے لیے مختلف مقامات پر مغفرت و بخشش کی دعائیں کی گئی، اس سلسلے میں جبل ذباب، مسجد الاجابہ اور مسجد ابو ذر رضی اللہ عنہ کی جگہ دعاؤں اور بشارتوں کے لیے دربارِ نبوت میں حضرت جبریل علیہ السلام کی حاضریوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کے مؤدبانہ مکالمات کے ایمان افروز واقعات ہیں۔

(۴) باب: ۸ غزوۂ بنولحیان اور فتحِ مکہ کے عظیم واقعات اور حنین کے معرکہ میں سیدنا جبریل علیہ السلام کے نبی علیہ السلام کے ساتھ مکالمات اور ہر نئی صورتِ حال پر آسمان سے نئی اور امید افزاء خبروں کا تذکرہ ہے، جن سے اہل ایمان میں خوشی کی لہر آجاتی تھی ان ہی ایام کے قریب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاجزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے ساتھ ہی لوگوں نے اپنے قدیم تصورات کا تذکرہ شروع کیا تو سیدنا حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ کا سلام اور پیام پہنچا کر اسلامی نظریہ سے لوگوں کو آگاہ کیا۔

ملاحظہ:

کتاب کے چھ حصوں میں سے چار کا تعارف مکمل ہوا، پانچویں حصے کو آپ باب: ۹ سے شروع کریں گے۔

باب ۵:

قباء، مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صُفّہ پر حاضریاں

[ا ہجری، از عنوان: ۴۵ تا ۵۹۔ مضامین کے حوالے کتاب کے آخر میں ہیں]

﴿۴۵﴾ جمادی الاولیٰ ا ر ہجری "مدینہ عالیہ" قُبَا میں جبریل کی حاضری:

۱۲ ربیع الاول ا ر ہجری ۱۲ ر جمادی الاولیٰ، ا ہجری، ۲۲ ر نومبر ۶۲۲ عیسوی، بروز پیر: اس تاریخ کو سیدنا حضرت نبی محترم علیہ السلام مدینہ منورہ کی قریبی بستی "قُبَا" میں پہنچے، یہاں اسلام کی سب سے پہلی مسجد کی بنیاد رکھی، سنگ بنیاد [میں قبلہ رخ کا تعین اہم ترین مرحلہ تھا جس کے لیے حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور نبی محترم علیہ السلام کی منجانب اللہ راہنمائی کی سعادت حاصل کی، آج بھی وہاں "مسجد قبا" موجود ہے، جو مرکزِ مدینہ منورہ یعنی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۳ ر میل فاصلے پر بالائی آبادی [عَالِیَہ اور قبا] میں زیارت گاہِ خواص وعوام ہے، اس کے بعد جب نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنیاد رکھی، تب بھی جبریل علیہ السلام قبلہ رخ کی تعیین کے لیے حاضر ہوئے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب میں مسجد قبا کی بنیادی اینٹیں رکھ رہا تھا، اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام مجھے مسلسل قبلہ کا رخ بتا رہے تھے۔☆ [اب میں اس مسجد قبا سے تین کلو میٹر آگے مدینہ منورہ میں] تعمیر مسجد کرنے لگا تو جبریل امین علیہ السلام آئے اور کہا: اے محمد! [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] سات ہاتھ اونچی مسجد بنایئے، زیب وزینت اور نقش ونگار نہ کیجئے! اس کے بعد تحویل قبلہ ہوا، تو ایک بار پھر آئے اور مجھے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر اٹھایئے! میں نے دیکھا تو سامنے سے تمام رکاوٹیں دور ہو گئیں اور خانہ کعبہ کا وہ حصہ دکھائی دیا جدھر میزابِ رحمت نصب ہے۔☆

﴿۴۶﴾ ۱۶ جمادی الاُولیٰ مسجدِ نبوی ﷺ کے جنوب "دارِ ابوایوب" وغیرہ میں یہود کے متعلق حضرت جبریل کی (۸) حاضریاں:

۱۶/۱۲ ربیع الاول۔ ۱۶/ جمادی الاولیٰ، ۱/ ہجری، ۲۶/ نومبر بروز جمعۃ المبارک: یہ وہ تاریخ ہے، جس میں سفر ہجرت کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ قبا سے چلے اور مدینے میں پہنچ کر "دَارِ ابوایُّوب رضی اللہ عنہ" میں قیام فرمایا، یہاں جبریل علیہ السلام کی آمد کئی بار ہوئی، لیکن ہم یہاں صرف اس "مکالماتی مجلس" کا ایک واقعہ لکھتے ہیں، جو حضور ﷺ اور جبریل علیہ السلام کے درمیان ہوئی۔ یہ گھر جس میں بطورِ مہمان آپ ﷺ ٹھہرے اس وقت جہاں بابُ البقیع ہے، اس کے بائیں جانب یعنی مسجد شریف کے جنوب مشرقی کونے پر صدر مینارہ ہے، اس سے آگے چند قدم فاصلے پر "دارابوایوب" کی جگہ ہے۔ اب یہ جگہ صحنِ مسجد کا حصہ ہے۔ ☆

یہاں نبی مکرم ﷺ تشریف فرما ہوئے تو ابتداء میں بالخصوص یہودی علماء کی آمد اور سوالات وجوابات کا سلسلہ جاری رہا اور اس سلسلے میں جبریل کی آمد کے واقعات بہت ہوئے، اس لیے ہم ان کا ذکر کرتے ہیں، جن میں سے بعض "دارِ ابوایوب" میں ہوئے اور بعض کسی اور جگہ ہوئے، لیکن ان میں قدرِ مشترک یہ ہے کہ جبریل یہود کے متعلق کوئی پیغام لے کر حاضر ہوئے، حضور ﷺ نے فرمایا:

معروف یہودی عالم حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے [اپنے اظہارِ اسلام سے پہلے دارابوایوب میں آکر] تین سوالات کیے تو میں نے ان کو بتایا کہ [ادھر تم نے سوالات تیار کیے، دوسری طرف حضرت] جبریل علیہ السلام ان کے جوابات لے کر میرے پاس آگئے [یہ سائل در اصل یہود کے بڑے عالم ہیں۔ اس لیے پہلے ان کی پہلی حاضری کا ذکر کیا جاتا ہے، کل حاضریاں ۸ ہیں۔]

حاضری نمبر ①: حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں مکہ سے ہجرت کر کے

مدینہ طیبہ میں آ کر ابھی اپنے میزبان حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر ٹھہرا ہی تھا کہ ابن سلام رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر پوچھنے لگے:] تین باتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھنی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتاسکے تو آپ کو نبی تسلیم کروں گا، اس لیے کہ نبی ہی ان کا درست جواب دے سکتے ہیں۔

سوال ۱: قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟

جواب: ایک آگ اٹھے گی جو آدمیوں کو مشرق سے مغرب تک بھگا کرلے جائے گی۔

سوال ۲: اہل جنّت کو سب سے پہلے کیا کھانے کو ملے گا؟

جواب: مچھلی کا جگر کھانے کو پیش کیا جائے گا۔

سوال ۳: بچہ کبھی ماں اور کبھی والد کے مشابہ کیوں؟

جواب: مرد عورت میں سے جس کا مادۂ منویہ غالب رہے، بچہ اسی کے مثل ہوتا ہے۔☆

[یہ وہی حبرِ یہود ہیں، جنہوں نے ہجرت سے پہلے مکّہ مکرمہ جا کر اسلام قبول کرلیا تھا، اب یہ سوالات اس لیے کیے کہ مدینہ کے دیگر یہودیوں کو بتاسکیں کہ اب مرکزِ علم وعرفان صرف آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے، ان یہودی عالم صاحب کی بارگاہِ رسالت میں یہ دوسری اور مدینہ میں پہلی حاضری تھی۔ ان کے ایمان اور مکہ میں پہلی حاضری کا واقعہ یہ ہے:]

﴿۴۷﴾ حبرِ یہود کا سفرِ مکّہ اور کلمۂ اسلام وتوحید کا اقرار:

حاضری نمبر ②: یہ مکّہ کے ایامِ قیام کی بات ہے، حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حبرِ یہود حاضر ہوتے ہیں، اور سب لوگوں کی موجودگی میں ان سے مکّہ میں یہ سوال کیا جاتا ہے: اے ابنِ سلام! کیا تم توراۃ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ پاتے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے ارشاد کی روشنی میں اپنا نبی ہونا بیان کیجئے اور [اس کلام میں سے پڑھ کر سنائیے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر نازل ہوا ہے۔] اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور سورۂ اخلاص نازل ہوئی، جو ان کے سامنے پڑھ کر سنائی گئی، تو انہوں نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. ☆ ایمان لانے کے بعد وہ

مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے، اپنے ایمان کو چھپائے رکھا اور ہجرتِ مدینہ کے ابتدائی ایام میں ہی اسلام کا اظہار کر دیا۔☆

ملاحظہ: عنوان نمبر ۴۶ میں سوال نمبر ۳ کا متعلقہ ایک جواب عنوان نمبر ۹۶ میں ہے، جس میں سوالات جبریل علیہ السلام کے اور جوابات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔

﴿۴۸﴾ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ یہودیوں پہ غالب رہیں گے:

حاضری نمبر ③: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبریل امین علیہ السلام آئے اور یہ بشارت دے گئے کہ اے محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] مدینہ طیبہ کے قرب و جوار میں جو یہودی و عیسائی رہتے ہیں، وہ اپنی علمی دھاک لوگوں کے قلوب و اذہان پہ بٹھائے ہوئے ہیں، وہ کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غالب نہ آئیں گے، دینی اور دنیاوی، ہر طرح سے یہود و نصاریٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع [اور جمعہ، عیدین، حج و دیگر فضیلتوں کے حصول میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے] ہی رہیں گے۔☆

﴿۴۹﴾ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت نہ یہودی ہو گی نہ نصرانی:

حاضری نمبر ④: نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں لَیلَۃُ الاِسْرَاءِ میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ تھا، مجھے ایک جانب سے یہ آواز آئی: اے محمد! ذرا ٹھہرو! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ جبریل علیہ السلام کو اس آواز کے متعلق میں نے بتایا تو فرمایا: اے محمد! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو کیا جواب دیا؟ میں نے کہا: اس کی طرف میں نے کوئی توجہ نہیں کی، ایسے ہی ایک اور صوتی سلسلہ جاری ہوا، اس پر بھی میں نے التفات نہیں کیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے آدمی کی طرف توجہ کر لیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت یہودی ہو جاتی اور دوسرے کی سن لیتے تو اُمت نصاریٰ کی پیروکار ہو جاتی۔☆

﴿۵۰﴾ جبریل آپ ﷺ کے دل پر قرآن اتارتے ہیں:

حاضری نمبر ⑤: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: یہودیوں نے یہ سوال کیا: روح کیا ہے؟ اسے جسم میں عذاب کیسے ہوسکتا ہے؟ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور ان کے سوال کا یہ جواب دیا۔ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلاَّ قَلِيلاً ☆ ترجمہ: [اے نبی!] کہہ دے: روح میرے رب کے حکم سے ہے، اور تم کو علم دیا گیا ہے تھوڑا سا، یہودی کہنے لگے: آپ ﷺ [تو اُمّی ہیں اس مشکل سوال کا جواب آپ ﷺ] کو کس نے بتایا؟

میں نے کہا: میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس سوال کا جواب لے کر حاضر ہوئے۔

یہودیوں نے کہا: جبریل [ہمارے ہر سوال کا جواب آپ ﷺ کو لادیتے ہیں، دراصل یہ] ہمارے دشمن ہیں۔

جبریل علیہ السلام: ان کے جواب میں یہ آیت لے کر حاضر ہوجاتے ہیں۔

قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللهِ مُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ ☆ ترجمہ: [اے نبی!] تو کہہ دے جو کوئی ہووے دشمن جبریل کا سو اس نے تو اُتارا ہے یہ کلام تیرے دل پر اللہ کے حکم سے سچا بتانے والا ہے اس کلام کو جو اس کے پہلے ہے اور دکھاتا ہے، خوشخبری سناتا ہے ایمان والوں کو۔

﴿۵۱﴾ یہود و نصاریٰ آپ ﷺ سے پیچھے ہی رہیں گے:

حاضری نمبر ⑥: ایک دن جبریل امین علیہ السلام آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک سفید آئینہ تھا، اس میں سیاہ نقطہ تھا [میرے اور ان کے درمیان یہ مکالمہ ہوا]

میں نے کہا: اے جبریل! یہ آئنہ کیا ہے؟

فرمایا: یہ جمعہ مبارک ہے۔

سوال: جمعہ [کے دن میں کوئی خاص بات] کیا ہے؟

جواب: تمہارے لیے اس دن میں بھلائی ہے۔

سوال: ہمیں اس روز کیا ملے گا؟

جواب: یہ دن آپ ﷺ اور آپ کی وہ مسلمان قوم [جو آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں موجود ہے اس] کے لیے اور آپ ﷺ کے بعد جو لوگ آئیں گے، ان تمام کے لیے یہ عید کا دن ہے، یہود و نصاریٰ اس دن کی ناقدری کرنے کی وجہ سے آپ ﷺ سے پیچھے ہیں۔

سوال: ہمیں اس دن میں کیا ملے گا؟

جواب: اس میں ایک گھڑی ہے جس میں کوئی مانگ سکے تو ہر صاحبِ ایمان کی دعا قبول ہوتی ہے [مانگی ہوئی چیز قسمت میں ہو تو وہ ضرور ملتی ہے ورنہ] وہ دعا ذریعۂ آخرت بن جاتی ہے، جو ان کے لیے بہتر ہے، اگر وہ کسی شر سے پناہ مانگے، تو بڑی سے بڑی بلا ٹل جاتی ہے [میں نے دیکھا ان کے ہاتھ میں آئینہ ہے تو اس کے متعلق پوچھا:]

سوال: اور اے جبریل! اس آئینہ میں یہ نشان کیسا؟

جواب: یہ اس قبولیت کی گھڑی [کی صورتِ مثالی ہے کہ وہ بہت کم وقت ہوتا] ہے، یہ دن ہمارے نزدیک سید الایام ہے، ہم اسے قیامت کا دن اور یَومِ مَزِید کہتے ہیں۔

سوال: اس کو یَومِ مَزِید کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: یہ نام اس لیے کہ اس دن جنت والوں کو اللہ تعالیٰ اس طرح اپنا دیدار کروائیں گے کہ وہ اللہ کو خوب دیکھ سکیں گے۔ [اس نے اس مقصد کے لیے وہاں ایک مشک ابیض کی وادی بنائی ہے، جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ یہاں نزولِ اجلال فرمائیں گے] پہلے ان کی کرسی کو موتیوں اور جواہرات سے مرصّع منبروں پہ رکھا جائے گا پھر اس وَادِیِ اَبیَض میں نبیوں کو دعوت دی جائے گی اور خواص اہلِ جنت جمع ہو جائیں گے، تو اللہ تعالیٰ کی تجلّی ظاہر ہوگی، وہ حاضرین سے [درجِ ذیل گفتگو کے لیے] ہم کلام ہوں گے۔

اللہ جلَّ جلالُہٗ: اے میرے بندو! مجھ سے مانگو! میں عطا کروں۔

مہمانانِ جنّت: اے اللہ! کیا آپ ہم سے راضی ہو جائیں گے؟

اللہ جلَّ جلالُہٗ: میری رضا نے ہی تو تمہارے لیے میری جنت کو حلال کیا ہے۔ اور یہاں ملاقات کا شرف ملا ہے۔

مہمانانِ جنّت: بس آپ کی خوشی کے طالب ہیں۔

اللہ جلَّ جلالُہٗ: اپنی خوشی کا یقین دلائیں گے اور اپنی نعمتوں کے خزانوں کو مزید کھولیں گے، جن میں ایسی نعمتیں ہوں گی، جن کو آج تک نہ کسی نے دیکھا اور نہ [ان کی شان کا حقیقی بیان] کسی نے سنا۔ الغرض: اے اللہ کے رسول! یہ دن [اہلِ جنّت کے لیے غیر معمولی عزت و کرامات کا ہوگا]۔☆

﴿۵۲﴾ ساحر یہودی کی سازش بذریعۂ جبریل بے نقاب:

حاضری نمبر ⑦: حضور ﷺ نے فرمایا: یہودیوں نے مجھ پہ سحر کی سازش کی تو جبریل نے آ کر [ان کے فریب کو] یوں بے نقاب کر دیا: اے محمد! ایک یہودی نے آپ ﷺ پر جادو کے لیے گرہیں لگائیں۔ [فلاں کنوئیں میں کنگھی، بال، دھاگے اور دیگر سامانِ سحر پڑا ہے] انہیں نکلوا لیجئے! جبریل اس سحر کے اثرات کا توڑ بھی لے کر آئے کہ رات کو سونے سے پہلے آخری تینوں قُل پڑھ کر اپنے ہاتھوں میں پھونک مار کر انہیں جسم پر مل لیا کروں۔☆

ملاحظہ: یہود کے متعلق حضرت جبریل علیہ السلام کی سات حاضریاں مکمل ہوئیں جن میں سے کچھ "دارِ ابو ایوب" میں ہوئیں اب ان ملاقاتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس شہر ذی وقار کے دیگر گوشوں میں ہوئیں، پہلی وہ ہے جو مسجد نبوی ﷺ کے قریب ہوئی۔ یہود کے معاملہ میں جبریل کی آٹھویں حاضری کا ذکر عنوان نمبر ۸۱ میں ہے۔]

﴿۵۳﴾ ذی الحجہ ا ہجری، مَسجدِ نبوی ﷺ کے قریب ملاقاتیں:

شوال ا ہجری۔ ذی الحجہ ا ہجری، اپریل ۶۲۳ عیسوی، ہجرت کے چند ماہ بعد: ان ایام میں دو اہم واقعات ہوئے، جن میں روح الامین آئے (۱) نبی اکرم ﷺ نے اوائل ا ہجری مؤاخاۃ قائم فرمائی اور (۲) یہی زمانہ یعنی اواخر ۶۲۲ عیسوی کا زمانہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا ہے، اس کے بعد کا یہ واقعہ ہے کہ ان کے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ دیگر کئی صحابہ رضی اللہ عنہم کو مدینہ طیبہ کا معروف بخار ہوا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی عیادت کی، حضرت نبی محترم ﷺ کو مرض کی شدت سے آگاہ کیا اور نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! اس بخار کو فلاں اور فلاں علاقہ میں بھیج دے! چنانچہ ایسا ہی ہوا۔☆

ان دونوں واقعات میں حضرت جبریل علیہ السلام کی تشریف آوری ہوئی اور نبی محترم ﷺ سے مکالمہ ہوا، یہاں ان دونوں واقعات کے متعلقہ حصے لکھے جاتے ہیں، جن کا ابتدائی حصہ اوپر لکھا گیا۔

زمینی و آسمانی مؤاخاۃ:

اللہ کے نبی ﷺ کے فرمان کا مفہوم ہے، وہ فرماتے ہیں: ہجرت کے بعد اللہ کے فرمان کے مطابق مہاجرین رضی اللہ عنہم و انصار رضی اللہ عنہم کے درمیان ایسا نظم جاری کیا کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کا بھائی بنادیا تاکہ مکّہ سے آنے والے مہمان صحابی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں رہنے والا میزبان صحابی رضی اللہ عنہ کھلائے پلائے اور پہنائے، مجھے جبریل علیہ السلام نے یہ بتایا کہ اے محمد! جیسے آپ ﷺ نے مہاجرین و انصار کو بھائی بھائی بنادیا، ایسے ہی ہم فرشتوں کو [بھی اللہ نے بھائی بھائی بنایا اور] فرمایا: اے جبریل و میکائیل! میں نے تم دونوں کے درمیان ایسے ہی بھائی چارہ قائم کردیا ہے [جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اندر نبی علیہ السلام نے یہ سلسلہ جاری کردیا ہے] اور تم دونوں فرشتوں میں سے ایک کی عمر کو دوسرے سے زیادہ کردیا ہے۔☆

حضرت جبریل علیہ السلام نے آسمان میں فرشتوں کے درمیان رشتۂ اخوت کی خبر دی تو معلوم ہوا کہ اللہ کو ہمارا یہ کام بہت پسند آیا کہ ہم نے مدینہ طیبہ میں آنے والے مہاجرین کی مدد کی۔

(۲) وبائی بخار اور معجزۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اسی طرح جب ہم یہاں آئے تو یہاں کا بخار شدید تکلیف دہ ہوا کرتا تھا، میں نے اللہ سے آسانی کا سوال کیا تو اللہ نے آسانی عنایت کر دی جب میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام] بخار اور طاعون لے کر آئے تو میں نے معمولی بخار کو مدینہ ہی میں روک لیا، طاعون کو ملکِ شام کی طرف بھیج دیا [اب اہلِ مدینہ کے لیے [بخار کی وجہ سے] گناہوں سے پاکی ہوتی ہے اور نارِ جہنم سے آزادی [کی دولت میسر آتی] ہے، اس کے بعد دعا کی تو وبائی بخار جحفہ [کے صحرائی اور غیر آباد علاقہ میں] منتقل ہو گیا۔ اب طاعون اگر میری امت میں سے کسی کو متاثر کرتا ہے [اور مریض جاں بحق ہو جاتا ہے، تو یہ موت] اس کے لیے باعثِ رحمت ہوگی اور اسے شہادت کا درجہ نصیب ہوگا، جب کہ کافروں کے لیے یہ بیماری اب بھی عذاب ہے۔☆

﴿۵۴﴾ وسط ۱ ہجری، اَصحابِ صُفَّہ کے متعلق جبریل علیہ السلام کی آمد:

اوائل ۱ ہجری، اواخر ۶۲۲ عیسوی اوسطاً دورانیہ دو سال [صفہ کا افتتاح]: گذشتہ سطور میں لکھا گیا کہ حضرت محمد علیہ السلام نے اس سال مہاجرین کی آبادکاری کے لیے ان کو انصار رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھائی چارے کے رشتے میں جوڑ دیا، اسی مناسبت سے اصحابِ صفہ رضی اللہ عنہم کا ذکر اور ان کے متعلق سیدنا جبریل علیہ السلام کے مکالماتی ارشادات کو یہاں جگہ دی جارہی ہے کہ مُؤاخاۃ جس کا ذکر اوپر عنوان میں ہوا، اس کے ساتھ طَلَبہ صُفَّہ کی سکونت اور کھانے پینے کے انتظامات کیسے ہوں گے، اس کام کو انجام دینے کی وجہ سے صُفَّةُ وَ اَهلُ الصُّفَّةِ: کی اصطلاحیں معروف ہوئیں۔

یہ دو لفظ ہمارے اسلامی لٹریچر کا خوبصورت حصہ ہیں، صفہ مسجد نبوی علیٰ صاحبھا الصلوۃ والسلام کا ایک مدرسہ رہا ہے اور اَلصُّفَّۃ اس سائبان کو کہتے ہیں جو ان طلبہ کے بیٹھنے کی جگہ تھی، جن کے استاد حضرت محمد ﷺ تھے، اس مقدس و منور درس گاہ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں، اسی جگہ نبی علیہ السلام نے اہل مجلس کو فرمایا کہ ذرا جگہ دے دو، کچھ مہمان آئے ہیں لیکن حاضرین حصول علم میں ایسے محو تھے کہ توجہ نہ کر سکے تو اللہ نے سورۂ مجادلہ کی آیت نمبر [۱۱] اُتاری، جس کا ذکر عنوان نمبر ۵۹ میں اہلِ صُفّہ کے ذکر کے ساتھ ایک بار پھر آ رہا ہے بعض مفسرین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس واقعہ کا تعلق مسجدِ فسیح [مسجدِ اُحد] سے ہے کہ جب حضرت نبی محترم ﷺ معرکۂ احد سے فارغ ہوئے، تو اس مسجد کی جگہ قیام فرمایا، زخمیوں کے احوال لیے، شہداء کا پتہ کیا اور اس انتظام میں ظہر و عصر کی نمازیں بیٹھ کر پڑھائیں، اس لیے کہ آپ ﷺ بھی زخمی تھے، دندانِ مبارک شہید ہو چکے تھے اور اہلِ ایمان آپ ﷺ کے گرد ہالہ بنا کر بیٹھے آپ ﷺ کی زیارت کر رہے تھے۔ ☆

ایک دن صُفّہ والے ہنس رہے تھے، میں نے کہا: ارے کیا تم ہنسنے کے لیے پیدا ہوئے ہو؟ چنانچہ جبریل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے: اے محمد! تمہیں اللہ نے سلام کہا اور فرمایا ہے کہ ان لوگوں پر آسانیاں کیا کرو، مشکلیں نہ پیش کرو، بشارتیں دو، نفرتیں نہ دلاؤ! میں یہ سن کر صُفّہ والوں کے پاس آیا اور ان کو یہ آسمانی پیغام سنایا تو وہ لوگ خوش ہوئے۔ ☆

ملاحظہ: ہنسی کا واقعہ مکہ مکرمہ میں بھی پیش آیا دیکھے! عنوان نمبر ۲۲۔ ایک آیت کے متعدد شانِ نزول ممکن ہوتے ہیں۔

﴿۵۵﴾ صحبتِ رسول ﷺ اور اخلاص کی برکات، تزکیۂ اصحاب رضی اللہ عنہم:

حضور ﷺ محبوبِ الٰہی تھے، اس لیے وہ جس سے الفت رکھتے، اللہ بھی اس سے پیار کرتے تھے، فرشتے اور خصوصاً حضرت جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت رکھتے تھے، صفہ کے مسافر طلبہ سے حضور ﷺ محبت کرتے اور ان کو کھلاتے پلاتے تھے، اس لیے ان کے دیگر

صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ان مہمانانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم طلبہ علم سے الفت رکھتے تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام [اس وقت حاضر ہوئے، جب میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو صدقہ کرنے کا حکم دے چکا تھا اور وہ یہ سوال لے کر حاضر ہوئے تھے کہ سارا مال خرچ کردوں؟ ابھی میں جواب دینے ہی والا تھا کہ روح الامین] حاضر ہو کر کہنے لگے: ابن عوف رضی اللہ عنہ سے کہیے کہ وہ اس مال سے مہمان نوازی کرے، مسکین کو کھلائے، سائل کو دے اور خرچ کی ابتداء اپنے اہلِ خانہ سے کرے، اس سے اس کو تزکیہ [مال اور طہارتِ قلبی] نصیب ہوگی۔☆

میں مساکین سے [محبت کرتا ہوں] اور اللہ سے ان کی الفت کا سوال کرتا ہوں☆ جبریل علیہ السلام [بھی ان سے پیار کرتے ہیں، میرے صُفہ کے مساکین کی ایک جماعت بیٹھی تھی، دوسری طرف غیر مسلم اشراف اس شرط پر میری بات سننے کے لیے آمادہ ہوئے کہ میں لکھ کر دوں کہ ان کی موجودگی میں کوئی غریب نہ بیٹھے گا] حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا کہ قلم وقرطاس لائیں، تاکہ معاملہ لکھدیا جائے، وہ لے کر حاضر ہوئے ہی تھے کہ جبریل علیہ السلام [طلبہ صفہ کی تائید کے لیے] حاضر ہوگئے اور کہا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ☆ اور مت دور کر ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں، اپنے رب کو صبح وشام۔

﴿۵۶﴾ طلبِ علم کا مقام اور فرشتوں میں فخر کا ذریعہ:

یہ وہ دور تھا جب صفہ کے طلبہ لباس اور خوراک کے مسئلے میں پریشان تھے، ان کی ان قربانیوں کو آسمان والے کس قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے؟ اس سوال کے جواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَصحابِ صُفَّہ [مساکین طلبہ] بیٹھے ہوئے تھے، ان سے پوچھا گیا: آپ حضرات یہاں بیٹھے کیوں ہیں؟

انہوں نے کہا: ہم اللہ کو یاد کرتے رہے ہیں اور اس کے اس احسان کے شکریہ

کے لیے اس کی تعریف کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کا رستہ دکھایا۔

ان سے میں نے کہا: کیا تم حلفاً کہہ سکتے ہو، صرف اسی مقصد کے لیے بیٹھے ہو؟

اَصحَابِ صُفَّہ رضی اللہ عنہم: جی ہاں! صرف اسی لیے یہاں ہیں، حلفاً اقرار ہے۔

میں نے کہا: دیکھو تمہیں کسی بدگمانی کی بناء پر قسم نہیں دی گئی بلکہ معاملہ یہ ہے کہ آسمانوں سے کچھ لوگوں کے متعلق ایک بشارت آئی ہے، میں جاننا چاہتا ہوں کہ کیا تم وہی لوگ ہو، جن کو بشارت دینے کا حکم مجھے ہوا؟ وہ یہ ہے کہ تمہارے اس عمل پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کے اندر فخر فرماتے ہیں۔ [کہ اس کے بندے زمین پر نعمت اِسلام کا شکر ادا کرتے ہیں، آسمانوں پہ اللہ نے ان کے بارے میں جو فرمایا] میرے پاس اس خبر کے لیے جبریل علیہ السلام آئے ہیں۔☆

﴿۵۷﴾ ۲ر ہجری، اَحجارُ المِرَاء میں کئی ملاقاتیں:

یہ سن ۲ر ہجری ہے، اس وقت تک، مرد، عورتیں، بوڑھے اور بچے الغرض: ہر صنف کے لوگ داخلِ اسلام اور صُفّہ کے طلبہ میں شامل ہو چکے ہیں، حضرت نبی علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے درج ذیل عبارت میں موجود جو سوال کیا وہ لوگوں کی ان تمام اصناف کے ذکر پر مشتمل ہے، اس لیے یہ اس سوال کا ممکنہ سال ہے۔ اب پیشِ نظر ہے، اس جگہ کا تعارف جہاں یہ واقعہ ہوا ہے۔ "اَحجَارُ المِرَاء" یہ مدینہ منورہ میں ایک علاقہ ہے جو قبا کے قریب ہے، ایک روایت ہے کہ یہ مکہ مکرمہ میں ایسی جگہ تھی جہاں لوگ کھجوریں خشک کرتے تھے۔☆ قول اِوّل راجح ہے، یہاں کئی ملاقاتیں حضرت جبریل علیہ السلام کی منقول ہیں۔ ایک ملاقات میں قرآنی تعلیمات کا ذکر ہے، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان طلبہ کی مناسبت سے۔ یہاں اہلِ صُفّہ کے ذکر میں اس واقعہ کو جگہ دی گئی ہے اس میں سات قرآءتوں کا ذکر ہے اور جو لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلیم حاصل کرتے تھے، ان طلبہ میں ہر عمر اور استعداد کے مرد و عورت ہوتے تھے، اس سلسلے میں جبریل علیہ السلام کی آمد اور ملاقاتوں کے کئی واقعات ہیں۔ یہاں

صرف تین کا ذکر کر کے اپنے ایمان کو تازہ کیا جاتا ہے۔ حضور نبی محترم علیہ السلام فرماتے ہیں:

میں روحُ الاَمین سے اَحجارُ المِرَاء [قبا کے علاقہ میں] ملا۔

میں نے کہا: اے جبریل! میں تو ان پڑھ لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں، عورتیں، مرد، بچے، بوڑھے، غلام اور باندیاں [مختلف لہجوں میں بولنے والے ہیں، ان کے لیے ایک ہی طرح قرآن پڑھنا مشکل ہو رہا ہے، اس لیے کہ] انہوں نے کوئی کتاب نہیں پڑھ رکھی ہے۔

جبریل علیہ السلام نے کہا: اللہ تعالیٰ نے [ان کی سہولت کے لیے] سات قراءتوں میں قرآن اُتارا ہے۔☆ [یہ ایک واقعہ ہوا]

ایک دن وہ آئے تو [ان کے ساتھ حضرت میکائیل علیہ السلام بھی تھے، اب ہم تینوں میں یہ گفتگو ہوئی]:

حضرت جبریل علیہ السلام: اے محمد! قرآنِ کریم ایک قرآءت میں تلاوت کیجئے!

حضرت میکائیل علیہ السلام: اے جبریل! ایک سے زائد قرائتیں ہونی چاہیں۔

حضرت جبریل علیہ السلام: اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ دو قرائتوں میں پڑھ لیجئے!

حضرت میکائیل علیہ السلام: اسی طرح [ان سے زیادہ قراءتوں کا مطالبہ کرتے رہے اور میں پڑھتا رہا] حتیٰ کہ سات قراءتوں تک پڑھنے کا حکم ہوا۔☆

﴿۵۸﴾ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے والوں کے آنسوؤں کی قیمت:

اہلِ صفہ کی تربیت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اللہ کے پیار کا بہت بڑا حصہ ہے زیرِ نظر واقعہ بھی اس حقیقت کی ایک مثال ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

جب قرآن کریم کی آیت اُتری: وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ☆ ترجمہ: اور تم ہنستے ہو روتے نہیں، نزولِ آیت کے اثر کی وجہ سے ایک صحابی جو اہلِ صُفہ میں سے تھے خوفِ آخرت میں رو رہے تھے کہ مجھے بھی رونا آ گیا [اس حال میں فرشتۂ وحی آئے اور یہ باتیں ہوئیں]۔

حضرت جبریل علیہ السلام: اے محمد! اللہ نے آپ ﷺ کو سلام کہا اور یہ ایک پیغام بھیجا ہے کہ یہ رونے والا شخص جو سامنے ہے، کون ہے؟

میں نے ان کو بتایا: کہ اس کا نام یہ ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام: اللہ فرماتے ہیں کہ میرے محبوب نبی ﷺ کو یہ پیغام دے دو کہ ہم بنی آدم کے اعمال کو تولتے ہیں، رونے کو [بطورِ بدل کسی حساب وشمار میں] میں نہیں [لاتے، بلکہ اس کے بدلے میں] بہت بڑی جنت دیتے ہیں اور بہت بڑی جہنم کو ان کے آنسوؤں سے بجھا دیتے ہیں۔☆

﴿۵۹﴾ آپ اپنے مؤمن متعلمین کو ادب سکھائیے!:

سید العالمین ﷺ نے مزید فرمایا: اسی صُفہ پہ ہم بیٹھے تھے، طلبۂ علم بھی ساتھ تھے، اسی دوران بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ملنے کے لیے حاضر ہوئے، جگہ کی تنگی کی وجہ سے صُفہ پہ موجود چند طلبہ کو مجلس سے اٹھنا پڑا، تب آنے والے مہمانوں کے بیٹھنے لیے وسعت ہو سکی [اگر سب بیٹھنے والے ذرا تنگ ہو کر بیٹھتے تو ان کے لیے جگہ بن جاتی، تاہم میرے چاہنے کے باوجود ایسا نہ ہو سکا] حضرت جبریل علیہ السلام یہ حکم لے کر نازل ہوئے، جس میں اہلِ صُفہ کے ایمان کی گواہی بھی موجود ہے اور یہ خوشخبری بھی ہے کہ ان کو اللہ نے مجلس کے آداب سے آگاہ کیا۔ متعلقہ آیت یہ ہے:] يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ☆ ترجمہ: اے ایمان والو! جب کوئی تم کو کہے کہ کھل کر بیٹھو مجلسوں میں تو کھل جاؤ اللہ کشادگی دے تم کو۔

باب ٦:

وادیٔ عقیق، مسجد قبلتین، بدر، ذُفران اور منبر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس روحُ الامین کی ملاقاتیں

[٢۔ ٣ ہجری، ازعنوان: ٦٠ تا ٧١۔ مضامین کے حوالے کتاب کے آخر میں ہیں]

﴿٦٠﴾ ١٥ر شوال ٢ر ہجری: شارع خالد بن ولید پر ملاقات:

١٥۔ شعبان بہ کبیسہ شوال۔ شوال ٢ر ہجری [١٠ر اپریل] ٦٢٤ عیسوی، بروز منگل: مدینہ منورہ کے ابتدائی سترہ ماہ بیت المقدس ہی قبلہ رہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش پر بیت اللہ کو جس دن یہ حیثیت دی گئی، اس روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے، نماز کا وقت ہوگیا تو نماز اپنی امامت میں پڑھائی، پیچھے مرد بھی تھے اور عورتیں بھی، ابھی ظہر کی دو رکعتیں ہی پڑھی تھیں کہ دورانِ نماز حضرت جبریل علیہ السلام آ گئے اور قبلہ کی تبدیلی کا حکم نازل ہوگیا اور نبی محترم علیہ السلام نے بقیہ دو رکعتیں بیت اللہ کی طرف پڑھائیں، جہاں یہ واقعہ ہوا، آج یہاں مَسْجِدِ قِبلَتَین ہے۔ [یہ مبارک، تاریخی اور یادگار جگہ اب شارع خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے کنارے "وادیٔ عقیق" میں ہے]۔ عشاقِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں کثرت سے جاتے ہیں اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں۔ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس تبدیلی قبلہ کا پس منظر ارشاد فرماتے ہیں۔ میں جب بھی نماز سے فارغ ہوتا، سر آسمان کی طرف دعا کے لیے اٹھاتا کہ قبلہ بیت اللہ کو بنا دیا جائے، ایک دن [دورانِ نماز مسجد بنی سلمہ کی جگہ جب میں نماز کی امامت کر رہا تھا، تو] حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور مجھے نماز پڑھانا شروع کی، ان کا رخ قبلہ کی طرف تھا [میں

نے بھی رخ قبلہ کی طرف کرلیا اور نمازیوں نے بھی منہ اس جانب کرلیا اور انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبۡلَةً تَرۡضٰهَا فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ۔

اب [میری خواہش اور دعاؤں کے مطابق] ہم بیت اللہ کی جانب نمازیں پڑھنے لگے [تو یہودیوں اور منافقین نے کہا: اگر یہ قبلہ درست ہے تو پچھلی نمازوں کا کیا بنا، جو بیت المقدس کی طرف پڑھی تھیں؟ [اس دوران یہودیوں کے کیے گئے اس اعتراض کے جواب کے لیے روح الامین علیہ السلام کا انتظار رہا وہ آئے تو ان سے یہ بات چیت ہوئی]۔

میں نے پوچھا: اے جبریل علیہ السلام! ہماری ان نمازوں کے متعلق کیا حکم ہوا، جو پہلے پڑھی گئیں؟

جبریل علیہ السلام: اللہ نے یہ جواب دیا ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيۡعَ اِيۡمَانَكُمۡ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ☆ ترجمہ: اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع کرے [تمہاری نماز اور] تمہارا ایمان۔ بے شک اللہ لوگوں پر بہت شفیق، نہایت مہربان ہے۔

ایک دن ان سے پوچھا:

اے جبریل: شہروں میں سے سب سے بری جگہ کون سی ہے؟ [مجھ سے کسی نے یہ سوال کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لیے پوچھا ہے کہ آپ اللہ سے معلوم کر دیں۔

جبریل علیہ السلام: میں نہیں جانتا، اللہ سے دریافت کروں گا [وہ چند ایام کے بعد آئے اور کہا:] اے محمد! اللہ فرماتے ہیں: سب سے بری جگہ بازار ہیں اور سب سے اچھی جگہ مسجدیں ہیں۔ [جب اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی، اس وقت] میرے اور اللہ کے درمیان ستر ہزار پردے تھے۔☆

﴿٦١﴾ ٨ / ذی قعدہ ٢ / ہجری: مدینہ منورہ سے ایک میل کے درمیان

١٢/ رمضان کبیسہ شوال۔ ١٢/ ذو القعدہ ٢ / ہجری، (٢ مئی) ٦٢٤ / عیسوی بروز بدھ: یہ تاریخ غزوۂ بدر الکبریٰ کے لیے روانگی کی ہے، اس غزوہ میں بہت سے فرشتوں سمیت

روحُ الامین علیہ السلام آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بالمشافہ گفتگو کی [لیکن یہاں صرف مکالماتی کلام کا ذکر کیا جائے گا۔] یہ مقامِ ملاقات: مَسْجد نبوی سے جنوب کی طرف ترکی ریلوے اسٹیشن. اس کے احاطے میں مسجد السُّقیاء ہے، اس کے بعد کچھ فاصلے پر بدر کی جانب مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر بئرِ ابی عَنْبۃ آتا ہے، یہ وہ راستہ ہے، جہاں سے جنگ بدر کے لیے حبیب کبریاء علیہ السلام اپنے تین سو تیرہ جانثاروں کے ساتھ گزرے، اسی جگہ کے قرب و جوار میں حضرت جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے، اس ملاقات کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوسفیان [جب دشمن اسلام تھا وہ تجارتی مال لے کر مدینہ کے قریب سے گزرنے لگا تو اس] کے متعلق جبریل علیہ السلام نے مجھے یہ عرض کی: اے محمد! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ابوسفیان فلاں فلاں جگہ مل سکتا ہے۔ [اس خبر پر] صحابہ رضی اللہ عنہم کو کہا گیا کہ وہ اسے پکڑ کر حفاظت میں لے لیں، لیکن کسی نے خط لکھ کر اسے خبر کردی، جبریل علیہ السلام آئے [اور یہ حکم الٰہی لائے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَخُونُواْ اللّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُواْ أَمَانَاتِكُمْ ☆ اے مؤمنو! اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں بددیانتی کرو!

﴿۶۲﴾ ۱۴/ذی قعدہ ۲/ہجری: بدر کے راستے میں اَلصَّفِیرَاءُ مقام پر حاضری:

۱۲/رمضان/ ۱۲/ذی قعدہ ۲/ہجری (۶/مئی ۶۲۴ء) بروز اتوار: غزوہ بدر کے لیے ۱۲ ذی قعدہ کو روانگی کے بعد ایک جگہ جبریل علیہ السلام آئے [ممکن ہے وہ ۱۴ ذی قعدہ ہو۔] نزولِ جبریل کا مقام اَلذَّفرانْ ہے، اسے بِئر ذفرَان بھی کہتے ہیں، بدر سے مدینہ جاتے ہوئے جو سڑک اَلْوَاسِطۃِ سے ہوتی جارہی ہے۔ اس پر تقریباً ۲۵ کلو میٹر کے فاصلے پہ اَلْحَمراء سے پہلے بائیں طرف ایک کچا راستہ جاتا ہے، اسی پر آگے جاکے ایک پرانا کنواں اور ایک مقبرہ ہے، اس وادی کا نام اَلصَّفِیرَاء ہے۔ یہیں پر جبریل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدر میں فتح و نصرت کی خوشخبری سنائی۔ یہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی بار گزرے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک محبوب صحابی [حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ] کی قبر سے خوشبو آئی، جو یہاں موجود

ہے۔☆ یہاں ایک مسجد بھی ہے۔یہیں پر حضور نبی اکرم ﷺ نے اھل بدر [٣١٣] تین سو تیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرتے ہوئے فرمایا: [اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! ہمیں مدینہ سے نکلتے ہی معلوم ہوگیا تھا کہ] ابوسفیان کا قافلہ تو بچ کر نکل گیا، جس کو قابو کرنے کے لیے تم مدینہ سے نکلے تھے، اب بدر کی طرف مشرکین مکہ لڑائی کے لیے آ رہے ہیں، ان کی طرف جائیں یا واپس جا ئیں؟ جواب میں سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نبی علیہ السلام نے ہر ممکن جنگ کے لیے تیار پایا، ان سے مشورہ کے بعد حضور ﷺ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور اللہ کا سلام اور یہ کلام پہنچایا: اے اللہ کے رسول! اللہ نے آپ ﷺ سے دو وعدے ظاہر فرمائے کہ ان دو وعدوں میں سے ایک پورا ہوگا، (١) قافلہ ہاتھ آئے یا (٢) جنگ میں کامیابی ملے گی۔☆ [چنانچہ قافلہ ہاتھ نہ آیا اور حربی کامرانی کا وعدہ پورا ہونے کے یقین کے ساتھ ہم سب بدر کی طرف رواں دواں رہے۔]

﴿٦٣﴾ ٢ ہجری: اَدنیٰ میاہِ بدر میں جبریل علیہ السلام کی حاضری:

١٦ رمضان۔ ١٧ رذی قعدہ [٢ ہجری] ١٠ رمئی، ٦٢٤ عیسوی، بروز جمعرات: یہ غزوۂ بدر سے ایک دن پہلے کی تاریخ ہے، جس میں ایک جگہ پر نبی محترم علیہ السلام نے پڑاؤ ڈالا، تو ایک صحابی نے مشورہ دیا کہ آگے جانا بہتر رہے گا، حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضرِ خدمت ہو کر ان کے مشورے کی تائید کی، یہ جگہ بدر کی ابتداء میں تھی، اس لیے اس کا ایک نام اَدنیٰ میاہِ بدر اور دوسرا نام حَیُوی ہے۔☆

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حضرت جبریل علیہ السلام اس وقت بھی ہمارے قافلے میں موجود تھے، جب اہلِ لشکر سے مشورہ کیا گیا کہ کہاں خیمے لگائے جائیں؟ چنانچہ ایسی منزل پر پہنچ کر قیام کرلیا گیا، جہاں پانی تھا۔ حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔

اور عرض کی: یَا رسولَ اللہ! یہاں آپ ﷺ نے حکمِ الٰہی کے مطابق قیام کیا ہے یا

مصلحت کے پیش نظر؟

ان کو بتایا گیا: مصلحت کے لیے ایسا ہوا۔

عرض کی: اگر آپ ﷺ اس سے اگلے چشموں پہ قابض ہو جائیں، تب دشمن کے لیے کوئی محفوظ و منفعت بخش جگہ نہ رہے گی، چنانچہ ان کی رائے پہ اس لیے عمل کیا گیا کہ اُن کے مشورے کی تائید میں ایک فرشتہ حاضر ہوا تھا [اس سے یہ بات ہوئی]۔

فرشتہ: اے محمد ﷺ! آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ کو سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے اس ساتھی کا کہنا درست ہے۔ [آنے والے فرشتے کے متعلق میں نے پوچھا: اے جبریل! کیا آپ اس فرشتے کو جانتے ہیں؟

جبریل علیہ السلام: یا رسولَ اللہ ﷺ! آنے والے فرشتے کو [نام سے تو نہیں جانتا] آسمان کے سارے فرشتوں سے واقف نہیں ہوں، اتنی بات ضرور کہہ سکتا ہوں کہ یہ فرشتہ ہے کوئی شیطانی سلسلہ نہیں ہے۔☆

﴿٦٤﴾ ١٧ / ذی قعدہ ٢ / ہجری: بدر مقام میں العریش کے اندر ملاقات:

١٧ / رمضان [بہ کبیسہ شوال ١٧ / ذی قعدہ] ٢ / ہجری، ١١ مئی ٦٢٤ عیسوی، بروز جمعہ: اس تاریخ میں وہ غزوہ بدر شروع ہوا، جس کے لیے چند دن پہلے تین سو تیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ سے چلے اور درمیان میں "ذفران" میں رکے تھے۔ بَدَرْ: ایک کنویں کا نام ہے، مدینہ منورہ سے تقریباً ١٥٥ کلو میٹر اور مکہ سے ٣١٠ / کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔☆ یہاں اسلام اور کفر کا اہم ترین معرکہ لڑا گیا، جس میں حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ کے رسول ﷺ کے اس چھپر میں حاضری دی جس میں آپ ﷺ محوِ دعا تھے، نبی اکرم ﷺ نے ان کے کہنے پر اپنے اسی "اَلْعَرِیْش" یعنی چھپر سے نکل کر مشرکین پر مٹی پھینکی جو ان کی آنکھوں میں گئی۔ اسی جگہ حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! خوش ہو جاؤ! جبریل اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے، عمامہ سر پہ باندھے آئے ہیں، ان کے دانتوں پہ لگے غبار کو میں اپنی

آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

حضور نبی محترم علیہ السلام فرماتے ہیں، معرکہ بدر شروع ہوا۔:

جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ مٹی لیجئے اور اسے مشرکین کی طرف پھینک دیجیئے! چنانچہ [میں نے عریش سے نکل کر اسے پھینکا، مشرکین میں سے ہر شخص کی آنکھوں، ناک اور منہ میں وہ خاک اللہ تعالیٰ نے پہنچادی، اب تو مشرکین آگے بڑھنے کی جگہ پیچھے بھاگنے لگے۔

ابلیس: [بھاگنے لگا جوان کے ساتھ سراقہ بن مالک عرب جنگجو کی صورت بنا کر آیا ہوا تھا، اس نے فرشتوں کی آمد کا اور کفار کے منہ میں جاتی مٹی کا نظارہ کیا، تو بھاگ کھڑا ہوا۔

مشرکین: [ابلیس سے] کہاں جاتے ہو؟ [اب تو معرکہ گرم ہوا ہے، تمہارے مشوروں کی ضرورت ہے]

ابلیس: إِنِّي أَرَى مَا لاَ تَرَوْنَ إِنِّيَ أَخَافُ اللهَ وَاللهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ☆

ترجمہ: میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، میں ڈرتا ہوں، اللہ سے اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔☆ قرآن میں اللہ نے فرمایا: اے نبی! جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹی پھینکی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں، دراصل اللہ نے [ان کے چہروں تک پہنچائی، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ کی مٹی در حقیقت رب نے] پھینکی ہے۔☆

میں نے دیکھا کہ: بدر میں [دیگر فرشتوں کے ساتھ دو بڑے فرشتے بھی حاضر ہوئے] حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں سے ایک کے ساتھ حضرت میکائیل علیہ السلام اور دوسرے کے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔☆ انہوں نے اپنے گھوڑے کو تھاما ہوا ہے اور وہ لڑائی کے لیے ہتھیار سجائے ہوئے ہیں۔☆ یہاں اللہ کی نصرت ہوئی اور فتح حاصل ہوگئی۔

جبریل علیہ السلام کہنے لگے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرکاء بدر صحابہ رضی اللہ عنہم کو کیسا سمجھتے ہیں؟

میں نے کہا: تمام مسلمانوں میں افضل۔

فرمانے لگے: اسی طرح ہم آسمان والے شریکِ بدر فرشتوں کو سب سے بڑے

مرتبے والے سمجھتے ہیں۔☆

﴿۶۵﴾ ۲-۳ ہجری منبر رسول ﷺ کے قدموں میں حاضری:

شعبان بہ کبیسہ شوال ۲ ہجری، مارچ ۶۲۳-۶۲۴ عیسوی: روزوں کی فرضیت [یعنی شوال ۲ ہجری، مارچ، اپریل ۶۲۴ عیسوی] کے بعد آنے والا یہ پہلا رمضان ہے جو ۳ ہجری میں آیا، ممکن ہے اسی میں یہ واقعہ ہوا کہ جبریل علیہ السلام نے منبر کے قریب حاضر ہو کر تین اعمال کی اہمیت واضح کی جن کا تعلق رمضان سے بھی ہے۔ پہلے اس جگہ کا تعارف پیشِ خدمت ہے۔

منبر نبوی ﷺ:

مسجد نبوی ﷺ کی مرکزی جگہ، جہاں سے اٹھنے والی آواز بلند تر ہوتی گئی اور صورِ اسرافیل تک جاری رہے گی، مذکورہ تاریخوں میں اس منبر کی ابتداء کے شواہد ملتے ہیں، حضرت جبریل علیہ السلام کو کئی بار اس کے پاس دیکھا گیا۔ آج کل جو منبر شریف ہے، وہ عثمانی سلطان مراد خان مرحوم کا بنایا ہوا ہے، شاہ فہد مرحوم کے دور میں اس کی یہ موجودہ آرائش ہوئی ☆ اس منبر سے اسلام کی بہت سی یادیں وابستہ ہیں یہاں روح الامین علیہ السلام سے متعلق صرف ان دو واقعات کا ذکرِ خیر کیا جاتا ہے، جن میں ان کا اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کا مکالمہ ہوا، یہ واقعہ بہت ہی دل چسپ ہے، اس کا انداز منفرد اور تعلیم گاہ میں طلبہ اسلام کے لیے جداگانہ تفہیمی اسلوب ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

میں منبر پہ [خطبے کے لیے چڑھ رہا تھا میرے سامنے روح القدس علیہ السلام حاضر ہوئے اور ان سے اس طرح ہم کلامی ہوئی کہ میں نے منبر کی پہلی سیڑھی پہ] قدم رکھا تو انہوں نے بددعا کی اور میں نے آمین کہی، اسی طرح دوسری اور تیسری سیڑھی پہ ہوا]۔

حضرت جبریل علیہ السلام: اے محمد! وہ آدمی ہلاک ہو جائے جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر ہو اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ پڑھے۔

میں نے کہا: آمین [ایسا ہی ہو جائے، یہ کہہ کر میں دوسری پہ آیا تو وہ پھر سامنے آئے]۔

جبریل علیہ السلام: وہ شخص برباد ہو، جس کو رمضان کا مبارک مہینہ مل جائے اور وہ اس کے روزے رکھ کر اور استغفار کر کے اپنے لیے اس ماہ میں بھی بخشش نہ کروائے۔

میں نے کہا: آمین! اس کے بعد جب تیسرے درجے پہ آیا۔

جبریل علیہ السلام: جسے بوڑھے والدین ملیں اور یہ خدمت کر کے جنت میں نہ جا سکے، وہ بھی برباد ہو جائے۔

میں نے کہا: آمین! ☆

[**ملاحظہ**: منبر پر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہوتے تو تب بھی یہ فرشتۂ رحمت آ جایا کرتے تھے۔ عنوان نمبر ۴ میں ایک اور واقعہ اس کے ثبوت کے لیے دیکھیے۔

﴿٦٦﴾ ہم خُدّام فرشتوں نے ابھی ہتھیار نہیں اتارے:

منبرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کی کتنی سچائیوں کا گواہ اور اخبارِ جبریل کا امین ہے، یہاں ایک واقعہ یہ ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ خندق سے کامیاب واپسی پر مدینہ شہر میں پہنچے، تو جبریل نے اسی منبر کے قریب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کے امر اور نئی جنگی حکمتِ عملی سے آگاہ کیا۔ [تفصیلات کے لیے عنوان نمبر ۸۵ کا مطالعہ کیجیے!] حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ہم غزوۂ خندق سے واپس ہوئے، سواریوں سے اترے اور اسلحہ وغیرہ اتار ہی رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں مسجد [نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] کے منبر کے قریب نظر آئے، وہ اپنے چہرے سے غبار کو صاف کر رہے تھے، مجھے دیکھا تو کہنے لگے۔

اے محمد! [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]! آسمان کے فرشتوں نے تو ابھی اسلحہ نہیں اتارا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیوں اُتار دیا ہے؟ [اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرماتے ہیں کہ] بنو قریظہ کی طرف چلیے!

میں نے کہا: میں ان سے کیسے جنگ کروں گا، جبکہ وہ تو اپنے قلعہ میں محفوظ ہوں گے؟

حضرت جبریل علیہ السلام: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خروج کیجیے! میں ان کو گھڑسواروں اور پیادوں کے ذریعے روند ڈالوں گا، اور ان کو قلعے سے باہر نکال کر رہوں گا۔ پھر ایسا ہی ہوا اور اللہ نے خصوصی مدد فرمائی۔☆

ملاحظہ: واقعے کا کچھ حصہ عنوان ۸۵ میں ہے۔

﴿٦٧﴾ رمضان ۳ رہجری، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے "استوانہ سریر کے پاس:

شعبان بہ کبیسہ شوال ۲ رہجری، مارچ، اپریل، ۶۲۴ عیسوی: اس سال رمضان کے روزے اور اواخر ۲ ہجری میں اپریل رمئی عید الفطر کی نماز فرض ہوئی، اس مناسبت سے اعتکاف، رمضان کے روزوں اور عیدین کے متعلق حضرت جبریل علیہ السلام کے وہ چند مکالمات لکھے جاتے ہیں، جن کا تعلق ان امور سے ہے، اس کے ساتھ ہی اعتکاف کی وہ مخصوص جگہ متعارف کروائی جاتی ہے، جو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ ہے۔

اُسْتُوانَۃ السَّرِیْر:

یہ روضۂ مبارکہ کی غربی دیوار کے ستونوں میں سے ایک کا نام ہے، اس کے قریب والی جگہ اندر روضۂ مبارکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک ہے اور اس کے مسجد والے حصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق اعتکاف کی اس رات میں یہیں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر لگا ہوا تھا، جب جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام و پیغام الٰہی سناتے ہوئے فرمایا: شب قدر [رمضان کے پہلے عشرے میں نہیں] آگے ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید دس دنوں یعنی بیس رمضان تک کا اعتکاف کیا، لیکن جبریل علیہ السلام نے پھر آ کر کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مطلوبہ نعمت اگلے یعنی آخری عشرہ میں ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اگلے یعنی آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا۔☆

﴿۶۸﴾ ۱۰/ذی الحجہ [۳ ہجری] مَسْجِدُ الْغَمَامَۃ کی جگہ جبریل کی حاضری

۱۰/ذی الحجہ ۳/ہجری، جولائی ۶۲۴ عیسوی: اس تاریخ کی مناسبت سے حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد اور مسجد الغمامہ کا تعارف اس لیے ضروری ہے کہ اس جگہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آخری سالوں میں عید کی نماز پڑھایا کرتے تھے، اور عید الاضحیٰ اس عید الفطر کے بعد پہلی عید ہے، جو سب سے پہلے یہاں پڑھی گئی ہے، یہ جگہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنوب مغرب میں ۳۰۵ میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔☆

حضور نبی مکرم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: عید کے دن جبریل علیہ السلام سے میری یہ گفتگو ہوئی:

میں نے کہا: اے جبریل علیہ السلام! آپ نے ہماری عید کو کیسا پایا اور قربانی کا عمل کیسا لگا؟

حضرت روح الامین: میں نے دیکھا کہ [جیسے اللہ تعالیٰ] اور فرشتے اس بات پر فخر فرما رہے [ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت نے روزے، صدقات اور نمازوں کے ذریعے اللہ کو راضی کر لیا، ایسے ہی] انہوں نے قربانی کا عمل کیا، اس عمل کے لیے آسمانوں پر فخر کیا جا رہا ہے۔☆ اور جب عید گاہ میں روزہ دار جاتے ہیں تو اللہ فرماتے ہیں کہ: میرے ان بندوں نے بندگی کر کے [مجھے خوش کیا، اب یہ] آئے ہیں، میری رحمت کی امید رکھتے ہیں اور بخشش کے طالب ہیں [اس کے بعد اعلان ہوتا ہے] اے لوگو! بخشے بخشائے ہوئے گھروں کو چلے جاؤ!۔☆

﴿۶۹﴾ صفر ۳/ہجری: بیت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے متعلق واقعے پر جبریل کی آمد

اواخر ذی قعدہ، اوائل ذی الحجہ ۲ ہجری اواخر صفر ۳/ہجری، اگست۔ ۶۲۴ عیسوی: یہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے نکاح کا زمانہ ہے، نزولِ جبریل کا یہ واقعہ ان کے نکاح کے بعد

کا ہے، اس مناسبت سے ان کے گھر کا ذکر ضروری ہے۔ حُجرہ مقدسہ کی مشرقی شمالی سمت میں جو سبز دروازہ ہے، یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی علامت ہے، اس گھر کے قرب و جوار میں سیدنا جبریل علیہ السلام کثرت سے آتے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں فقر و فاقہ رہتا تھا، اس کے باوجود سخاوت کا یہ واقعہ نزولِ جبریل کا ذریعہ بنا، اس لیے تقریبی توقیت اس کی اوپر لکھی گئی، اس کی مناسبت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقرِ اختیاری کا ایک قصہ بھی لکھا گیا ہے، جو کسی بھی سال کا ہو سکتا ہے۔

حضور خاتم النبیین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے سلام کیا [اور اللہ کا پیغام پہنچایا، ہمارے درمیان یہ مکالمہ ہوا:]

جبریل: اے محمد! یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت کے لیے بڑی خوشی کا پیغام ہے۔

میں نے کہا: کیا ہے، اے جبریل!

فرمایا: یہ آیت ہے: وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا☆

ترجمہ: اور کھلاتے ہیں کھانا اس [اللہ] کی محبت پر محتاج کو، یتیم اور قیدی کو [کھلانے کے ساتھ] وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم جو تم کو کھلاتے ہیں، سو خالص اللہ کی خوشی چاہنے کو، نہ تم سے ہم چاہیں بدلہ اور نہ چاہیں شکر گزاری۔

حضرت جبریل: اے محمد! لو یہ آیتیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان والوں کے متعلق اتری ہیں [یہ ان کے اس ایثار و قربانی کا نتیجہ ہے، جس کا مظاہرہ گذشتہ ایام میں یہ ہوا] حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا [آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی] نے کئی دن روزوں اور فاقوں کے بعد کھانا تیار کیا، اہلِ بیت جیسے ہی کھانے کے لیے تیار ہوئے، اچانک ایک مسکین دروازے پہ آ کر یہ دستک دینے لگا:

اے اہلِ بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں ایک مسکین ہوں، امتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرد ہوں، بھوکا ہوں، مجھے کھانا کھلاؤ، اللہ تمہیں جنت کے کھانے کھلائے!

حضرت علی رضی اللہ عنہ: نے آواز سنی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کہا: اے فاطمہ! اے سب سے بہتر انسان [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] کی بیٹی! اے فضیلت ویقین والی! اے فاطمہ! تو دیکھتی نہیں کہ ہمارے دروازے پہ ایک ضرورت مند بھوکا رو رہا ہے۔ وہ اللہ سے شکوہ کرتا ہے اور ہم سے بھوک اور غم میں مدد چاہتا ہے۔ اس کے بعد [اہلِ بیت نے وہ کھانا خود نہ کھایا، خود بھوکے رہے اور] فقیر کو عنایت کر دیا، تو اللہ نے ان کی شان میں ان آیات کا نزول کیا۔ ☆

﴿٧٠﴾ یہ فقر ہی مجھے اپنے اور اہلِ بیت کے لیے پسند ہے:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر والوں کے حالات میں دنیا اور اس کی نعمتوں کی کمی اور عمومی گزر اوقات کی اشیاء کا نہ ہونا کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رکھتا ہے، اس سلسلے میں ان کے صبر وشکر کے بیان سے متعلق بھی جبریل علیہ السلام کا نزول ہوتا رہتا تھا، اس سے اگلا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا ہے، جس کو گذشتہ عنوان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقر اختیاری کا نام دیا گیا ہے، اسے یہاں فقر اہلِ بیت کی مناسبت سے لکھا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الکائنات فرماتے ہیں:

ایک فرشتہ: [جبریل علیہ السلام کی موجودگی میں] حاضر ہوتا ہے، یہ جنت کا نگران "رضوان" ہے۔

رضوان عرض کرتا ہے: اے محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]! اللہ تعالیٰ سلام کہتے ہیں اور یہ صندوق ہے [جو میں اس کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا ہوں، میں نے اسے دیکھا تو] اس میں سے نور کی شعائیں باہر آ رہی تھیں، اس نے عرض کی: یہ دنیا کے خزانوں کی چابیاں ہیں [اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو قبول کر لیں تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان نعمتوں میں ذرا بھی کمی نہ آئے گی، جو آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہیں۔

جبریل علیہ السلام: [جو ساتھ ہی موجود تھے میں نے ان کی طرف] مشورہ طلب نظروں سے دیکھا تو انہوں نے مجھے تواضع کرنے کا اشارہ کیا۔

میں نے کہا: اے رضوانِ جنت! مجھے ان چابیوں کی ضرورت نہیں ہے، وہ فقر ہی

مجھے محبوب ہے [جس کی وجہ سے] میں اللہ کا شکر گزار بندہ بن کے دنیا میں رہوں۔

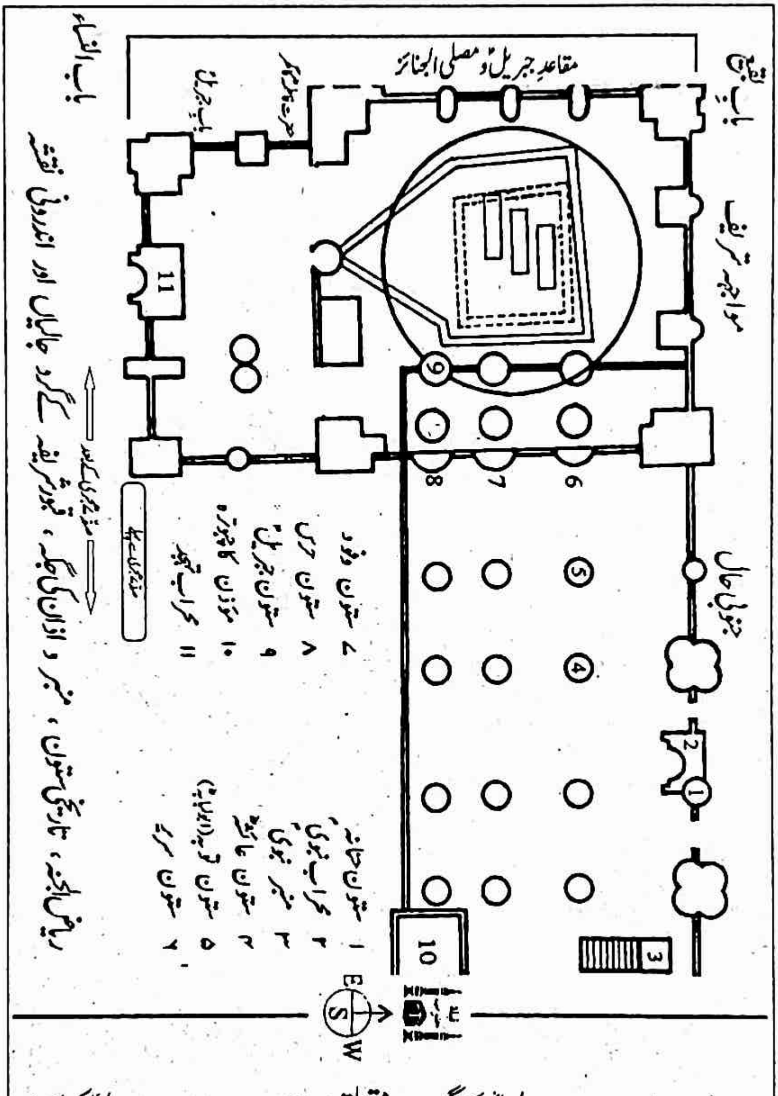
رضوانِ جنت: آپ ﷺ نے بالکل درست فیصلہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے لیے کافی ہیں [پھر اس نے یہ آیت نازل کی: تَبَارَكَ الَّذِي إِن شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّن ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَل لَّكَ قُصُورًا ☆ ترجمہ: بڑی برکت ہے اس کی جو چاہے کردے، تیرے واسطے، اس سے بہتر، باغ ہیں، ان کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور کردے تیرے واسطے محل۔

﴿۱۷﴾ آپ ﷺ سب نبیوں کی صفات والے ہیں:

جن ایام میں اہلِ بیت پر فقر کا غلبہ تھا یہ ان دنوں کی بات ہے کہ بطورِ طنز مخالفین اسلام نے کہا: مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ ☆ ترجمہ: اس رسول کو کیا ہوا یہ کھانا کھاتا ہے؟ [اس جملے سے میرا بہت دل دکھا تو وحی آئی]۔

جبریل علیہ السلام نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ پر سلام ہو، اللہ نے آپ ﷺ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے: وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ☆ ترجمہ: ہر رسول ہی ہم نے ایسا بھیجا ہے وہ سب کھانا کھاتے ہیں اور [اپنی اور مخلوقِ خدا کی ضروریات کے لیے] بازاروں میں بھی جاتے ہیں۔☆

[انہوں نے بظاہر آپ ﷺ پر اعتراض کیا ہے درحقیقت اعتراف کیا ہے کہ آپ ﷺ سب نبیوں کی شان رکھتے ہیں۔]



اوپر صفحات میں حضرت فاطمہؓ کے گھر سے متعلق واقعات پر حضرت جبریلؑ کی آمد کا ذکر ہوا، نقشہ ہٰذا میں ان کے گھر کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ مقاماتِ جبریلؑ کی مختلف جگہوں کی علامات کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ روضۂ رسولؐ کے متصل یہ مقامات اس کتاب کی فہرست نمبر 4 کی مدد سے کتاب میں ضرور دیکھیں۔

باب ⑦:

جنّتُ البقیع، مدینہ کی ٦ مساجد اور دو پہاڑوں پر جبریل علیہ السلام سے ملاقات

[وسط ۳ تا ۵ ہجری، از عنوان: ۷۲ تا ۸۳۔ مضامین کے حوالے کتاب کے آخر میں ہیں]

﴿۷۲﴾ ۱۴ر شعبان ۳ ہجری، جنّت البقیع میں جبریل کی حاضری:

۱۴ر شعبان ۳ ہجری ۲۷، فروری ۶۲۵ عیسوی ممکنہ پہلی شب براءت: ان تاریخوں میں پہلی شبِ براءت کا یہ امکان اس لیے ہے کہ گذشتہ سال یعنی ۲ر ہجری شوال کے مہینے میں صیامِ رمضان فرض ہوئے، اس شب براءت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبریل امین کی ملاقات جہاں ہوئی اسے جَنّۃُ الْبَقِیْع کہتے ہیں، اس کے اندر جہاں کھڑے ہو کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصف شعبان [شبِ براءت] میں اُمت کی بخشش کی دعا کی، اسے "مَوقَفُ النَّبِی" کہا جاتا ہے، اس جگہ پر چھوٹی سی مسجد تھی [جواب منہدم کر دی گئی ہے] حضرت شاہ عبد الحق دھلوی رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے اکابر نے اس کی زیارت کی ہے] یہ جگہ دارِ عقیل بن ابی طالب کے قریب بَابُ الدّار سے ملتی تھی۔ ☆

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

یہ شعبان کی پندرہویں رات تھی، جب میں نے سجدے کی حالت میں اللہ سے مغفرت کی درخواست کی یہیں پر جبریل علیہ السلام ملے اور یہ گفتگو ہوئی:

حضرت جبریل: اے محمد! [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] اس رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی وجہ سے

اُمت کا تہائی حصہ بخش دیا گیا ہے [لیکن جب دعا میں مزید اضافہ کیا گیا تو دوسری بار نازل ہو کر عرض پیرا ہوئے ۔اے محمد ﷺ! آپ ﷺ کی آدھی امت کو معاف کر دیا گیا ہے، میں اس بشارت کے باوجود بھی اللہ سے مغفرت مانگتا رہا، امت کے لیے مزید دعائیں مانگیں تو جبریل علیہ السلام تیسری بار آئے اور فرمانے لگے: اب آپ ﷺ کی ساری اُمت کو جہنم سے آزادی دے دی گئی ہے، مگر جن سے حقوق کا مطالبہ کرنے والے کچھ لوگ ہوں گے، ان کو اس وقت تک معاف نہیں کیا جاسکتا ہے، جب تک کہ صاحب حقِ معاف نہ کریں [اب رات کافی گزر چکی تھی لیکن میں نے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھا، اللہ سے گزارش کی: کہ اے اللہ! اس معاملے میں کچھ نرمی ہو جائے تب] علی الصبح [چوتھی بار] روح الامین حاضر ہوئے اور عرض کی: اے محمد [ﷺ] اللہ تعالیٰ نے ضمانت لی ہے کہ وہ آپ ﷺ کی اُمت سے مطالبہ کرنے والوں کو اپنے فضل واحسان اور اپنی رحمت سے خوش کر دے گا۔ [جس کی وجہ سے حقوق العباد کی معافی بھی ہو جائے گی] اللہ کے اس فرمان کے بعد میرا دل مطمئن ہو گیا۔☆

ایک دن میرے لیے اللہ نے ایسی خوشخبری بھیجی کہ جس نے مجھے مزید خوش کر دیا، اس نے جبریل علیہ السلام کو بھیجا، انہوں نے یہ پیغام دیا: اے محمد [ﷺ]! اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو سلام کہتے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی خاطر آپ ﷺ کی اُمت سے بھول کر گناہ ہو جانے کے عمل کو بھی اور غلطی سے یا حالتِ جبر میں ہونے والے جرم کو بھی معاف کر دیا ہے۔☆ مضمون کی مزید وضاحت کے لیے عنوان نمبر ۷۸ اور ۷۹ کو اور عنوان نمبر ۸۳ کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔

﴿۷۳﴾ محرم ۴ ہجری: کوہِ اُحد کے دامن میں جبریل کی حاضری:

۱۱ شوال ۱۱ محرم ۴ ہجری ۲۲ جون ۶۲۵ عیسوی بروز ہفتہ: یہ غزوہ احد سے فراغت کی تاریخ ہے، اس میں لڑائی کے دوران اور اس جنگ کے بعد سیدنا جبریل علیہ السلام کی حاضری کے واقعات معروف ہیں ہم یہاں دو کا ذکر کرتے ہیں، احد پہاڑ جس کے قریب یہ غزوہ

ہوا مسجد نبوی ﷺ سے ۴ کلو میٹر دور ہے۔ انتہائی بلندی ۳۰۰ میٹر، متبرک اور تاریخی مقام ہے، اس جنگ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سمیت ۷۰ صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، کچھ شہداء وہیں مدفون اور بعض جنت البقیع میں محوِ آرام ہیں، کفار نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے بے رحمی سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا، اس مناسبت سے حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جنگِ اُحد میں بھی جبریل علیہ السلام ہمارے ساتھ تھے۔☆[مشرکین نے حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے ناک کان کاٹ دیے تھے، میں نے ان کے جسدِ مبارک کے پاس کھڑے ہو کر یہ کہا تھا: اے چچا! اللہ آپ پر رحم کرے! آپ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ صلہ رحمی کرنے والے، بہت زیادہ بھلائیاں کرنے والے تھے، آپ کے لواحقین و پس ماندگان کا غم نہ ہوتا تو میں آپ کے جسم کو [بغیر تدفین کے] اسی طرح چھوڑ دیتا تاکہ روزِ قیامت آپ کے جسم کے ٹکڑے [درندوں اور جانوروں کی] افواج کے مونہوں سے نکلتے۔ اس دوران یہ بھی کہا کہ چچا کے بدلے میں ۷۰ کافروں کے ناک، کان کاٹوں گا۔ اس جملے کے بعد ایک بار پھر حضرت جبریل آئے اور کہا: اے محمد ﷺ! اللہ فرماتے ہیں۔

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُواْ بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ☆ ترجمہ: اور اگر بدلہ لو تو بدلہ لو اس قدر جس قدر کہ تم کو تکلیف پہنچائی جائے۔☆

اسی معرکہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بہادری کے جوہر دکھائے تو میں نے کہا: علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں، یہ سن کر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں تم دونوں سے ہوں۔☆

﴿۴۷﴾ جمادی الاولیٰ ۴ ہجری، اَلمَھد سے جبریل کی پیغام رسانی:

۲۰ صفر ۴ ہجری ۲۰/ جمادی الاولیٰ ۴ ہجری، ۲۸/ اکتوبر ۶۲۵ عیسوی، بروز پیر: یہ تاریخ ہے، اس عظیم واقعہ کی، جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سیدنا حضرت محمد کریم ﷺ نے اپنے

ستر حُفّاظ وقرّاء صحابہ رضی اللہ عنہم کو اہلِ نجد کی خواہش پر، تعلیم اور دعوتِ اسلام کے لیے بھیجا، یہ صحابہ رضی اللہ عنہم بئر معونہ کے پاس ٹھہرے اور ان کو شہید کر دیا گیا، یہاں حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور ان شہداء کے احوال کی خبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دی، آج اس علاقے کا نام اَلْمَهْد ہے، یہ جگہ مدینہ منورہ سے ۱۳۰ کلو میٹر اور دوسرے راستے سے ۱۵۰ رکلو میٹر کے فاصلے پر ہے، یہاں وادی نضیر الرّیان [شعیب فرجہ] میں قدیم کنواں ہے، جدید تحقیق کے مطابق یہی بئرِ مَعُونہ ہے۔☆

اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کو شہید کر دیا گیا تھا، اُن کی روحیں جب جنت میں پہنچیں تو انہوں نے اللہ سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ کسی طرح ان کی شہادت کی خبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہنچ جائے؟ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھیوں [شہداء بئرِ معونہ] کا یہ پیغام ہے: قَدْ لَقُوْا رَبَّهُمْ فَرَضِيَ عَنهُمْ وَاَرْضَاهُمْ کہ وہ اپنے رب سے جا ملے، اللہ ان سے خوش ہوا اور ان کو اتنا دیا کہ وہ راضی ہو گئے۔☆

﴿۷۵﴾ رمضان ۵ رہجری: ہجرہ روڈ پر اَلْبَیْدَاء میں حاضری:

یکم جمادی الاولیٰ ریکم رمضان ۵ رہجری، ۲۵ رجنوری ۶۲۷ رعیسوی بروز اتوار: یہ غزوۂ مریسیع سے واپسی کی تاریخ ہے، اسی مراجعت میں حضرت جبریل علیہ السلام نے اَلْبَیْدَاء [ذاتُ الجَیْش] مقام پر خدمتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضری دی، جو مدینہ منورہ کے جنوب مغرب میں مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ۹ رکلو میٹر کے فاصلہ پر صحراء میں ہے، ذُو الحُلیفہ [ابیارِ علی رضی اللہ عنہ] کے بعد یہ علاقہ شروع ہوتا ہے، یہاں آج کل مدینہ طیبہ کا ٹیلی ویژن سٹیشن ہے، اس کے بعد مکہ کی جانب ذَاتُ الجَیْش کا علاقہ شروع ہوتا ہے، یہ نام اس کا اس لیے ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی موجودگی میں یہاں ایک لشکر خیمہ زن ہوا تھا، اس کا نام اَلمُفَرِّحَات اس لیے کہ زائرین مدینہ یہاں پہنچ کر روحانی فرحت محسوس کرتے ہیں کہ ”یارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم“ قریب آ گیا

ہے۔☆ یہی وہ بابرکت جگہ ہے، جہاں حضرت جبریل علیہ السلام اس اُمت کے لیے تیمم کی بشارت پہ مبنی آیت لے کر حاضر ہوئے، اس سلسلے میں حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

تمہیں [نماز، دیگر عبادات، وضو اور] تیمم اس طرح سکھاتا ہوں، جیسے حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے سکھایا، جب غزوہ بنو مصطلق سے واپسی میں "اَلْبَیدَاء" مقام پر ٹھہرے، نماز کا وقت ہوا، پیاس نے بھی ستایا اور پانی بھی موجود نہ تھا، تو قافلے والے پریشان ہوئے تو جبریل نے مجھے] تیمم کا طریقہ سکھایا۔☆ آیت تیمم کی روشنی میں کہا گیا کہ] فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ترجمہ: پاکیزہ مٹی کو اپنے ہاتھوں اور چہروں پہ مل لو!☆

﴿۷۶﴾ یکم رمضان ۵ رہجری: مدینہ منورہ میں حاضری:

یکم جمادی الاولیٰ یکم رمضان ۵ رہجری، ۲۵ رجنوری ۶۲۷ عیسوی بروز اتوار:

غزوہ مریسیع سے واپسی پر اس واقعہ کے متعلق مدینہ منورہ میں حاضری ہوئی، جس کا وقوع اس سفر کے دوران ہوا تھا، یہ تاریخ جو اوپر لکھی گئی، غزوہ سے واپسی کی ہے، پس منظر یہ ہے کہ مہاجرین کی قربانیوں، نیک اعمال اور اخلاص کی وجہ سے دن بدن ان کی عزت وتوقیر میں اضافہ ہو رہا تھا، مدینہ والے ان کو بڑی وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے، جس کی وجہ سے منافقین کو ان سے طبعی نفرت ہو چلی تھی، اس غزوہ میں منافقین بھی تھے، اس لیے ان کے سردار نے جو گستاخانہ باتیں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنائیں، اس کے جواب میں حضرت جبریل علیہ السلام ایک پوری سورت لے کر حاضر ہوئے، حضور سید المرسلین علیہ السلام فرماتے ہیں:

غزوہ مریسیع میں کامیابی منافقین [کو بھلی نہ لگی اور نہ مہاجرین کی اہلِ اسلام میں عزت وتوقیر کو وہ برداشت کر سکے، تو ان] کا سردار ابن ابی بولا: ہم [مدینہ میں رہنے والے] معزز لوگ ہیں، جب ہم شہر میں پہنچ جائیں گے، تو ان ذلیل لوگوں کو باہر نکال دیں گے۔ اس کے اس فسادی جملے کی مجھ تک اطلاع پہنچ گئی تو اس نے اپنی غلطی کو تسلیم نہ کیا اور صاف انکار کر دیا، اس

کے جھوٹ کو واضح کرنے [اور میرے مخلص و محب صحابہ رضی اللہ عنہم کی تائید و حمایت اور دلی تسلی] کے لیے جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: اے محمد! اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا اور فرمایا ہے کہ ابن ابی جھوٹا ہے اور جس لڑکے [حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ] نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی شرارت کی خبر پہنچائی وہ سچے ہیں۔ ☆

﴿۷۷﴾ جبل ذباب پر جبریل علیہ السلام کی ملاقات:

۱۰ جمادی الاخری / ۱۰ / شوال [۵ ہجری] ۵ / مارچ بروز جمعرات سے ۱۵ / شوال [۵ ہجری] ۱۰ / مارچ ۶۲۷ عیسوی روز جمعہ تک: غزوۂ احزاب کے لیے خندق کی کھدائی ان مذکورہ ۶ روز میں مکمل ہوئی، اس دوران حضرت جبریل علیہ السلام کی حاضری کئی بار ہوئی، اس مقام سے جڑے ہوئے دو واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے، جن کی مناسبت سے روح القدس کے نزول کی جگہوں کا تعارف بھی پیش کیا جاتا ہے، وہ یہ ہے۔

مَسجِدُ الفتح:

[مَسجِدُ الاَحزَابِ] یہ دو نام اس مسجد کے ہیں جہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مستقل خیمہ تھا، یہیں سے سارے کام کی نگرانی آسان تھی، یہ پہاڑ اونچائی پہ ہے، اس لیے اس کو مَسجِدُ الاَعلٰی بھی کہتے ہیں۔ اس جگہ درج ذیل بشارت سنانے کے لیے روح الامین آئے۔

جَبلُ الذُّباب، مَسجدُ رَایة:

خندق کافی لمبی تھی، اس لیے اس میں ایک اور پہاڑ جبل ذباب بھی آجاتا ہے، اب اس کے اوپر وہاں مسجد رایۃ ہے، جو نبی علیہ السلام کے خیمے کی جگہ بنائی گئی، یہیں سے نیچے اتر کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آئے اور یہ واقعہ ہوا کہ ایک چٹان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے توڑا، جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے ٹوٹ نہیں رہی تھی۔ [جبریل علیہ السلام کی آمد کا واقعہ آگے آرہا ہے۔] مدینہ طیبہ سے باہر اس شہر کی حفاظت کے لیے جو خندق کھودی جارہی تھی، اس کے اندر ایک چٹان نہ ٹوٹ سکی، جب میں

نے [اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی درخواست پر اسے توڑنا شروع کیا تو اس میں سے روشنی نمودار ہوئی] پہلی ضرب لگائی تو اس میں چنگاریاں نکلیں، جن سے ماحول روشن ہوگیا اور مجھے اس روشنی میں حیرہ کے محلات اور مدائن کسریٰ دکھائی دیے۔ یہاں حضرت جبریل علیہ السلام سامنے آئے اور کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ان مقامات پر غالب آئے گی۔ میں نے دوسری ضرب لگائی، مجھے اس کی روشنی میں قصورِ اَحمر اور ارضِ رُوم نظر آ گئے۔

جبریل علیہ السلام سامنے آئے اور عرض کی: اے محمد! اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو یہاں تک فتح نصیب کریں گے۔ اب تیسری بار صَنعاء کے محلات دیکھے گئے اور جبریل علیہ السلام نے فتح کی خوشخبری سنائی کہ میری امت کی حکومت میں یہ علاقے بھی آئیں گے۔

﴿۷۸﴾ جبلِ ثواب، کہف [بنی حرام] میں حاضری:

۱۰ر جمادی الاخری ۱۰ر شوال ۵ر ہجری سے ۱۵ر شوال ۵ر ہجری تک قمری تاریخوں کے مطابق غزوۂ خندق کا عظیم الشان معرکہ رہا، ان تاریخوں کے قریب یا ان کے بعد نزولِ جبریل کا یہ واقعہ ہوا جو درجِ ذیل مضمون میں ہے۔

کھفِ بَنِیْ حَرامْ:

بنو حرام کی گھاٹی کے قریب یہ غار تھی، غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت نبی محترم علیہ السلام اس میں بھی قیام فرما رہے۔

۱۔ اس غار کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان ایام میں رات گزارتے تھے، جب خندق کھودی جا رہی تھی۔

۲۔ اس غار کے قریب وہ نشان موجود ہے، جہاں سے نبی علیہ السلام نے معمولی کھدائی کی تو بطورِ معجزہ چشمہ جاری ہوا، جو صدیوں امت کی پیاس بجھاتا رہا۔

۳۔ اسی غار میں طویل سجدہ ادا کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں مدینہ [کے جبل ثواب] کے غار [کہف بنی حرام] میں طویل سجدے کے بعد محوِ دعا تھا کہ روحُ الامین حاضر ہوئے [اور ہمارے درمیان یہ مکالمہ ہوا:]

جبریل علیہ السلام: اے محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کہلوایا ہے اور یہ سوال کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اُمت کے لیے میرا کون سا کام محبوب ہے؟

مَیں نے کہا: اللہ جل جلالہ ہی بہتر جانتے ہیں۔

جبریل علیہ السلام: چلے گئے اور ایک بار پھر حاضر ہو کر یہ عرض کرنے لگے: اللہ نے فرمایا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناخوش نہیں کیا جائے گا۔ [یہ سن کر اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے میں] سجدے میں چلا گیا [میں اس نتیجے تک پہنچا ہوں کہ] اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کے لیے سجدے سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔ ☆ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ مجھے اَلتَّبِعات یعنی ان حقوق کی ادائیگی میں مدد فرمائے جو ایک بندے پر دنیا میں رہتے ہوئے لاگو ہوتے ہیں اور ان کے متعلق روزِ قیامت پوچھ بھی ہوگی۔ ☆ جواب نفی میں ملا، جب دوسرا دن ہوا تو، جبریل امین میرے پاس حاضر ہوئے، اللہ کا سلام پہنچایا اور کہا: اے محمد! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اَلتَّبِعات [کے متعلق بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکرمند نہ ہوں ان کے بدلے کا میں خود ضامن ہوں، اپنے پاس سے [آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلقین کے حقوق مختلف انعامات کے ساتھ] ادا کروں گا۔ ☆ ملاحظہ: اس مضمون کی تائید کے لیے عنوان نمبر ۷۲ دیکھیے۔

﴿۷۹﴾ اُمّت کا ایک کثیر حصہ بے حساب جنّت میں جائے گا:

اللہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی عبادت، ریاضت، اخلاص فی الدین اور نہ معلوم کن کن صفات کی وجہ سے خوب نوازا، ایک نوازش یہ ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لیے مغفرت و بخشش کے اعلانات فرمائے، تاکہ ان کا جی خوش رہے، مذکورہ واقعہ کی طرح اور بہت سے حالات ایسے پیش آئے کہ جیسے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکرمند ہوئے، دعا و التجا کی یا دل میں کوئی

خواہش پیدا ہوئی تو فوراً جبریل علیہ السلام نے آ کر اچھی خبر دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل شاد کر دیا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ایک دن جب میں اُمَّتِي اُمَّتِي [میری امت، میری امت] کہہ کر اللہ سے اس کے فضل و احسان کا سوال کر رہا تھا، اس روز میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: اے محمد! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے بارے میں ہم آپ کو راضی کریں گے۔☆ اسی طرح جس روز میرے سامنے ساری اُمتوں [کی صورتِ مثالی] پیش کی گئی [تو اس وقت بھی حضرت جبریل علیہ السلام میرے ساتھ تھے] میں نے آسمانی کنارے پر دیکھا کہ کسی نبی کے دس اُمتی، کسی کے ساتھ پانچ اور کسی کا کوئی بھی اُمتی نہ تھا وہ اکیلے ہی تھے، پھر آسمان پر لوگوں کا ایک ہجوم نظر پڑا، [تو میری ان سے یہ گفتگو ہوئی۔]

میں نے کہا: اے جبریل! کیا یہ میری اُمت ہے؟

جبریل علیہ السلام: نہیں، اے محمد! ذرا آسمانی کنارے کی جانب نظر کیجئے! میں نے وہاں انسانوں کا جمِّ غفیر دیکھا، تو وہ مجھے کہنے لگے: یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت ہے، ان میں سے ایسے ستر ہزار انسان بے حساب جنت میں جائیں گے، جو اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں، فال نہیں نکالتے اور نہ ہی نجوم سے [نفع و نقصان کی] راہنمائی لیتے ہیں۔☆

﴿۸۰﴾ مسجد بنونضیر کے قرب و جوار میں:

۴ رجب ۴ رذی قعدہ، ۵ ہجری، ۲۸ مارچ ۶۲۷ عیسوی بروز ہفتہ: یہ تاریخ غزوۂ احزاب سے واپسی اور یہی بنو قریظہ کی طرف روانگی کی ہے، جہاں یہودی رہتے تھے، ان دونوں جنگوں میں جبریل امین علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، اس مناسبت سے ان کے ساتھ علمی مذاکرات میں جبریل علیہ السلام کی شرکت کا ذکر بھی یہاں کیا جا رہا ہے۔

مسجد بنونضیر:

پہلے متعلقہ مسجد کا محل وقوع لکھا جاتا ہے: مسجد قباء سے مشرقی جانب کی پارکنگ کے

ساتھ ایک چھوٹی سی سڑک پر چلیں تو انسان کھجوروں کے باغات میں سے گزرتے ہوئے ایک قبرستان میں پہنچ جاتا ہے، یہاں "بنونضیر" یا مسجد شمس یا مسجد فضیح تینوں ناموں سے معروف ایک مسجد ہوا کرتی تھی، یہ وہ جگہ ہے جہاں یہودیوں کے قلعوں کے گرد محاصرہ کے دوران نبی اکرم ﷺ کا خیمہ لگا ہوا تھا، یہ جگہ مذکورہ رستے سے چلیں تو مسجد قباء سے ایک کلومیٹر، مسجد نبوی ﷺ سے ساڑھے تین کلومیٹر دور وادی مذینب میں ہے۔ آنے والے واقعات سے اس جگہ کا خاص تعلق ہے، اسی کے قریب یہودیوں سے ملاقاتیں ہوئی، یہیں پہ حضرت نبی اکرم ﷺ کو علمی شکست دینے کے لیے لوگ سوالات تیار کرتے اور اس مقصد کے لیے بَیتُ المِدراس [یہودیوں کی تعلیم گاہ] سے تیاری کر کے حضور ﷺ کے پاس جاتے، کچھ سوالات اور یہود کے معاملات کا ذکر عنوان: ۴۶ر سے ۵۲ر تک ہے۔ ان جگہوں کا تذکرہ حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد اور یہودیوں کے تذکرے کی مناسبت سے لکھا گیا۔

حضور سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ایک دن کعب بن اشرف یہودی اپنے احباب کے ساتھ میرے پاس آیا [وہاں یہود کا بڑا عالم ابن صوریا بھی آ گیا تھا، اس وفد، عالم اور جبریل کی موجودگی میں یہ مکالمہ ہوا]۔

وفد یہود: اے محمد! ہمیں زانی کی سزاء کے متعلق فرمائیے! میں نے ان کو بتایا کہ رجم ہے [اس دوران روحُ القدس بھی ہمارے درمیان حاضر ہو گئے]۔

حضرت جبریل علیہ السلام: اے محمد! اپنے اور ان کے درمیان ابن صوریا کو لے آئیں اور ان سے اس کے متعلق پوچھ لیں! [میں نے اپنے ساتھ سابق یہودی عالم حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو لیا اور ان کے مدرسے [بَیتُ المِدرَاس] میں ہم آ گئے وہاں ابن صوریا اور ان کے بیٹے سے بھی ملاقات ہوئی]۔

ابن صوریا: [فیصلہ دیتے ہوئے] کہنے لگا: تورات میں بھی یہی حکم ہے، جو آپ ﷺ نے ان کو بتایا ہے [اس بات کو اس کے بیٹے عبداللہ بن صوریا نے بھی سنا]۔

ابن ابن صوریا: عبداللہ بن صوریا نے کہا: اے محمد! یہودی خوب جانتے ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں [ان کی اپنی تسلیم شدہ کتاب] توراۃ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بھی ہے، لیکن یہودیوں کو ان کے حسد نے اس طرح کی مخالفتوں پہ مجبور کیا ہے۔

﴿۸۱﴾ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی عالم کو لاجواب کیا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غزوۂ خندق میں یہود نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی، ان کی غداری پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ ان کے درخت کاٹ دیے جائیں، جب حکم الٰہی پہ عمل کیا گیا تو یہودی اعتراض کرنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فساد فی الارض کرتے ہیں۔

حضرت جبریل علیہ السلام: آئے اور عرض کی: اے محمد! ان کو یہ جواب دیجئے! اور اطمینان میں رہیے۔ مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ ☆ کہ تم نے کھجور کے جو درخت کاٹے یا انہیں اپنی جڑوں پہ قائم رہنے دیا تو یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے تھا اور اس لیے تھا تا کہ اللہ نافرمانوں کو ذلیل کرلے۔

[اس آیت میں اللہ نے ان کے اعتراض کا جواب دے دیا تھا اس کے باوجود ایک یہودی عالم اس مسئلے میں جرح کرنے آیا کہ میں نے یہ درخت کیوں کٹوائے؟ اس نے یہ بحث کی۔]

یہودی عالم: اے محمد! [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] میں کھڑا ہوتا ہوں اور نماز پڑھنا شروع کردیتا ہوں۔

میں نے اسے کہا: اللہ نے طاقت دی ہے تو ایسا کرتا ہے [ورنہ ناممکن ہے]۔

یہودی عالم: میں یہاں بیٹھ جاتا ہوں۔

میں نے اسے کہا: اللہ نے تیرے مقدر میں کیا ہے کہ تو بیٹھ سکے۔

یہودی عالم: میں اُٹھ کر اس درخت کی طرف جاتا ہوں اور اسے کاٹ دیتا ہوں۔

میں نے اسے کہا: اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں کر دیا ہے کہ تو کاٹے تو کاٹ کے

رہے گا[اس دوران حضرت جبریل آ گئے اور مجھ سے مخاطب ہوئے]۔

حضرت جبریل علیہ السلام: اے محمد! [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں: کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے [اس یہودی کو دلائل سے ایسے] لاجواب کر دیا ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو [ان ہی کی کہی ہوئی باتوں کی روشنی میں] لاجواب کر دیا تھا، اب ان کو خبر کر دیجئے کہ ہم نے جو درخت کاٹے اللہ کے حکم سے کاٹے اور تمہیں رسوا کرنا مقصد تھا، کیونکہ اس دنیاوی شان وشوکت نے تمہیں اللہ سے غافل کر دیا ہے۔☆

﴿۸۲﴾ مسجد ابوذر [رضی اللہ عنہ] کی جگہ باغ میں ملاقات:

ربیع الاول/رجب ۵ ہجری، نومبر/دسمبر ۶۲۶ عیسوی: حضرت جبریل علیہ السلام درود و سلام کے حکم اور اس پر ملنے والے انعامات کے سلسلے میں نبی علیہ السلام سے کئی بار ملے، یہ آیاتِ حجاب کے نزول کا زمانہ ہے، جو حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد اتریں، اس شادی کے بعد کسی نے کہا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد کسی زوجۂ مطہرہؓ سے نکاح کرلے گا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرمایا: اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! [تم بھی ان کا احترام کرو، ان کی بیویوں کو ماں کا درجہ دو! اور] ان پر درود بھیجو!☆ اس کے بعد جبریل آئے اور درود پڑھنے والوں پر رحمت ومغفرت کے نزول کی خوشخبری سنا کر گئے، اس عظیم نعمت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں سجدۂ شکر ادا کیا، وہاں آج مَسجدُ السَّجدہ ہے اس کا نیا نام مسجد ابوذر [رضی اللہ عنہ] ہے۔ جو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جانب شمال میں ۹۰۰ میٹر پر بسوں کے اڈے کے قریب ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں دیر تک سجدہ کیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوئے تو میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اتنا لمبا سجدہ؟ ہم تو ڈر گئے کہ کہیں آپ کی روح ہی پرواز نہ کر گئی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ طویل سجدہ اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے کیا کہ آج یہ واقعہ ہوا:

حضرت جبریل علیہ السلام: حاضر ہوئے اور یہ بشارت عرض کی: اے محمد

[ﷺ]! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: جو آدمی آپ ﷺ کی ذات پر درود بھیجے گا، میں اس پر رحمت کروں گا اور جو شخص آپ ﷺ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلامتی نازل کروں گا☆ اللہ تعالیٰ [کا میرے اوپر یہ فضل واحسان رہا ہے کہ اس نے میری امت کے ساتھ محبت اور تعلق کو مختلف طریقوں سے استوار کیا، اس کی طرف سے] ایک دن میرے پاس فرشتہ آیا اور کہا:

فرشتہ: اے محمد! [ﷺ]! آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ کو سلام پہنچایا اور یہ پیغام دیا ہے: اے محمد! کیا آپ ﷺ اس پہ خوش نہیں ہیں کہ آپ ﷺ پر جو درود بھیجے گا، میں اس پر دس بار رحمتیں نازل کروں گا اور جو ایک بار سلام بھیجے گا میں اسے دس بار سلامتی سے نواز دوں گا۔

[اے میری اُمت] اب تم میں سے کوئی بھی سلام بھیجے، اس کا سلام حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ میرے پاس آتا ہے اور جبریل علیہ السلام کے ذریعے کہا جاتا ہے: اے محمد! فلاں بن فلاں آپ ﷺ کو سلام کہتے ہیں، میں اس کے جواب میں کہتا ہوں وعلیہ السلام ورحمة الله وبركاته۔☆

﴿۸۳﴾ ان کی دعا کی برکت سے اُمت بچی ہوئی ہے:

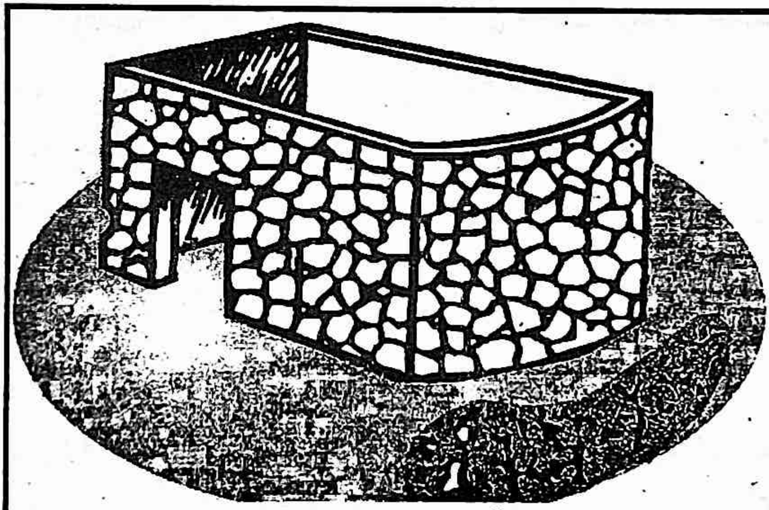
"مَسجدُ الاِجابَة" [قبولیتِ دعاء والی مسجد]۔ یہ مسجد نبوی ﷺ سے ۶۰۰، اور بقیع سے ۳۸۵ میٹر دور شارع فیصل پر ہے [اسے اب شارع ستین مدینہ بھی کہتے ہیں۔] قدیم نام محلے کی مناسبت سے مسجد بنی معاویہ ہے، اس جگہ نبی اکرم ﷺ نے ایسی دعائیں مانگیں، جو قبول ہوئیں، سیدنا حضرت محمد کریم وشفیع المذنبین ﷺ فرماتے ہیں۔

میں نے اللہ تعالیٰ سے چند دعائیں مانگیں۔

۱. اے اللہ! میری اُمت پر پتھروں کی بارش نہ ہو۔
۲. یہ لوگ مختلف جماعتوں میں تقسیم نہ ہو جائیں۔
۳. میری امت سابقہ امتوں کی طرح غرق نہ ہو جائے۔

میں نے اللہ سے جب [قبیلہ بنو معاویہ کے محلہ میں] یہ دعائیں مانگیں تو دو قبول ہوئیں ایک نہ ہوئی، وہ یہ کہ آپس میں اختلاف نہ کریں۔☆ میرے پاس جبریل ملک الوحی آئے اور عرض کی:

اے محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]! اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں قبول کرتے ہوئے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو اوپر سے آنے والے پتھروں کے عذاب سے اور نیچے سے آنے والے [پانی کے عذاب] سے بچالیں گے۔☆



تعمیرِ ابراہیمیؑ کا تقریبی خاکہ

بیت اللہ کا تذکرہ اس کتاب میں بارہا مرتبہ آیا۔ دیکھیے فہرست نمبر 4 (مقاماتِ نزولِ جبریلؑ)۔ اس مناسبت سے صفحہ نمبر 144 اور اس کے علاوہ مختلف صفحات پر اللہ کے اس گھر کی شبیہیں معلومات کے اضافے کے لیے دی گئی ہیں۔

باب ⑧:

غزوہ بنی لحیان سے فتح مکّہ تک

[۶ تا ۹ ہجری، از عنوان: ۸۴ تا ۹۴۔ مضامین کے حوالے کتاب کے آخر میں ہیں]

﴿۸۴﴾ ۶ ہجری: عُسفَانْ مکّہ اور مدینہ کے درمیان محاذ پر:

ذی قعدہ ۵ ہجری / ربیع الاول ۶ / ہجری، جولائی اگست ۷ ۶۲ عیسوی: غزوہ بنی لحیان کے ایام میں عسفان: جہاں حضرت جبریل علیہ السلام نے خوف کی نماز کا طریقہ بتایا، آج بھی اسی نام سے معروف اور مکّہ مکرمہ سے ۱۰۰ کلو میٹر دور ہے، یہاں ایک کنواں تھا جو کم پانی والا اور خراب بھی تھا، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں لعابِ مبارک ڈالا، بطور معجزہ ایسا پانی جاری ہوا کہ ابھی تک لوگوں کو سیراب کرتا ہے، اس کا نام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب مبارک کی نسبت سے بِئْرُ التَّفْلَة اور بِئْرُ الرَّسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معروف ہے۔☆ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ایک غزوے کے سلسلے میں ضَجنَانَ و عَسفَانَ کے درمیان پہنچے تو مشرکین نے کہا: اہلِ اسلام کو نمازِ عصر بڑی محبوب ہے، اسے یہ اپنے آباء واجداد اور اولادوں سے بھی پیارا سمجھتے ہیں، جب یہ نماز میں مشغول ہوں تو ان پر حملہ کر دیا جائے، اُدھر حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے [نمازِ خوف] کا طریقہ بتایا کہ مجاہدین کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے، ایک جماعت امام کے پیچھے نماز پڑھے اور دوسری اسلحہ سمیت دشمن کے سامنے برسرِ پیکار رہے۔ جب ایک جماعت ایک رکعت نماز پڑھ لے تو وہ میدانِ جنگ کے لڑائی والے حصہ میں صف آرا ہو اور [پہلے لڑنے والی جماعت امام کے پیچھے آ کر ایک رکعت نماز پڑھے، اس طرح امام کی دو رکعتیں اور دونوں جماعتوں کی ایک ایک رکعت ہو جائے گی [اس کے بعد وہ اپنی بقیہ نماز پوری کر لیں گے۔] اس طریقہ کو سکھانے کے لیے یہ

آیت نازل ہوئی۔

وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ [إلى] إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ☆

﴿۸۵﴾ ۵ ہجری، جبریل علیہ السلام احکام حجاب لے کر حاضر ہوئے:

ربیع الاول-رجب [۵ ہجری]، نومبر/دسمبر ۶۲۶ عیسوی: یہ تاریخ اُم المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کی ہے، ان کے رشتے کے سلسلے میں حضرت جبریل علیہ السلام کی سفارت اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر نکاحوں میں جبریل علیہ السلام کی شرکت کا تذکرہ عنوان نمبر ۱۱ میں موجود ہے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں حکمِ حجاب آیا اور اسی گھر کے قریب روحُ القدس کی آمد کا تذکرہ غزوۂ احزاب سے فراغت والے دن میں بھی ملتا ہے" وہ یہ ہے کہ حضرت نبی محترم علیہ السلام جب اس معرکہ سے بنیل ومرام واپس ہوئے تو اپنے جسم مبارک سے [زرہ، خود اور دیگر] اسلحہ کو اتارا، دوسری طرف حضرت جبریل علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر کے قریب دیکھا، انہوں نے اللہ کا یہ پیغام سنایا: اے محمد! اللہ نے حکم دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو قریظہ کی طرف جائیں، جب جبریل علیہ السلام نے یہ حکم سنایا تو اس وقت حضرت نبی علیہ السلام حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں اپنا سر دھو رہے تھے۔☆ [یہ واقعہ عنوان نمبر ۶۶ میں گزر چکا ہے یہاں مختصراً بضرورت لکھا گیا ہے]۔

﴿۸۶﴾ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دینے والوں سے اللہ راضی ہو چکا:

رجب-ذی قعدہ [۶ ہجری]، اواخرِ مارچ، اوائل اپریل ۶۲۸ عیسوی: یہ تاریخ اس "بیعت رِضوان" کی ہے، جس میں حُدَیبیَہ کے مقام پر حضرت روحُ الامین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ جگہ کنویں [حُدَیبیَہ] کے نام پر معروف ہے، آج کل اسے

شُمَیسِی کہتے ہیں اور یہ مکہ سے شمال مغربی جانب تقریباً ۲۰ کلومیٹر فاصلے پر اس قدیم روڈ پر ہے، جو جدہ سے مکہ مکرّمہ کی طرف رواں دواں ہے، وہ حدیبیہ ہی سے ہو کر آتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیعت کی تو حضرت جبریل امین علیہ السلام آئے اور کہا: اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ ان ایمان والوں سے راضی اور خوش ہو گئے، جنہوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، ایک درخت کے نیچے۔☆ بیعت رِضوان سے پہلے جب یہ خبر آئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اہلِ مکہ نے قتل کر دیا ہے تو اہلِ اسلام بہت مغموم ہوئے اس موقع پر روح الامین علیہ السلام آئے اور عرض کی:

اے محمد ﷺ! اللہ نے آپ ﷺ کو سلام بھیجا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ اپنے ماننے والوں سے یہ بیعت لیں کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کا ساتھ دیں گے اور کسی مشکل گھڑی میں بھی ان کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔☆ یہی وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جن کے لیے یہ اعلان ہوا کہ اللہ ان سے راضی ہو چکا۔

﴿۸۷﴾ اے محمد! [ﷺ] مکہ فتح ہونے والا ہے:

اواخر ذی قعدہ [۶ ہجری] اوائل محرم [۷ ہجری] اپریل ۶۲۸ عیسوی: یہ وہ زمانہ ہے جب صلح حدیبیہ کر کے مدینہ کی طرف واپسی ہو رہی تھی، اس دوران حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر فتح مکہ کی خبر دی اس جگہ کا نام ضَجنَان ہے، یہ مکہ مکرّمہ کے شمال میں ایک سیاہ پتھروں والی زمین کے علاقے کا نام ہے مکہ سے تقریباً ۵۴ کلومیٹر طریق الھِجرَۃ قدیم روڈ (وادی فاطمہ سے آگے) روڈ کے دائیں جانب اس کا محلِ وقوع ہے اس کے بعد کُراعُ الغَیمِ کا علاقہ ہے۔ یہاں سے سیدنا حضرت محمد کریم ﷺ صلح حدیبیہ کے بعد گزر رہے تھے کہ وحی نازل ہوئی جس میں بشارت دی گئی کہ کفر کے بادل چھٹنے والے ہیں مکہ فتح ہونے اور اسلام کے علی الاعلان پھیلنے میں اب زیادہ دیر نہیں رہ گئی۔ اس جگہ سیدنا حضرت محمد کریم

علیہ الصلوٰت والتسلیم فرماتے ہیں۔

ضَجنان میں میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جبریل کی طرف سے اس خبر کی مبارک باد قبول فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے [مکہ فتح ہونے کی خوش خبری دی اور اس سلسلے میں] فرمایا: إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ☆ اور یہ نویدِ مسرت اہلِ اسلام کو بھی سنا دیجئے] اور مسلمانوں کو میری طرف سے یہ فتح مبارک ہو! ☆ [ملاحظہ: فتح مکہ کی بشارت ہجرتِ نبوی کے دوران بھی دی گئی، دیکھیے عنوان نمبر ۴۴]

﴿۸۸﴾ اُمہاتُ المؤمنین رضی اللہ عنہن کے نکاح بحکمِ الٰہی ہوئے:

محرم جمادی الاولیٰ، ۷ ہجری، ستمبر/ اکتوبر، ۶۲۸ عیسوی: اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح ہوا، اور شمسی قمریہ کے مطابق محرم میں جبکہ قمری کے مطابق جمادی الاخریٰ ۷ ہجری، ستمبر/ اکتوبر ۶۲۸ عیسوی میں اُمّ المؤمنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا حبشہ سے مدینہ واپس آئیں جن کا نکاح شاہِ حبشہ کی موجودگی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا، ایسے ہی ذی قعدہ ۷ ہجری مارچ ۶۲۹ عیسوی میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا ☆ [سب نکاحوں میں تفصیل کے لیے دیکھیے، عنوان نمبر ۱۱، مذکورہ تواریخ کا ذکر نزولِ جبریل علیہ السلام کے توقیتی بیان کے لیے کیا گیا، اس لیے کہ سب نکاحوں کے سلسلے میں وہ حاضر خدمتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے]۔

﴿۸۹﴾ ۷ ہجری، مدینہ کے علاقہ حَرَّہ شَرقیہ میں ملاقات:

۱۰/ ۱۱ محرم/ اواخر جمادی الاولیٰ [۷ ہجری] اوائل اکتوبر ۶۲۸ عیسوی: یہ وہ دن ہیں جن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے، ان سے بھی اسی قسم کے مفہوم کی حدیث مروی ہے جس قسم کے سوال و جواب حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے منقول اس واقعہ میں ہیں، جو مدینہ کے ایک کھلے علاقہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے وہ "حَرَّةُ الشَّرقِيَّة" ہے جو مدینہ طیبہ کا سیاہ پتھروں کا علاقہ ہے، احد پہاڑ اس کے شمالی جانب ہے، جس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔ ☆

اس ارشادِ مبارک میں (۱) حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد (۲) حَرَّةُ الشَّرقِيَّة میں ملاقات اور (۳) ایک عظیم بشارت ہے، ان تینوں کے متعلق نبی مکرم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

ایک دن جبریل علیہ السلام مجھے صحرا [حَرَّةُالشَّرقِيَّة مَدِيْنَه] میں ملے اور اللہ کا یہ پیغام سنایا: اے محمد! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں سے جو شخص اس حال میں مرے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو [یا شرک کر بیٹھا اور مرنے سے پہلے سچی توبہ کرلی] تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ضرور جنت میں جائے گا۔ [اگر کوئی دیگر گناہ اس کے ذمے نہ ہو تو ایسا ضرور ہوگا] خواہ وہ زنا کرے یا چوری کرے تو [وہ اس کی سزا بھگت کر] یقیناً دَارِنعیم میں جائے گا۔☆

﴿۹۰﴾ ۸ ہجری: مدینہ منورہ میں روضۂ خاخ کی خبر:

۱۰ر رمضان ۱۰ر صفر، ۸ر ذی الحجہ ۳۰ مئی ۶۲۹ عیسوی بروز بدھ: یہ فتح مکہ کے لیے روانگی کی تاریخ ہے، ۲۰ر صفر بروایت ۲۰ر رمضان کو مکہ فتح ہوگیا یہ وہ دن ہیں، جن میں "فتح مکہ کے لیے روانگی سے عفوِ عام تک" جو تمام تاریخی واقعات رونما ہوئے، ان ایام سے کچھ پہلے، ان دنوں اور ان کے کچھ دن بعد تک حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد کے شواہد کافی ہیں، تاہم یہاں وہ چند واقعات لکھے گئے ہیں، جن میں ان سے مکالمہ ہوا، ذکر واقعات سے پہلے متعلقہ مقامات کا تعارف حاضر ہے، ۸ر ہجری فتح مکہ کی مناسبت سے عنوان: ۹۰،۹۱،۹۲ میں جبریل کی آمد کا تذکرہ ہے۔

حمراء الاسد:

ایک وسیع جگہ جبلِ عیر کے قریب مدینہ سے جنوب کی طرف ۱۶ کلو میٹر کی مسافت پر ہے۔☆ اس سے آگے مکہ اور مدینہ کے راستے پر رَوضَةُ خَاخ ہے، جس کا ذکر اس معجزے میں ہے جو آگے بیان کیا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ہم مکۃ المکرمہ کی فتح کے لیے تیاری میں مصروف تھے، تیاری کی یہ خبر مکہ والوں کو کسی

نے پہنچا دی تو حضرت روح الامین علیہ السلام] میرے پاس آئے [اور اس خفیہ قصے کے تمام اجزاء سے پردہ اٹھاتے ہوئے بتایا] اے محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]! ایک شخص نے ایک عورت کے ہاتھ رقعہ بھیجا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو بھیجیں کہ اسے پکڑ لیں۔ جب یہ اس طرف کو چلیں گے تو رَوضۂ خاخ میں وہ عورت ان کو ملے گی اور اس سے وہ رقعہ برآمد ہو جائے گا، جس میں کسی نے مسلمانوں کی مخبری کی ہے،☆ یہ واقعہ اسی طرح ہوا جیسے خبر دی گئی تھی۔

﴿۹۱﴾ مَسجدُ الحرام میں جبریل علیہ السلام کی آمد:

۲۰/صفر ۸ ہجری، ۸/جون ۶۲۹ عیسوی بروزِ جمعۃ المبارک: "مسجدُ الحرام" بیت اللہ کے صحن کو کہتے تھے، اب چاروں جانب بنی ہوئی مسجد کو کہتے ہیں اور صحن کو مطاف کہتے ہیں، فتح مکہ میں یہاں اس وقت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے جب کعبۃُ اللہ کی چھت پہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان پڑھی اور مشرکین مکہ نے چہ میگوئیاں شروع کیں، اسی دن دوسری بار جبریل علیہ السلام اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے جب کعبۃ اللہ کی چابی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملی اور اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ چابی اسے ہی دی جائے جس سے لی گئی تھی حضور سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مکہ فتح ہو گیا [میرے حکم سے] حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی چھت پہ کھڑے ہو کر اذان پڑھی، جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: اے محمد! اللہ کا سلام لے کر آیا ہوں اور پیغام یہ ہے کہ اہلِ مکہ [جو ابھی دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوئے ہیں، ان میں سے بعض نے اذانِ بلالی رضی اللہ عنہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

[حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] کو اس سیاہ کوے کے علاوہ کوئی موذن نہیں ملا۔؟ ایک بولا: شکر ہے میرا باپ اس دن کے آنے سے پہلے فوت ہو گیا تھا۔ [جس دن بلال رضی اللہ عنہ جیسا غلام اس معزز ترین صورت میں نظر آتا ہے] ابوسفیان رضی اللہ عنہ بولے: میں کیا کہہ سکتا ہوں، جب اللہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ درجہ و مقام بخش دیا ہے؟

جبریل علیہ السلام ان سب لوگوں کا جواب لے کر آئے اور حاضر ہو کر عرض کرنے لگے:
اے محمد! [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] ان لوگوں کے جواب میں اللہ نے فرمایا ہے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ☆ ترجمہ: اے آدمیو! ہم نے تم کو بنایا، ایک مرد اور ایک عورت سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ آپس کی پہچان ہو تحقیق عزت اللہ کے یہاں اسی کو بڑی، جس کو ادب بڑا، اللہ سب کچھ جانتا ہے خبر دار ہے۔ نزولِ آیت کے بعد ان سب کو بلایا گیا تو سب نے اقرار کیا کہ جبریل علیہ السلام نے سچ کہا ہے، ہم سے یہ غلطی ہوئی۔

﴿۹۲﴾ اخلاقِ حسنہ کا مظاہرہ کیجئے، عزت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی بڑھے گی:

اب مکہ فتح ہو گیا تو کعبۃ اللہ کی چابی ہاتھ آئی اور ایک بار پھر اللہ کا پیغام اور سلام لے کر میرے پاس یہیں پر جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یہ چابی حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیجئے ☆ اب اللہ نے جو وعدہ فرمایا تھا کہ مکہ فتح ہوگا تو اس کے ساتھ دوسرا وعدہ بھی پورا ہوگا کہ لوگ فوج در فوج دین میں داخل ہوں گے۔☆ [اللہ نے اسے بھی پورا کیا، جس روز یہ نعمت ملی فتح کے بعد سب مجرمین کو معاف کر دیا گیا] جب یہ آیت اتری خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ☆ ترجمہ: عادت کر درگزر کی اور حکم کر نیک کام کرنے کا اور کنارہ کر جاہلوں سے۔

میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کیا حکم ہے؟ [اس کی شرح تو کرو!]

فرمایا: میں نہیں، اَلعالِم [اس کلام کو جاننے والی اللہ کی ذات ہے، اس] سے پوچھ کر بتاؤں گا چنانچہ وہ سیکھ کر آئے اور مجھے کہنے لگے] اے محمد! اس آیت میں اللہ یہ حکم دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بھی تعلقات جوڑیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قطع تعلق کرے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے بھی دیں اور جو زیادتی کرے اسے معاف کریں۔☆

میں نے فتح مکہ کے بعد اہلِ ایمان کو خوشخبری دی کہ ان کو [قیصر و کسریٰ کی حکومتیں] فارس اور روم [کی سلطنت] بھی مل جائیں گیں دوسری طرف] منافقین اور یہود نے مذاق میں کہا: محمد ﷺ کو یہ کہاں ملیں گیں، ان کے بادشاہ تو بڑی عزتوں والے [اور ان سے کہیں اوپر ہیں؟] تو جبریل علیہ السلام آئے اور کہا:

ملک کا مالک تو اللہ ہے، جسے چاہے عنایت کرے، جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔☆

﴿۹۳﴾ حنین کے مقام پر جبریل علیہ السلام کی ملاقات اور گفتگو:

۶ شوال / ۶ / ربیع الاول ۸ / ہجری، ۲۳ / جون ۶۳۰ عیسوی بروزِ ہفتہ: اس تاریخ کو جنگ حنین ہوئی اور یہاں حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے، "حنین" ایک وادی ہے، جو مسجد الحرام سے ۳۰ / کلومیٹر کے فاصلے پر مکہ سے طائف جاتے ہوئے الشرائع اور الکزیمۃ کے درمیان ہے، اس وادی کا طول ۵ / کلومیٹر ہے۔ یہاں جنگِ حنین ہوئی۔ حضور سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:

غزوۂ حنین میں [جب بنو ہوازن اور بنو ثقیف کے تیر اندازوں نے اچانک کمین گاہوں سے نکل کر مسلمانوں پہ حملہ کر دیا، اس پریشانی کے عالم میں ہم یہ دعائیہ کلمات پڑھتے گئے تو اللہ نے مدد کی، اس روز] حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: اے محمد [ﷺ]! آپ کو یہ وہ کلمات تلقین [والہام] کیے گئے ہیں، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس دن عطاء ہوئے تھے، جس دن [ان کو فرعون کی فوجوں نے پیچھے سے آلیا اور وہ اس پریشانی کے عالم میں اللہ کی طرف متوجہ ہوئے، ایک دعا کی برکت سے ان کے لیے] سمندر نے خشکی کے راستے دے دیے۔ وہ دعا یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكىٰ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ ☆ اے اللہ! تیری ہی سب تعریفیں، تجھ ہی سے شکایت اور تجھ سے ہی طلب تعاون ہے۔

﴿۹۴﴾ عوالئ مدینہ: مشربہ ابراہیم، مہروز باغ میں:

جمادی الاولیٰ ۹ ہجری ۶۳۰ عیسوی، ولادت ابراہیم سے ۲۸ شوال ۱۰ ہجری ۲۷ جنوری ۶۳۲ عیسوی بروز پیر [وفات ابراہیم] تک کے ۱۸ ماہ: مَشربہ اُم ابراہیم، وہ تاریخی مقام جہاں نبی اکرم ﷺ کی باندی حضرت ماریہ قبطیہ رہتی تھیں، ان سے نبی اکرم ﷺ کے صاجزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، جس کی وجہ سے اسے یہ نام ملا، نبی اکرم ﷺ کی یہاں آمد رہتی تھی اس لیے حضرت جبریل علیہ السلام کی کئی حاضریاں ہوئیں، اب وہ گھر یہاں نہیں ہے، آج کل وہاں قبرستان ہے، کبھی مسجد بھی وہاں تھی، حضور ﷺ نے اس مکان میں نمازیں بھی پڑھی تھیں۔ یہ قبرستان، عوالی روڈ پر زہراء ھسپتال اور وطنی ہسپتال کے درمیان بائیں جانب مَرکزُ البَساتِین التُّجّاری کے مدخل رقم ۳ کے بالکل سامنے سفید رنگ کی چار دیواری میں ہے۔ ☆ ایک روایت کے مطابق یہیں پر آیت تخیر نازل ہوئی تھی۔ ☆ یہاں ایک باغ ہوا کرتا تھا، اس کو مَہرُوز بھی کہتے ہیں۔ ☆

اَلمَشرَبَة بالاخانے کو بھی کہا جاتا ہے، اس سلسلے میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان کی دوسری منزل کو بھی یہ نام دیا گیا، حضور ﷺ ایک بار ازواج رضی اللہ عنہن سے ناخوش ہوئے تو بیویوں سے ناراضگی کے ایام یہاں گزارنے کا ذکر بھی ہے۔ ☆ اللہ کے رسول ﷺ حضرت محمد ﷺ یہیں پر تھے جب وحی آئی اور جبریل نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کرنے کا یہ حکم سنایا، حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں:

میرے پاس ایک روز جبریل علیہ السلام آئے [اور مجھ سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یہ گفتگو کی]۔

جبریل علیہ السلام: اے محمد (ﷺ)! اللہ نے آپ کو سلام کہا اور یہ حکم دیا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق نہ دے دینا! وہ روزے رکھنے والی اور نماز پڑھنے والی ہیں اور [یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ اس کے ساتھ ہی یہ خوش خبری بھی ملی ہے کہ] آپ ﷺ کی سب

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوں گیں۔] اللہ تعالیٰ نے [یہ وحی اسی مکان میں بھیجی، جہاں میرے بیٹے حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش ہو رہی تھی، اس بچے کی پیدائش کے بعد اللہ نے] جبریل علیہ السلام کو بھیجا۔

جبریل علیہ السلام: ایک روز آئے اور مجھے کہا: ماریہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے کی ولادت ہوئی، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہے، اس کا نام ابراہیم [رضی اللہ عنہ] رکھیے گا! [جس دن وہ یہ بشارت لے کر حاضر ہوئے، انہوں نے مجھے یوں مخاطب کیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيكَ يا اَبَا اِبراهيم ! اس طرح انہوں نے مجھے ایک اور کنیت دے دی۔☆ جب اس بچے کی [۱۸ ماہ کی عمر میں سن ۱۰ ھ کو] وفات ہوئی تو سورج گرہن لگا، لوگوں نے کہا: اس حادثہ کی وجہ سے ایسا ہوا۔

جبریل علیہ السلام: آئے اور سلام ربانی کے ساتھ یہ پیغام لائے کہ کسی کی موت پر ایسا نہیں ہوتا، سورج اور چاند تو اللہ کی نشانیاں ہیں۔☆

ملاحظہ: کتاب کا چوتھا حصہ اختتام پذیر ہوا، اب پانچویں حصے کو دیکھیے اور ایمان تازہ کیجیے۔



"مشربہ ام ابراہیم" (جس کا تذکرہ اوپر ہوا) کے اردگرد احاطے کا قلمی خاکہ۔
(یوسف البکری۔ ڈاکٹر محمد الیاس فیصل) اس کتاب کی فہرست نمبر 4 کی مدد سے
"مشربہ ام ابراہیم" کی موجودہ صورت حال کا مطالعہ کیجیے۔ یہ قدیم تصویر ہے

پانچواں حصّہ:

عُروجِ اسلام و مُسلمین اور شامِ رسالت

[مدنی زندگی کا آخری دور]

مندرجات:

باب:۹اور ۱۰کے مضامین ازعنوان:۹۵تا۱۱۱۔

دورانیہ مکالمات:

۱۱ہجری تا دخول جنت۔

ملاقاتوں کی تعداد:

بیس(۲۰)۔

قارئین! فتحِ مکہ سے ہی اسلام کی سربلندی دنیا کو نظر آنے لگی تھی اور پوری دنیا کے بادشاہوں کو اس سے پہلے ہی دعوتِ اسلام دی جا چکی،لیکن سفرِ تبوک نے بڑی طاقتوں کے سرخم کر دیے۔اس سفر میں جبریل علیہ السلام کی حاضری اور کئی اہم مکالمات نے اہلِ ایمان کے قلوب میں ثابت قدمی کی شاخ کو پانی دیا، ریاض الجنۃ بئرعلی رضی اللہ عنہ (میقات) اورعرفات کے مقامات پر روح الامین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی،حجۃ الوداع میں حاضر ہوئے اور اس کے بعد حجرۂ سیدعائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اندر مرض الوفات میں بظاہر آخری مکالمات ہوئے،جن میں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی جانکاہ خبر کا ذکر ہے، وہاں اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا

الصلوٰۃ والسلام کے لیے مغفرت، بخشش اور دارین کی سعادت ملنے کی نویدیں بھی ہیں۔

ان ایام میں ملائکہ کی خادمانہ نیازمندی اور مسلسل حاضریوں کے درمیان حضور ﷺ اور جبریل علیہ السلام کے مابین جو مکالمات ہوسکے ان میں ہم امتیوں کے لیے خوشخبریاں بھی ہیں اور لمحاتِ فکریہ بھی۔ اس حصے میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد بھی امت میں جبریل علیہ السلام آتے رہیں گے حتیٰ کہ میدانِ حشر میں بھی حضور ﷺ سے ان کی ملاقات ہوگی۔

ملاحظہ:

پانچویں حصے کا تعارف پورا ہوا۔ کتاب کا چھٹا اور آخری حصہ آپ باب: ۱۱ سے شروع کریں گے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

التوبۃ : ۱۲۸

(لوگو!) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے خواہش مند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں

باب ⑨:

سفرِ تبوک، حجۃ الوداع اور مرضِ وفات میں مکالمات

[۹ تا ۱۱ ہجری، از عنوان: ۹۵ تا ۱۰۶۔ مضامین کے حوالے کتاب کے آخر میں ہیں]

﴿۹۵﴾ ذی الحجہ ۹ر ہجری تبوک میں حضور ﷺ سے ملاقات:

۲۵ر رجب ۹ ہجری۔ ۲۵ر ذی الحجہ ۹ر ہجری ۴ر اپریل اوائل ۶۳۱ر عیسوی سے صفر ۱۰ ہجری، مئی ۶۳۰۔ ۶۳۱ عیسوی تک: یعنی ایک ماہ کچھ ایام، یہ دورانیہ تبوک کے اندر قیام کا ہے، یہاں حضرت نبی اکرم ﷺ ایک لشکرِ جرار کے ساتھ تشریف لے گئے تو جبریل علیہ السلام بھی حاضر ہوئے، اس دور میں یہ معمولی بستی تھی، اب بڑا شہر ہے اور اپنے پرانے نام سے ہی معروف ہے، مدینہ منورہ سے شمال کی طرف تقریباً ۷۸۰ کلومیٹر ہے، شام کی حدود کے بہت قرب کی وجہ سے اسے شام بھی کہا جاتا رہا، حضور ﷺ فرماتے ہیں: جبریل علیہ السلام مجھ سے تبوک میں ملے۔

میں نے پوچھا: اے جبریل! آج کیا وجہ ہے کہ سورج خاص ضیاء اور شعاؤں کے ساتھ طلوع ہوا ہے؟

حضرت جبریل علیہ السلام: حضرت معاویہ بن معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ [جو آپ ﷺ کے ماننے والے ہیں ان کا] آج مدینہ میں انتقال ہوگیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار ملائکہ بھیجے ہیں، جو ان کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔

میں نے پوچھا: اے جبریل! کس وجہ سے ان کو یہ مقام ملا؟

حضرت جبریل علیہ السلام: وہ سورۂ اخلاص سے محبت رکھتے اور چلتے پھرتے اسے

پڑھتے رہتے ہیں، اگر آپ ﷺ بھی ان کی نمازِ جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں، تو میں آپ ﷺ کے لیے زمین کو سکیڑ دوں؟

میں نے کہا: جی [کیوں نہیں! میں ضرور پڑھوں گا] چنانچہ ان کی میت سامنے کر دی گئی، فرشتوں نے بھی دو صفیں بنا لیں اور ہر صف میں ستر ہزار ملائکہ شریکِ جنازہ ہو گئے۔☆

﴿۹۶﴾ ۱۰ھ/ہجری: تبوک میں جبریل علیہ السلام ایک اعرابی کی صورت میں:

سیدنا حضرت محمد ﷺ کے آسمانی خادم جبریل علیہ السلام جو زمین پر ان کی خدمت کے لیے مختلف شانوں کے ساتھ آتے تھے، ان میں ایک انداز یہ بھی تھا جو اس واقعہ میں بیان ہوا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

غزوۂ تبوک میں [کامرانی کے بعد واپسی ہو رہی تھی، جبریل علیہ السلام انسانی صورت میں سائل کے طور پر پیش ہوئے اور ہمارے درمیان ایک مکالمہ ہوا، مجھ سے پہلے وہ لشکر والوں سے ملے] آج وہ سرخ اونٹ پہ سوار اور دھوپ سے بچنے کے لیے کپڑا لیے ہوئے تھے، انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا: تم میں حضرت محمد ﷺ! کون ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم ان کو میرے پاس لائے انہوں نے میری سواری کی لگام پکڑی اور مجھ سے یہ باتیں شروع ہوئیں۔

سائل: کیا آپ ﷺ حضرت محمد ﷺ ہیں؟

میں نے کہا: ہاں [میں ہی محمد ﷺ ہوں]۔

سائل: میں آپ ﷺ سے وہ چند باتیں پوچھنے لگا ہوں جو اس روئے زمین پر ایک دو آدمیوں کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔

میں نے کہا: پوچھو، جو تمہارا دل چاہے!

سائل: اے محمد [ﷺ]! کیا نبی سویا بھی کرتے ہیں؟

میں نے کہا: ان کی آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار رہتا ہے۔

سائل: آپ ﷺ نے سچ کہا۔ اچھا یہ بتائیے کہ بچہ اپنی ماں یا باپ جیسا کیسے پیدا ہو جاتا ہے؟

میں نے کہا: مرد کا پانی سفید اور گاڑھا ہوتا ہے، جبکہ عورت کا پانی زرد اور پتلا ہوتا ہے، اب ان میں سے جو دوسرے پہ غالب ہو جائے، بچہ اس کے مطابق ہو جاتا ہے۔

سائل: آپ ﷺ نے بالکل سچ کہا ہے، یہ بتائیے کہ بچے [کے جسم میں] مرد و عورت کا کتنا حصہ ہے؟

میں نے کہا: بچے کی ہڈیوں اور اعصاب پر عورت کا اثر ہوتا ہے۔

سائل: آپ ﷺ نے درست جواب دیا، اچھا یہ بتائیے کہ اس زمین کے نیچے کیا ہے؟

میں نے کہا: مخلوق ہے۔

سائل: اس مخلوق کے نیچے کیا ہے؟

میں نے کہا: زمین ہے۔

اس نے پوچھا: زمین کے نیچے کیا ہے؟

میں نے کہا: پانی ہے۔

سائل: پانی کے نیچے کیا ہے؟

میں نے کہا: اندھیر ہے۔

سائل: اندھیر کے نیچے کیا ہے؟

میں نے کہا: ہوا ہے۔

سائل: ہوا کے نیچے کیا ہے؟

میں نے کہا: الثَّرَیٰ ہے۔

کہنے لگے: اچھا یہ بتاؤ کہ ثَرَیٰ کے نیچے کیا ہے؟

میں نے کہا: اے سوال کرنے والے مخلوق کا علم اللہ کے علم کے سامنے کچھ نہیں

ہے [اس لیے اب میرا جواب یہ ہے کہ] جس سے آپ سوالات کیے جا رہے ہیں [اس آخری سوال کا جواب] وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا ہے۔

سائل نے کہا: آپ ﷺ نے بالکل درست کہا [اور سب سوالوں کے درست جواب دیے میں جبریل ہوں] اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ ☆

ملاحظہ: اس روایت کو حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی چشم دید، کہانی کے طور پر بھی بیان کیا ہے۔

﴿۹۷﴾ ۱۰ ہجری: مدینہ منورہ اور تبوک کے راستے میں:

سیدنا حضرت محمد کریم ﷺ اپنی ہر مشکل اللہ کے سامنے رکھتے تھے اور اس سلسلے میں کبھی وہ جبریل علیہ السلام کے منتظر رہتے تھے، ایک دن یہ محبوب فرشتہ آیا تو حضور ﷺ نے اس سے ایک سوال کیا جس کے جواب کے لیے وہ آسمانوں پہ گئے اور اس کا جواب لے کر آئے۔ دیکھیے عنوان نمبر ۹۲ ر میں وہ سوال و جواب مذکور ہے، ایسے ہی حضور ﷺ نے ایک دن اس سے کچھ پوچھا: جس کا جواب آسمانوں سے آیا اس کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

ہم جب اس غزوۂ تبوک سے واپس ہو رہے تھے، مجھے یاد آیا کہ کسی دن یہودیوں نے مجھے یہ کہا تھا: اے محمد [ﷺ]! آپ ﷺ اگر اللہ کے سچے نبی ہیں، تو شام میں کیوں نہیں چلے جاتے؟ وہ نبیوں کی سرزمین ہے۔ [اس لیے میں نے سوچا کہ کیا واقعی شام میں رہ جاؤں؟ میں نے جبریل علیہ السلام سے مشورہ کیا [کہ کیا کروں؟ مدینہ میں واپس جاؤں کہ تبوک میں رہ جاؤں؟]۔

حضرت جبریل علیہ السلام: اے محمد ﷺ! آپ ﷺ [اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں، ہر نبی ﷺ کو ایک دعا قبولیت کے لیے دی جاتی ہے۔

میں نے پوچھا: اے جبریل! میں کس طرح دعا کروں؟

حضرت جبریل علیہ السلام: آپ ﷺ یہ دعا کریں !وَقُل رَّبِّ أَدۡخِلۡنِي مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَأَخۡرِجۡنِي مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَاجۡعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلۡطَانًا نَّصِيرًا☆

ترجمہ: اے میرے پروردگار! مجھے [مدینہ میں] داخل کیجئے، سچا داخل کرنا اور مجھے نکالیے سچا نکالنا اور میرے لیے اپنی بارگاہ سے مدد کرنے والا برھان اور غلبہ مقدر کر دیجیے۔☆

﴿۹۸﴾ ۱۰ ہجری: شرعی عدالت کے علاقہ میں جبریل علیہ السلام کی آمد:

رمضان المبارک ۹ ہجری۔ صفر ۱۰ ہجری، مئی ۶۳۰۔ ۶۳۱ عیسوی: یہ وہ تاریخ ہے، جس میں منافقوں کی تعمیر کردہ مَسۡجِدِ الضِّرَار کو جلایا گیا، اس سلسلے میں حضرت جبریل علیہ السلام نے آ کر ان کی اس سوچ کو بے نقاب کیا کہ وہ مسجد کی آڑ میں ایک بڑی سازش کر رہے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ تبوک کے سفر سے واپس ہو رہے تھے اور ارادہ تھا کہ اس مسجد میں نماز پڑھیں، جس کے متعلق منافقین سے وعدہ فرمایا کہ واپسی پر میں اس مسجد کا افتتاح کروں گا جو [بظاہر اہلِ اسلام در حقیقت اہلِ نفاق نے بنائی تھی، قرآن کریم میں اسے مَسۡجِدِ الضِّرَار کہا گیا، آپ ابھی "ذَوَاوَان" پہنچے تھے کہ حکم ہوا، اس مسجد کو جلا دیا جائے۔ یہ جگہ مدینہ منورہ سے ایک دن کی مسافت پر ہے، جہاں] حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آ کر آپ ﷺ کو اس منصوبے کی اطلاع دی تھی۔☆ اور اگر یہ جگہ جہاں آیت اُتری بِئۡرِ ذَرۡوَانۡ ہے تو وہ مدینہ منورہ کی شرعی عدالت کے قریب تھی۔☆

حضرت رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: منافقین نے [مسلمانوں کے درمیان تفریق کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مخالفین کے مرکز کے طور پر ایک خاص جگہ کو مرکزی حیثیت دی اور وہاں] مَسۡجِدِ الضِّرَار تعمیر کی اور مجھے وہاں نماز کی دعوت دی میں نے وعدہ کر لیا کہ اس غزوہ سے واپسی پر وہاں نماز ادا کر کے مسجد کا افتتاح کروں گا، غزوہ سے واپس ہوتے وقت] میں نے وہاں نماز پڑھنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے

پکارا: یَا مُحَمَّد! لَا تَقُمْ فِيهِ اَبَدًا ☆ اے محمد! آپ ﷺ نہ کھڑے ہوں اس [مسجد] میں کبھی! البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد دھری گئی پرہیزگاری پر اول دن سے وہ لائق ہے کہ تو کھڑا ہو اُس میں، اُس میں ایسے لوگ ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے، پاک رہنے والوں کو۔ ☆

﴿۹۹﴾ ۱۰ر ہجری، ریاضُ الجنۃ کے واقعہ میں جبریل علیہ السلام کی حاضری:

اواخر ۹ر ہجری، اوائل ۱۰ر ہجری، جون/ جولائی ۶۳۱ عیسوی: مورخین مسجدِ نبوی ﷺ و مدینہ منورہ لکھتے ہیں کہ وہ دیہاتی جنہوں نے حجراتِ نبویہ ﷺ کے باہر کھڑے ہو کر حضور ﷺ کو بلایا اور آپ ﷺ کے خود باہر آنے کا انتظار نہ کیا، وہ اسطوانۃ الوفود [ریاضُ الجنَّۃ] کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ ☆ حضور نبی کریم ﷺ نے اس واقعہ کی تفصیلات بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا:..

میرے پاس قبیلۂ بنو تمیم کا وفد آیا [جو مذاکرات کرنا چاہ رہا تھا، انہوں نے مسجد میں آ کر میرے] حجرات کی طرف یہ آواز لگانا شروع کی: یَا مُحَمَّدُ اُخْرُجْ اِلَيْنَا " اے محمد ﷺ باہر آؤ! اس وقت فرشتۂ وحی آئے اور مجھ سے اس مسئلہ میں گفتگو شروع کی:

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: اے محمد! [ﷺ] اللہ آپ ﷺ کو سلام کہتے اور یہ فرماتے ہیں کہ اپنے اور ان [بے ادب دیہاتیوں] کے درمیان کوئی شخص مقرر کر لیجئے! [جو دونوں طرف کی بات کو غور سے سنے۔ ☆ ان ہی دیہاتیوں سے متعلق اس آیت کا نزول ہوا۔ إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ☆ ترجمہ: اے پیغمبر! جو لوگ تمہیں حجروں کے پیچھے سے آواز دیتے ہیں، ان میں سے اکثر کو عقل نہیں ہے۔ ☆

﴿۱۰۰﴾ ۱۰ر ہجری، مقامِ جبریل علیہ السلام میں طویل ملاقات:

رمضان ۱۰ر ہجری، دسمبر ۶۳۱ عیسوی [حیاتِ مبارکہ کا آخری رمضان]: سیدنا جبریل

علیہ السلام کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جس روز حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں دیکھا وہ جگہ "باب جبریل" کے قریب اور مُصلّی الجَنائِز کی انتہاء پر ہے، اس لیے متفقہ فیصلہ علماء کا یہی ہے کہ اسے ہی "مَقامِ جِبرِیل" کہا جاتا ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ حجرۂ شریفہ کے اندر ہے۔ ☆ اور ایک "مقام جبریل" ساتویں آسمان پر ہے کہ وہاں سے آگے وہ عرشِ الٰہی تک نہیں جا سکتے، دیکھیے عنوان نمبر ۱۰۲/اس جگہ کو سِدرَۃُ المُنتَہیٰ بھی کہتے ہیں۔ ☆ وہاں جو گفتگو ہوئی اس کا ذکر عنوان نمبر ۳۹ میں گذرا ہے اور آگے عنوان نمبر ۱۰۲ میں بھی ہے۔

اُسطوانہ مقامِ جبریل علیہ السلام:

یہ وہ مقام ہے، جہاں جبریل امین علیہ السلام آ کر نبی محترم علیہ السلام کو قرآنِ کریم رمضان میں سناتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر سال میں ایک بار سنتے، تا آں کہ آخری سال دو بار سنا اور سنایا، یہیں پہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا دروازہ تھا، نماز کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزرتے تو یہاں کھڑے ہو کر فرماتے۔ اَلسَّلامُ عَلَیكَ یَا اَھلَ البَیت اور کبھی یہ آیتِ تطہیر تلاوت کرتے۔
إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ☆
یہ مقام مقصورہ شریف کے اندر آ چکا ہے، مُربع قبر شریف کے اندر اور نظروں سے اوجھل ہے۔

حضور سید الکائنات علیہ الصلوات والتسلیمات کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا گھر کے کاموں، بچوں کی دیکھ بھال اور دیگر امورِ خانہ داری میں مصروف رہتیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی دینی خدمات کے تسلسل کی وجہ سے گھر کے لیے اشیاء ضرورت پوری کرنے، پانی بھرنے اور جانور، سواری کی دیکھ بھال میں مشکلات کا سامنا تھا، اس لیے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں کہ ان کو بھی کوئی باندی وغیرہ کام کے لیے مل جائے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو باندی تو نہ مل سکی البتہ ان کے اس مطالبے پر] جبریل علیہ السلام

میرے پاس آئے اور جو ہدایات دے گئے ان کی روشنی میں اپنی بیٹی کو یہ سمجھایا:]

اے بیٹی! میرے پاس صفہ [کے طلبہ پڑھتے ہیں، اس وقت ان] کے گزر اوقات کے لیے کچھ نہیں ہے، اس لیے ان غلاموں کو بیچ کر ان کی ضرورت کو پوری کروں گا۔ وہ واپس چلی گئی تو شام کو میں ان کے گھر گیا اور ان کو کہا: اے فاطمہ و علی رضی اللہ عنہما! مجھے ابھی حضرت جبریل علیہ السلام [اللہ کا یہ پیغام دے گئے ہیں کہ] تم عشاء کی نماز کے بعد ۳۳ ر بار سُبحَانَ اللہِ، ۳۳ ر بار اَلحَمدُ للہِ، ۳۴ ر بار اَللہُ اَکبَرُ پڑھ کر سو جایا کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری دن کی تھکن کو دور کر دیں گے۔ ☆

﴿۱۰۱﴾ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! یہ میری زندگی کا آخری سال ہے:

روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے ہوئے بیتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جڑی بے شمار حدیثیں ہمارے لیے راہنمائی کا سامان رکھتی ہیں لیکن حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد اور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے مکالمے کی جو لذت ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے، ایک اور واقعہ اسی خانوادے کا لکھا جاتا ہے:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے میری بیٹی [فاطمہ رضی اللہ عنہا!] حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس ہر سال آتے اور قرآنِ کریم [جتنا نازل ہو چکا ہوتا وہ] سنتے اور سناتے تھے، اس سال آئے دو مرتبہ [مقامِ جبریل میں] قرآن کریم مجھ سے سنا اور دو مرتبہ مجھے سنایا [اے میری بیٹی!] جبریل علیہ السلام کے اس عمل سے میں یہ سمجھا ہوں کہ میری دنیا سے رخصتی کا وقت قریب آ چکا ہے [اب میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ] تم اللہ سے ڈرتی رہنا، دین کے معاملے میں استقامت سے کام لینا! بات دراصل یہ ہے کہ [تم عام خاتون نہیں ہو اور نہ میں تمہارے لیے عام ہوں بلکہ] میں تمہارے لیے بہترین آگے جانے والا ہوں۔ اے بیٹی! کیا تم اس پہ خوش نہیں ہو کہ اس امت کی اہلِ ایمان عورتوں کی جنت میں سردار ہو گی؟۔

☆ [یہ واقعہ بھی "مقامِ جبریل" سے منسلک ہے، جس کا تعارف عنوان نمبر ۱۰۰ میں گذرا]

﴿۱۰۲﴾ سِدرَۃُ المُنتہٰی میں ہزاروں ملائکہ سے ملاقات:

یہ تو دنیا میں مقام جبریل کا تعارف تھا جو عنوان [۱۰۰] میں اور [۱۰۱] گذرا۔ اور جو آسمان پہ ان کا مقام ہے آگے اس کا تعارف لکھا جاتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

ساتویں آسمان میں سِدرَۃُ المنتہی کو ان کا مقام کہا جاتا ہے، جہاں سے وہ آگے نہیں جا سکتے، وہیں کھڑے ہو کر اللہ سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ [جبکہ میں وہاں سے بھی آگے گیا اور اللہ کی رحمتوں کا نظارہ کیا تھا، یہاں تک جب ہم پہنچے تو ان] کی موجودگی میں وہاں یہ آوازیں آنا شروع ہوئیں۔ مَرحبًا مَرحبًا بِكَ يَا مُحَمَّدُ وَ اَهلًا لَا اِلٰهَ اِلَّا الله مُحَمَّدٌ رَسُولُ الله

میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟

جبریل علیہ السلام: یہ ساتویں آسمان کے اللہ کے بندوں میں سے ہیں۔

میں نے کہا: یہ فرشتے کون ہیں جو ایک فرشتے کے دائیں طرف ایک لاکھ اور بائیں ایک لاکھ ہیں اور ان کے سروں پہ خاص نور ہے، یہ سب فرشتے آیت الکرسی پڑھتے ہیں۔

جبریل علیہ السلام: یہ نورِ عرش کے ایک قطرہ سے پیدا ہوئے ہیں۔

میں نے کہا: اے جبریل! میرے رب کے عجائبات بہت ہی زیادہ ہیں۔

جبریل علیہ السلام: آپ ﷺ نے اللہ کی [قدرت کے] عجائبات میں سے [ابھی ایک رات میں کچھ ہی دیکھا ہے، بلکہ اس میں سے] رات کا کچھ حصہ ہی دیکھ پائے ہیں۔☆

﴿۱۰۳﴾ ۲۵ / ذی قعدہ ۱۰ / ہجری: اَبیارِ علی رضی اللہ عنہ میں جبریل علیہ السلام کی حاضری:

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۰ / ہجری۔ ۲۵ / ذی قعدہ ۱۰ / ہجری، ۲۲ / فروری ۶۳۲ عیسوی بروز ہفتہ: یہ تاریخ ہے، حجۃ الوداع کے لیے روانگی کی، اس واقعہ میں کئی بار جبریل علیہ السلام حاضر

ہوئے، اب معمولی تعارف پیش خدمت ہے، اس جگہ کا جہاں سے آپ ﷺ نے احرام باندھا۔

ذُو الحُلَیفه: [اَبیارِ علی رضی اللہ عنہ] جہاں سے نبی کریم ﷺ نے حج کا احرام باندھا، اس کے متصل ہی مکہ کی جانب سے وادی عقیق کا سلسلہ چلا آتا ہے، جو یہاں سے آگے مدینہ منورہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس وادی میں مسجدِ میقات ہے، مدینہ والے اب بھی وہیں سے احرام باندھتے ہیں، حج کے ایام میں یہاں بھی روحُ القدس سے یادگار ملاقات رہی۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

جبریل علیہ السلام میرے پاس ایک رات [وادی عقیق] میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے محمد ﷺ! اس مبارک وادی میں آپ ﷺ نماز ادا کریں اور لوگوں کو یہ فرمادیں کہ میں نے حج اور عمرے کا احرام باندھا ہے۔ ☆ [جب احرام باندھ لیا گیا تو وہ] مجھے یہ حکم الٰہی سنانے کے لیے تشریف لائے اور کہا: اے محمد! اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو حکم دیں کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے کہیں۔ ☆ تلبیہ تو حج کی زینت ہے، اور حج کا شعارِ خاص ہے۔ اس لیے جبریل علیہ السلام میرے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ میں [اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم] اعلان کی طرح تلبیہ پڑھیں۔ ☆

﴿۱۰۴﴾ یومِ عرفہ ۹/ذی الحجہ میدانِ عرفات میں مکالمہ:

[نسی منسوخ یوم عرفہ] ۹/ذی الحجہ ۱۰/ہجری ۶/مارچ بروز جمعہ ۶۳۲ عیسوی [حجۃ الوداع]: منیٰ، مُزدَلفَہ اور عرفات تینوں مقامات شعائر حج میں سے ہیں، منیٰ مسجد الحرام سے چند کلو میٹر مشرقی جانب، اس کے بعد مزدلفہ ہے اور اس کے بعد میدانِ عرفات ہے، جو مسجدِ حرام سے ۲۲ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے یہاں سب حجاج ۹ ذی الحجہ کو جمع ہوتے ہیں اور امامِ وقت کی اقتداء میں ظہر و عصر کی نماز قصر کے ساتھ ظہر کے وقت میں ادا کرتے ہیں، ان مقامات پر حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سید المرسلین ﷺ نے فرمایا:

میرے پاس [حجۃ الوداع کی ایک گھڑی میں] حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے

اور اللہ کا سلام پہنچانے کے بعد یہ کہا: اے محمد ﷺ [اپنے ماننے والوں کو یہ خوشخبری سنا دو کہ عرفات و مزدلفہ اور دیگر مقامات پر حاضری دینے والے سارے لوگوں کو معاف کر دیا گیا ہے۔ معافی کا یہ سلسلہ خاص ان شرکاء حج کے لیے نہیں، بلکہ ہمیشہ ہی جو حجاج یہاں آتے رہیں گے، ان کے لیے ہے، جو شخص جب بھی حج کرے گا، اسے مغفرت کا یہ انعام ملے گا۔ اس حج میں [خطبۂ حج کے لیے حضرت جبریل علیہ السلام اللہ کا خصوصی پیغام لے کر حاضر ہوئے، اس لیے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کہا گیا کہ وہ لوگوں کو کہیں کہ سب خاموش ہو جائیں! اللہ کے رسول ﷺ ان سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حاضرین میں خاموش رہنے کا اعلان کرتے ہیں۔

لوگوں کی خاموشی کے بعد جو خطبہ دیا گیا [اس کا کچھ حصہ] یہ تھا: اے لوگو! میرے پاس ابھی حضرت جبریل علیہ السلام آئے، انہوں نے مجھ تک اللہ کا سلام اور اس کے بعد یہ پیغام پہنچایا کہ اللہ نے اہلِ عرفات کو معاف کر دیا اور اہلِ مشعر [مزدلفہ والوں] کو بخش دیا اور ان کے ان حقوق کی ضمانت بھی لے لی ہے جو وہ ادا نہ کر سکیں، اور سنو اے اہلِ عرفات! یہ اعلان تمہارے بعد آنے والے میرے امتیوں کے لیے بھی ہے۔ ☆

﴿۱۰۵﴾ ہم آپ ﷺ کو خوش رکھیں گے، غم نہ کریں!

اس واقعہ کو پڑھ کر ایک امتی کے دل میں اللہ، اس کے رسول ﷺ اور جبریل علیہ السلام سے محبت میں اضافہ ہونا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ حضور ﷺ کے امتی ہونے کی بناء پر اس کے تذکرے کہاں سے کہاں تک ہوتے ہیں؟ اور یہ کہ سیدنا حضرت محمد ﷺ اپنے ہر امتی کو پچھلی امتوں سے اوپر دیکھنا چاہتے تھے، زیرِ نظر واقعہ اگرچہ مجوزہ عنوان یعنی عرفات اور حج سے متعلق نہیں ہے، تاہم میدانِ عرفات میں جس مغفرتِ عامہ کی بات ہوئی، اس کا حصہ ہے اور جبریل علیہ السلام کی حاضری کی مناسبت سے لکھا جا رہا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ سے میں نے یہ التجا کی: يَا رَبِّ أُمَّتِي "اے اللہ! میری اُمت پہ رحم فرما!"

[اس دعا کی ضرورت تب ہوئی جب قرآنِ کریم کی ان دو آیات کو پڑھا، ان میں سے ایک

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے، جب انہوں نے اپنی امت کے متعلق یہ دعا کی۔

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا:

إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۔☆ اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی: رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔☆ اے رب انہوں نے گمراہ کیا بہت لوگوں کو جس نے پیروی کی میری، سو وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا، تو بخشنے والا مہربان ہے۔

میری دعا:

[یہ ان دونوں نبیوں کی دعائیں ہیں، میرا معاملہ اپنی امت کے ساتھ یہ ہے کہ] میں نے دونوں ہاتھ بارگاہِ رب العزت میں پھیلا دیے اور کہا: اے اللہ میری اُمت [کو عذاب سے بچانا! میں ان کے لیے بے زاری کا اعلان نہیں کرتا] "میری امت" کہتے ہوئے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے تو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ جاننے کے باوجود جبریل علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا: جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھو! وہ کیوں روتے ہیں؟

حضرت جبریل علیہ السلام: میرے پاس حاضر ہوئے اور سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں غمگین ہیں؟۔

میں نے کہا: [میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان دونوں نبیوں کی طرح میں تو بیزاری کا اعلان نہیں کروں گا، مجھے تو اس کی بخشش چاہیے اور بس]!

حضرت جبریل علیہ السلام: میری یہ التجا سن کر آسمانوں میں گئے، واپس آئے تو انہوں نے اللہ کی طرف سے یہ جواب دیا: اے محمد: [ﷺ]! اللہ فرماتے ہیں: ہم آپ ﷺ کو آپ کی اُمت [کی بخشش کے] بارے میں خوش کریں گے۔ ☆

﴿۱۰۶﴾ مرضُ الوفات: حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں حاضریاں:

[مدنی روَیت] ۳۰ر صفر ۱۱ ہجری، ۲۷ر مئی ۶۳۲ ر عیسوی بروز بدھ سے ۱۲ر ربیع الاول ۱۱ر ہجری ۸ر جون بروز پیر تک: یہ وہ ایام ہیں، جن میں سید الکائنات ﷺ اپنی ظاہری زندگی کے آخری ایام میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں قیام پذیر ہو گئے تھے، اس دوران ایام مرض میں روح الامین علیہ السلام کی حاضریاں رہیں، ان میں جو مکالماتی مجالس ہوئیں، ان کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔ آج یہ جگہ مسجد نبوی ﷺ کے مشرقی پہلو میں سبز گنبد کے نیچے ہے، اسی میں اللہ کے رسول ﷺ اپنے ساتھیوں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ آرام فرما ہیں، ان کی زندگی میں ہی اسے جنت کا حصہ قرار دیا گیا تھا، اس کے ساتھ ہی حضرت فاطمہ بنت رسول ﷺ اور اس کے قرب و جوار میں ازواج نبی رضی اللہ عنہن کے حجرات ہیں۔

اس باب کے پہلے حصے میں خود حضرت نبی مکرم علیہ السلام کے چند بیانات اور ان کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کردہ ایمان افروز واقعات کو جگہ دی جائے گی، حضور سید المرسلین علیہ الصلوات والتسلیم کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری دن ملک الموتِ حاضر ہوئے، ان کے بعد جبریل علیہ السلام حاضر ہو گئے۔ [ان سے یہ گفتگو ہوئی]۔

اے جبریل: [یہ میرے پاس اس وقت عزرائیل علیہ السلام موجود ہیں] کیا یہ اس دنیا سے رُخصتی کا وقت ہے، مجھے کوئی اچھی خبر سنا دیجئے!

روحُ الامین علیہ السلام: اے اللہ کے محبوب! میں آپ ﷺ کو بشارت دیتا ہوں وہ یہ کہ آسمانوں سے آتے ہوئے میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے استقبال کے لیے، اَفلاک کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، فرشتے صف در صف آپ ﷺ کی روح کو سلام پیش کر رہے ہیں۔

میں نے کہا: اے جبریل! اس نعمت پر میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں، مجھے کچھ اور بشارتیں سنا دیجئے!

روح الامین علیہ السلام: اے محمد! میں یہ بشارت سناتا ہوں کہ جنت کے درخت لہلہا رہے ہیں اور اے محمد! آپ ﷺ کے استقبال کے لیے حوروں نے بھی [جنت کی] آرائش کی ہے۔

میں نے کہا: اے جبریل! میں اس انعام پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کوئی اور خوش خبری سنائیں!

روح الامین علیہ السلام: اے حبیب! آپ ﷺ ہی قیامت میں سب سے پہلے شافع ہیں کہ جن کی شفاعت قبول ہوگی [اتنے بڑے انعام کے باوجود] آپ ﷺ کس سوال کا جواب چاہتے ہیں؟

میں نے کہا: اے جبریل! میں اپنے اس فکر و غم [کا اظہار کر ہی دیتا ہوں] میرے بعد ان قُراء قرآن کا کیا ہوگا؟ روزہ داروں کا کیا بنے گا؟ حجاج کا کیا ہوگا؟ میری اس اُمت کا کیا ہوگا جو شرک و کفر سے پاک ہے؟

جبریل علیہ السلام: اے محمد ﷺ! [میں آپ ﷺ کو ایک خبر دیتا ہوں جس سے آپ ﷺ] خوش ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے محمد! جنت میں اس وقت تک کوئی نہ جا سکے گا، جب تک آپ ﷺ اپنی ساری امت کو وہاں نہ لے جائیں گے۔

میں نے کہا: اے جبریل! اب میرا جی خوش ہوا [اے ملک الموت!] اب تم اپنا کام کرو! ☆

ملاحظہ: یہاں تک ابواب میں حیاتِ رسول ﷺ میں جبریل کے واقعات بیان ہوئے، اگلے باب میں وصال کے بعد محشر کے دن تک کے ایام کا ذکر ہے۔

باب ⑩:

از وصالِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تا فردائے حشر

[۱۱ ہجری تا دخولِ جنت، از عنوان: ۱۰۷ تا ۱۱۱۔ مضامین کے حوالے کتاب کے آخر میں ہیں]

﴿۱۰۷﴾ میرے وصال کے بعد جبریل علیہ السلام کی آمد:

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا شفیق و مہربان انسان نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ جبریل علیہ السلام کی آمد اور اس کی برکات و فیوض کا سلسلہ ان کے وصال کے بعد بھی جاری رہے [یہ باب اسی مضمون کے لیے ہے] آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فکر ہوئی کہ جب سلسلۂ نبوت ہی ختم ہوا چاہتا ہے تو اب جبریل علیہ السلام میرے ماننے والوں کے پاس کس لیے حاضر ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ نے اس سوال کا جواب کس خوبصورت پیرائے میں دیا، پڑھیے! سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مجھے یہ فکر لاحق ہوئی کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام [کی طرح دیگر نبیوں نے دین کی تبلیغ کی، ان کی اُمتیں ان کی موجودگی میں آسمانی خیرات، و برکات، وحی کی غایات سے فیض یاب ہوتی رہیں، ان کے جانے کے بعد وہ] اللہ کے اس سلام سے بھی محروم ہوتی رہیں [جو نبی کی موجودگی میں ان پر نازل ہوا کرتے تھے، وحی کا مبارک سلسلہ بند ہو جاتا، تو ان کی اُمت کے لوگ اس آسمانی نعمت سے محروم ہو جاتے تھے] اللہ تعالیٰ نے میرے اس خدشے کو دور کرنے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی اور وعدہ کیا کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ میں یہ سلسلہ جاری رہے گا، تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ☆ ترجمہ: اُترتے ہیں فرشتے اور روح [جبریل بھی آتے ہیں]

اُس میں اپنے رب کے حکم سے ہر کام پر امان ہے، وہ رات صبح کے نکلنے تک [بابرکت رہتی ہے]۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے مزید ارشاد فرمایا: اے محمد! ہم نے آپ ﷺ کو [بظاہر اس دنیا سے لے ہی جانا ہے، لیکن آپ ﷺ کی اُمت کو سلامتی پہنچتی رہے گی، میں جبریل علیہ السلام کو آپ کی امت کے لیے آپ ﷺ کا خلیفہ بنا دوں گا، جو ہر لیلۃ القدر کو آسمانوں سے فرشتوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ آئیں گے اور سلامتی نازل کریں گے۔☆

﴿۱۰۸﴾ قرآنِ کریم کی تلاوت اور اس کا فہم ہی لوگوں کو بچائے گا:

ہمارے نبی ﷺ ہم سب اہلِ ایمان کے متعلق بہت متفکر ہوتے تھے کہ ان کے ایمان کا کیا بنے گا؟ ان کی معیشت کیسی ہوگی؟ ان پر عذاب تو نہ آجائے گا؟ چنانچہ جبریل امین بھی اس قسم کے حالات سے آگاہی دیتے رہتے تھے۔ نبی محترم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

جبریل علیہ السلام: ایک دن میرے پاس آئے تو کہنے لگے: اے محمد! آپ ﷺ کی اُمت میں اختلافات بہت ہو جائیں گے۔

میں نے کہا: اس سے بچاؤ کا راستہ؟

جبریل علیہ السلام بولے: قرآنِ کریم [، اس کی تلاوت اور تفہیم کے ساتھ اس کی دعوت] ہی ایک ایسا راستہ ہے، جس پہ چل کے اُمت بچ سکے گی، اسی قرآن کی برکت سے ہر ظالم کو اللہ تعالیٰ برباد کرے گا، اس کے ساتھ جو مضبوطی سے چمٹ جائے گا، وہ نجات پا جائے گا۔ اور جو اسے چھوڑے گا، وہ ہلاک ہوگا، [دو بار یہ جملہ کہا] اس سلسلے میں مزید ارشاد فرمایا: یہ فیصلہ کُن کلام ہے۔ اس میں پہلوں کی خبریں، درمیان کے فیصلے اور بعد میں پیش آنے والے حالات ہیں، اللہ کا یہ وہ شیریں کلام ہے، جب بھی پڑھو، نئی لذت پاؤ اور [جتنا اس کا مطالعہ کرتے جاؤ گے] اس میں سے عجیب و غریب نکات نکالتے جاؤ گے۔☆

﴿۱۰۹﴾ "مقامِ محمود" میں جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوگی:

رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد اور قیامِ قیامت کے حالات میں جبریل امین کی کئی ملاقاتوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ایک حدیث کا انتخاب اس سلسلے میں یہ ہے، ارشاد ہوا:

روزِ قیامت جن کو مرنے کے بعد سب سے پہلے اٹھایا جائے گا، ان میں ایک [میرے دوست اور حبیب، حضرت روحُ القدس] جبریل علیہ السلام ہوں گے، پھر تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیدار کیا جائے گا اور اس کو شفاعتِ کبریٰ کا حق دیا جائے گا، یہی وہ "مقامِ محمود" ہے، جس کا ذکرِ خیر اللہ نے قرآن کریم کے اندر ان الفاظ میں کیا ہے۔ عَسٰى أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ☆ ترجمہ: قریب ہے کہ کھڑا کر دے تجھ کو تیرا رب مقامِ محمود میں۔☆

﴿۱۱۰﴾ بخشش کے خاص مقام میں روح الامین کا ساتھ:

محشر میں کون کسی کا ساتھ دے گا؟ ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی، اس دن کسی کو اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل فرشتوں کی معیت اور نسبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کام آ جائے تو زہے قسمت ہے، قیامت کے دن جبریل علیہ السلام کیسے کیسے سامنے آئیں گے ان میں ایک منظر یہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

اس دن ایک میرا اُمتی وہاں حاضر ہوگا، جس کا نام اَحْمَدْ یا مُحَمَّدْ ہوگا، اللہ جل شانہ اس سے یہ فرمائیں گے: اے میرے بندے! تجھے تو شرم نہ آئی کہ نام میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رکھوالیا اور میری نافرمانی کرتا رہا! یہ سن کر وہ آدمی سر جھکا لے گا، پھر حضرت جبریل علیہ السلام بھی ایسے ہی [اسے شرمندہ کریں گے] تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے جبریل! جانے دے، یہ میرے اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ ہے، مجھے ایسے انسان کو سزا دیتے ہوئے حیاء آتی ہے، جس کا نام میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر ہو۔☆

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکرِ آخرت میں اپنی امت کے لیے عموماً سوچتے رہتے تھے، آسمان

سے جبریل علیہ السلام آ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشارتیں سنا کر خوش کرتے رہتے تھے، ایسی ہی دل آویز کہانی سے] حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ اٹھاتے ہوئے فرمایا:

ایک دن میں مغموم بیٹھا ہوا تھا، جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے میری اس حالت کی وجہ معلوم کرنے کے لیے کہا:

جبریل: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج اتنے سوگوار کیوں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب سب کچھ جانتا ہے، اس نے سلام بھیجا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال معلوم کیا ہے۔

میں نے کہا: اے جبریل!: میں اپنی اُمت کے لیے مسلسل فکر میں ہوں۔

جبریل: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اہلِ کفر کا فکر ہے یا اہلِ ایمان کا غم ہے؟

میں نے کہا: اے جبریل علیہ السلام! میں متفکر ہوں ان لوگوں کے لیے جنہوں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھا ہے۔

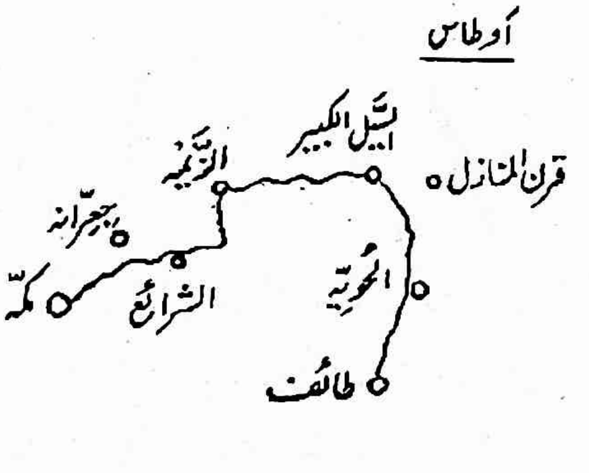
حضرت جبریل علیہ السلام میرا ہاتھ پکڑ کر مقبرۂ بنوسلمہ کی طرف چل دیتے ہیں اور وہاں پہنچ کر ایک قبر پر اپنا دایاں پر مار کر میّت کو کہتے ہیں: قُم بِاِذنِ اللّٰہ "اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ!" وہاں سے ایک سفید و منور شخصیت برآمد ہوتی ہے، جس کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے ہیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ☆ اس کے بعد جبریل علیہ السلام اسے واپسی کا کہتے ہیں اور مرنے والا اپنی قبر میں داخل ہو جاتا ہے، پھر ایک کافر کی قبر پہ یہی عمل دھرایا جاتا ہے، وہ اٹھتا ہے اسے اس حال میں دیکھا گیا کہ [ایمان نہ لانے کی وجہ سے اس کا چہرہ بدل چکا ہے اور] وہ اپنی سیاہ روئی پر ندامت کے آنسو بہا رہا ہے۔☆

﴿۱۱۱﴾ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری امت جنت میں جائے گی:

محبوبِ کائنات علیہ الصلوات اور فکرِ اُمت کے سلسلے میں جبریل علیہ السلام کی آمد کے واقعات بہت ہیں، ایک واقعہ یہ ہے: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: میرے پاس جبریل

علیہ السلام حاضر ہو کر کہنے لگے: اے محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام بھیجا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو امور کا اختیار دیا ہے کہ یا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ قبول کر لیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کا تہائی حصہ جنّت میں [ضرور چلا جائے] یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے منظور کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق شفاعت دے دیا جائے! جب میں نے دونوں میں غور کیا تو شفاعت کو پسند کر لیا، میں نے تمہیں اس معاملہ کی خبر کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام ایک بار پھر حاضر ہو گئے اور کہا: اے محمد! اللہ نے ایک ثلث نہیں دو ثلث اُمت کو شفاعت کے ذریعے جنت میں لے جانے کا حق دے دیا ہے۔ اللہ کے اس کرم و عنایت پر میں نے سجدۂ شکر ادا کیا ہے۔ ☆

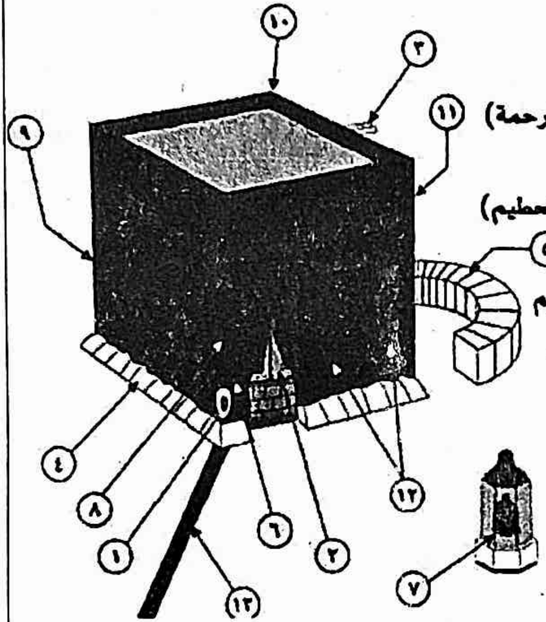
ملاحظہ: عنوان ۸۷ میں بھی یہ بشارت ہے۔ کتاب کا پانچواں حصہ پایۂ تکمیل کو پہنچا، اب چھٹا اور آخری حصہ شروع ہوا چاہتا ہے۔



فہرست نمبر 4 میں نزول جبریلؑ اور نبی اکرمؐ کے مکالمات کی کئی کہانیاں اس نقشے سے سمجھی جاسکتی ہیں۔

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ

اس میں روشن نشانیاں ہیں (آل عمران: ۹۷)



۱- الحجر الأسود
۲- باب الكعبة
۳- الميزاب (ميزاب الرحمة)
۴- الشاذروان
۵- حجر إسماعيل (الحطيم)
۶- المُلتَزَم
۷- مقام سيدنا إبراهيم
۸- ركن الحجر الأسود
۹- الركن اليماني
۱۰- الركن الشامي
۱۱- الركن العراقي
۱۲- ستار الكعبة
13- خط المرمر البني

ملاحظہ: اس کتاب کی فہرست نمبر 4 میں بیت اللہ، مطاف اور اس کے در و دیوار سے جڑے ہوئے کئی سنہری واقعات کے عنوان نمبر دیے گئے ہیں، اور بیت اللہ کے اس خاکہ میں نزولِ جبریلؑ کے مقامات کے ناموں اور ان کی صورت کو واضح کر دیا گیا ہے

چھٹا حصہ:

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال کے بعد فیضِ عام

[وصال کے بعد جبریل علیہ السلام اور اہل ایمان کے تعلقات]

مندرجات:

باب: ۱۱ تا ۱۳ کے مضامین از عنوان: ۱۱۲ تا آخر کتاب۔

دورانیہ مکالمات:

۱۱ھ میلادی تا قیام حشر۔

مکالمات اور ملاقاتوں کی تعداد:

بے شمار۔

قارئین! آخری حصے کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبریل علیہ السلام کی ملاقاتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حصے میں وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سانحہ سے حشر تک حضرت جبریل علیہ السلام کی ان خدمات کا تذکرہ ہے جو وہ اس امت میں فیضانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچانے کے لیے سرانجام دیتے رہیں گے۔ اس لیے "دورانیہ مکالمات" کو ہم نے اعلانِ نبوت کے دن سے ہمیشہ کے لیے بیان کر دیا۔ اور مکالمات کی تعداد کو بھی "بے شمار" قرار دے دیا۔ چنانچہ اس حصے کے پہلے باب (گیارہویں باب) کے اندر مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات کی کوشش کی گئی۔

(۱) عہد نبوی ﷺ کے مسلمانوں کی طرح ہم اہل ایمان کو کون سے اعمال و نظریات کا حاصل ہونا چاہیے کہ ہمیں حضرت جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھ آسمان کے دیگر فرشتوں کی محبتیں مل جائیں اور ان کی دعائیں حاصل ہوں؟

(۲) عہد رسول ﷺ کے ہر مسلمان مرد اور عورت کو یہ مقام کیوں حاصل تھا کہ جبریل علیہ السلام ان کے لیے نازل ہوتے تھے؟

(۳) کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام اور چند واقعات کا علم ہو، جن سے معلوم ہو کہ حضرت جبریل علیہ السلام ایمان والے لوگوں میں کتنی دل چسپی لیتے تھے؟

اس کے ساتھ ہی باب نمبر ۱۲ ہے، کتاب کے اس حصے میں حضور نبی محترم ﷺ کے ان ہزاروں ماننے والوں کا اجمالی ذکر خیر ہے، جنہوں نے نبی مکرم ﷺ کے آسمانی خادم خاص حضرت جبریل امین علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، ان کی باتیں سنیں اور نبی اکرم ﷺ سے ان مکالمات کو سنا۔

انہوں نے زمین و آسمان کا یہ نورانی اور علمی رشتہ جڑتے دیکھا اور نزول وحی کی کیفیات سے محظوظ ہوئے، ان میں وہ کون تھے، جن کے لیے حضرت روح الامین علیہ السلام خصوصی پیغام لائے اور اللہ کا پیغام پہنچایا؟

باب نمبر: "۱۳ المتفرقات/ تراشے" کے عنوان کے ساتھ ہے، اس میں ان مضامین کو جگہ ملی جو کتاب کے دیگر ابواب میں جگہ نہ پا سکے۔

باب نمبر: ۱۳ کے آخر میں ۷ فہارسِ علمیہ کا مفید، دل چسپ اور معلومات افزاء سلسلہ شروع ہے اس کے اندر عکس سیرتِ مصطفیٰ ﷺ (مضامین کتاب میں سیرت رسولِ اکرم ﷺ کے مختلف پہلوؤں کا ذکر بھی ہے)

باب (۱۱):

روحُ الامین علیہ السلام اور اہلِ ایمان

[۱۴۲ میلادی تا ۱۱ ہجری، از عنوان: ۱۱۲ تا ۱۱۵۔ مضامین کے حوالے کتاب کے آخر میں ہیں]

﴿۱۱۲﴾ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آفاقی ثمرات

قرآنِ کریم کا مطالعہ، جبریل علیہ السلام اور تمام فرشتوں کی الفتوں کا یہ راز کھولتا ہے کہ جو انسان سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جتنا قریب ہوتا رہتا ہے، اسی قدر یہ آسمانی مخلوق اس پر شفیق ومہربان ہوتی ہے حتیٰ کہ اس سے دوستی کرتی ہے، اللہ نے فرمایا: فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيرٌ ☆ ترجمہ: اللہ ہے اس کا رفیق اور جبریل اور نیک بخت ایمان والے اور فرشتے اس کے پیچھے مددگار ہیں۔

[کتاب وسنت میں اللہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جبریل علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمومی اہلِ ایمان کی محبتوں اور تائیدات کے یکجا ہونے کا ذکر آیا ہے، اس باب میں چند واقعات کا ذکر ہے جن میں (۱) یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ جس شخص سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت کرتے ہیں، اس پر اللہ اور اس کے فرشتے بھی مہربان ہوتے ہیں۔ (۲) یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں جو ایک انسان کو آسمانی دنیا، فرشتوں اور وہاں کے تمام حالات وواقعات سے واقف کرتے ہیں (۳) ایک انسان سے فرشتے کب اور کس طرح محبت کرتے ہیں؟ اس سوال کا جواب بھی حضرت نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کے حوالے سے دیتے ہوئے] ارشاد فرمایا:

ایک آدمی تسلسل کے ساتھ عبادت کرتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے یہ حکم ہوتا ہے: میرا فلاں بندہ میری رضا کی تلاش میں ہے، سنو اور غور سے سنو! میری رحمت

اس کی طرف متوجہ ہے، اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام اس کے لیے مزید رحمت کی دعا کرتے ہیں، پھر حاملین عرش فرشتے اور ان کے آس پاس والے، بعد ازاں آسمان کے سارے ملائکہ یہی کہتے ہیں [کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس امتی پر] اللہ کی رحمت کا نزول ہو، اس کے بعد [اس شخص کی مقبولیت و محبوبیت] زمین پر اتار دی جاتی ہے۔☆

﴿۱۱۳﴾ اے ابوبکر [رضی اللہ عنہ]! کیا تم اللہ سے خوش ہو؟

اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جان اور مال کے ساتھ اپنی مرضیات کی قربانی بھی کیا خوب رنگ لاتی ہے، انسان رشکِ ملائک بنتا ہے اور جبریل علیہ السلام اسے سلام کرنے آتے ہیں، اس سلسلے میں نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ایک دن حضرت ملک الوحی علیہ السلام آئے اور [حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ] کے لیے اس وقت فرحت و انبساط کا پیغام لائے جب] انہوں نے فتح مکہ تک اپنا کثیر مال [اسلام کی سربلندی میں] خرچ کر دیا تھا، اب وہ ایک معمولی عباء میں [میرے پاس] بیٹھے ہوئے تھے ،جس کے گریبان [پہ بٹن بھی نہ [تھا اور اسے ایک لکڑی کے ٹکڑے سے بند کر دیا گیا] تھا۔

جبریل علیہ السلام: آئے اور کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہیے کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ آپ [رضی اللہ عنہ] اللہ سے راضی بھی ہیں؟

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اے ابوبکر! یہ جبریل علیہ السلام آئے اور آپ کو اللہ کا سلام پہنچاتے ہیں اور اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا ہے کہ آپ اللہ سے راضی ہیں یا نہیں ہیں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: کیا میں اپنے رب سے راضی نہ ہوں گا [یہ کیسے ہو سکتا ہے؟] میں اپنے رب پہ راضی ہوں، میں اپنے رب پہ راضی ہوں۔☆

حضرت جبریل علیہ السلام: ایک روز میرے پاس حاضر اور راز و نیاز میں مصروف تھے، وہاں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گزرے تو کہنے لگے: یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ صاحب جو گزرے ہیں، یہ [ابوبکر] بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما ہی ہیں ناں؟

میں نے پوچھا: آپ ان کو جانتے ہیں کیا؟ اور دیگر آسمان والے فرشتے بھی ان سے واقف ہیں؟

جبریل علیہ السلام کہنے لگے: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے! یہ آسمان والوں میں اس سے کہیں زیادہ معروف ہیں، جس قدر وہ زمین میں نامور ہیں۔

﴿۱۱۴﴾ جبریل علیہ السلام کا معیارِ محبت، الفت حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

حضرت جبریل علیہ السلام ہر اس شخص سے محبت کرتے ہیں جو تعلیماتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوگر ہو جاتا ہے وہ ایسے انسانوں سے سلام کرتے ہیں، ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ آسمان کے سارے ملائکہ بھی ایسے لوگوں سے پیار کرتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

حضرت جبریل علیہ السلام ان تمام لوگوں سے محبت کرتے ہیں، جن سے میں پیار کرتا ہوں، میرے پاس ایک دن آئے اور عرض کی: حضرت عائشہ [رضی اللہ عنہا] کو میرا اسلام پہنچا دیں۔

☆ ایک روز حضرت خدیجہ [رضی اللہ عنہا] میری طرف آ رہی تھیں، جبریل علیہ السلام حاضر تھے، انہیں دیکھا تو عرض کی:

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں، ایک برتن میں سالن لائی ہیں، اس میں کھانے کی چیز ہے یا پینے کی [اللہ ہی بہتر جانتا ہے] آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ جائیں تو ان کو میرا سلام پیش کریں اور ان کو جنت کے محل کی خوشخبری سنا دیں۔☆

﴿۱۱۵﴾ تم اور تمہارا مال تمہارے والد کے ہیں:

دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کتنے ہی قضیے اس طرح کے پیش ہوئے کہ یہاں ایک مقدمہ آیا، ادھر جبریل علیہ السلام نے ان علوم کو کھولنا شروع کیا، جن کو صرف اللہ جانتے ہیں، وہ اپنا علم جبریل علیہ السلام کے ذریعے زمین والوں پہ اتار دیتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام اس وقت حاضر ہوئے، جب میرے پاس ایک لڑکا اپنے باپ کی شکایت کر چکا اور اس کے والد کو میرے پاس بلایا جا چکا تھا۔ [ہماری آپس میں یہ بات ہوئی]۔

جبریل علیہ السلام! اے محمد! اللہ آپ ﷺ کو سلام کہتے ہیں، ابھی آپ ﷺ کے پاس ایک بزرگ آئیں گے اور یہ وہی آدمی ہے، جس کے بارے میں اس کے بیٹے نے آپ ﷺ سے شکایت کی ہے اور آپ ﷺ نے اسے بلایا بھی ہے، ان سے کہنا کہ انہوں نے دل میں کون سی ایسی بات کی ہے کہ جس کی خبر اس کے اپنے کانوں کو بھی نہیں ہوئی، اے اللہ کے رسول! اس شخص کا دل دکھا ہے دل ہی دل میں اس نے بہت کچھ کہہ دیا ہے، اس باپ نے اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے وہ باتیں کیں جو اللہ کو معلوم ہیں [وہ بزرگ حاضر ہوتے ہیں اور ان سے یہ سوال و جواب ہوتے ہیں۔]

سوال: بزرگو! کیا معاملہ ہے تمہارا اور تمہارے بیٹے کا؟ کیا آپ اس کا مال لینا چاہتے ہیں؟ [اس نے اسی قسم کے خدشات کا اظہار کیا ہے کہ میرے والد مجھ سے میرا مال لینا چاہتے ہیں]

جواب: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ اسی سے پوچھ لیجئے! کیا میں جو کماتا ہوں وہ اس کی پھوپھیوں، خالاؤں یا اپنے اوپر خرچ کر لیتا ہوں [یا اس پر خرچ کرتا ہوں؟]

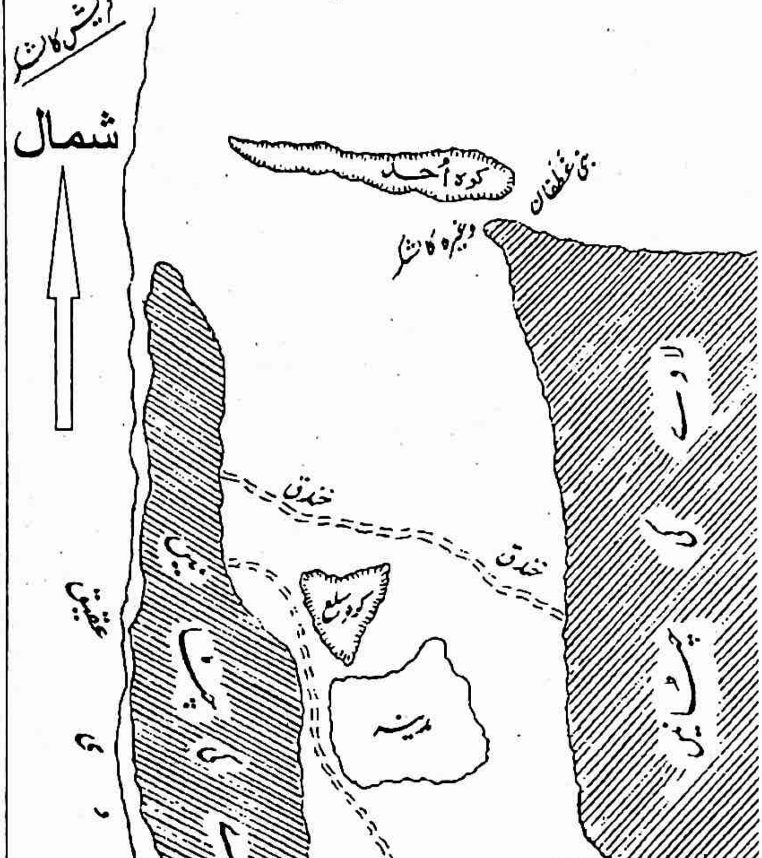
سوال: اچھا تو یہ معاملہ ہے، چلو اس کو یہیں چھوڑیں [آپ کے بیٹے سے پوچھ لیں گے] اب پہلے مجھے، وہ بتاؤ جو تم نے دل میں اس وقت کہا [جب تمہیں علم ہوا کہ بیٹے نے تمہاری شکایت کی ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں بطورِ ملزم بلا لیا ہے، اس وقت تم گھر سے میری طرف چلے تو دل میں جو کہا، وہ] بولو! میں سننا چاہتا ہوں۔ [دیہاتی نے وہ اشعار سنائے جو اس نے دکھے ہوئے دل سے کہے تھے ان کا اردو ترجمہ یہ ہے:]

اے میرے بیٹے! جس دن تو پیدا ہوا، ہماری محنت کے دن اسی روز سے شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔ تو روتا تھا ہم سو نہیں سکتے تھے۔۔۔۔ تو نہ کھاتا تو ہم کھا نہیں سکتے تھے۔۔۔۔

تو بیمار ہوتا تو طبیبوں کے پاس تجھے لیے پھرتے، ہم ڈرتے تھے اس بات سے کہ کہیں تو مر نہ جائے، حالانکہ موت الگ چیز ہے اور بیماری الگ شے ہے۔۔۔۔پھر تجھے گرمی سے بچانے کے لیے میں شب و روز کام میں جتا رہا کہ میرے بیٹے کو ٹھنڈی چھاؤں مل جائے۔۔۔اور کبھی ٹھنڈک سے بچانے کے لیے میں نے پتھر توڑے۔۔۔تغاریاں اٹھائیں کہ میرے بچے کو گرمی مل جائے۔۔۔جو کمایا وہ تیرے لیے۔۔۔جو بچایا وہ بھی تیرے لیے۔۔۔تیری جوانی کے خواب دیکھنے کے لیے میں نے دن رات محنت کی کہ اب میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں۔۔۔لیکن تو کڑیل جوان ہوگیا ہے۔۔۔پھر مجھ پر خزاں نے ڈیرے ڈال لیے لیکن تجھ پر بہار آ گئی۔۔۔میں جھک گیا تو سیدھا ہوگیا۔۔۔اب میری خواہش اور امید پوری ہوئی کہ تو ہرا بھرا ہوگیا ہے۔۔۔تو میں اس امید پہ زندہ ہوں کہ زندگی کی آخری سانسیں تیری چھاؤں میں بیٹھ کر گزاروں گا۔۔۔مگر یہ کیا ہوگیا کہ جوانی آتے ہی تیرے تیور بدل گئے۔۔۔تیری آنکھیں ماتھے پہ چڑھ گئیں۔۔۔اب تو ایسے بات کرتا ہے کہ جیسے میرا سینہ پھاڑ کر رکھ دے گا۔۔۔تو مجھ سے ایسے معاملات کرتا ہے کہ جیسے کوئی غلام سے بھی نہیں کرتا۔۔۔[اب تیری اس بد اخلاقی] نے میری ساری زندگی کی محنت کو جھٹلا دیا ہے [تیرے رویے سے لگتا ہے] کہ میں تیرا باپ نہیں، نوکر ہوں۔۔۔۔نوکر کو بھی کوئی ایک وقت روٹی دے دیتا ہے۔۔۔۔تو نوکر سمجھ کر ہی مجھے روٹی دے دیا کر! ☆ [حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں یہ اشعار سنے تو مجھ سے روئے بغیر نہ رہا گیا، اس لڑکے کا گریبان پکڑا اور اس کو کہا: تو اور تیرا سب کچھ تیرے باپ کا ہے۔تو اور تیرا سب کچھ تیرے باپ کا ہے، تو اور تیرا سب کچھ تیرے باپ کا ہے۔☆

ملاحظہ: جبریل علیہ السلام کی اہل ایمان سے محبت کے واقعات بڑے ایمان افزاء ہیں جو اس باب نمبر ۱۱ میں بیان کیے گئے ہیں، اب باب نمبر ۱۲ میں بھی اس سے ملتے جلتے واقعات ہیں، ان میں زیارت جبریل کی چاشنی مزید ہے۔

جنگِ خندق کا یہ نقشہ اس لیے دیا جا رہا ہے کہ کتاب کی فہرست نمبر 4 میں مقاماتِ نزولِ جبریلؑ اور مکالماتِ رسولؐ اور آپ کی دعاؤں کی جن جگہوں کا ذکر ہے ان کا تعلق اس علاقے سے بھی ہے۔



باب ⑫:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور زیارتِ جبریل علیہ السلام

[۱ نبوی تا ۱۱ ہجری، از عنوان: ۱۱۶ تا ۱۲۷ ۔ مضامین کے حوالے کتاب کے آخر میں ہیں]

﴿۱۱۶﴾ رُوحُ الامین علیہ السلام کو کثیر تعداد نے دیکھا:

جیسا کہ لکھا جا چکا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب سید الملائکہ علیہ السلام آتے تو انسانی صورت میں ہوتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ نظر نہیں آتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ان کو دیکھتے اور ان کی آواز سن سکتے تھے، اوّل الذکر اندازِ ملاقات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس خادمِ حبیب کبریا علیہ السلام کو دیکھ سکتے تھے۔☆ اور صُفّہ کے جو واقعات بیان ہوئے ان میں مسلمانوں کی کثیر تعداد نے ان کو دیکھا☆ [دیکھیں عنوان نمبر: ۵۴ تا ۵۹] بعض ایام میں ان کی تشریف آوری تعلیمِ اہلِ ایمان کے لیے ہوتی تھی، اس لیے اس سے بڑی مجالس میں اور کئی بار تو خطبہ جمعہ کے درمیان میں بھی حاضر ہوئے۔ اس باب میں ان دلچسپ، سبق آموز اور منفرد واقعات کا تذکرہ ہے، جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم وصحابیات رضی اللہ عنہن نے فرشتہ وحی کو دیکھا یا ان کی موجودگی میں جبریل علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے۔

﴿۱۱۷﴾ ہم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا! [صحابہ رضی اللہ عنہم کے بیانات]:

حضرت جبریل علیہ السلام کو جب انسانی صورت میں آئے تو مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھا، اب یہاں لکھے جاتے ہیں، ان خوش قسمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خُدّام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مجاہدین اور ان صحابیات رضی اللہ عنہن کے بیانات جنہوں نے روحُ الامین علیہ السلام کی زیارت کی اور ان کو یہ اعزاز

نبی اکرم ﷺ کی برکت سے دیا گیا۔☆

﴿۱۱۸﴾ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر تھی، وہاں ایک شخص آیا، حضور ﷺ سے باتیں کی اور چلا گیا، مجھ سے حضور ﷺ نے پوچھا: معلوم بھی ہے، یہ کون ہے؟ پھر خود ہی فرمایا: تم سوچ رہی ہوگی کہ وہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ فرما کر حضور ﷺ میرے پاس سے مسجد میں چلے گئے اور خطبہ کی آواز میرے کانوں میں آنے لگی [اس خطبے کے مفہوم سے میں یہ سمجھی کہ ابھی جس شخصیت کو میں نے حضور ﷺ کے پاس دیکھا تھا] وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔☆ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ہی کے گھر میں حضور اکرم ﷺ موجود تھے، جب جبریل علیہ السلام حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی قبولیت توبہ کا پروانہ لے کر آئے، جنہوں نے اپنی غلطی کی بنا پر یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ وہ ستون کے ساتھ اس وقت تک مسجد نبوی ﷺ میں بندھے رہیں گے، جب تک ان کی توبہ قبول نہ ہو۔☆

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ہے کہ ایک نووارد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! ایمان کیا ہے؟ اسلام کیا ہے؟ اور احسان کیا ہے؟ نبی علیہ السلام نے ان سب کے اور دیگر بہت سے سوالوں کے جوابات دیے، پھر وہ چلا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اسے بلالاؤ! ہم باہر نکلے کہ تلاش کریں، لیکن وہ جاچکا تھا، حضور ﷺ نے فرمایا: یہ جبریل علیہ السلام تھے، اس طرح وہ تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے ☆ [کہ انہوں نے سوالات کیے، میں نے جوابات دیے، جنہیں تم نے سنا۔ اس روایت جیسی دیگر بہت سی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کثیر تعداد نے بیک وقت حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا، ان کی آواز کو سنا اور ان کے ذریعے آسمانی علوم سے بالمشافہ استفادہ کیا۔]

﴿۱۱۹﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ:

یہ خادمِ رسول ﷺ ہیں وہ کہتے ہیں: میں نے اس لشکر میں حضرت جبریل علیہ السلام کو

معیتِ رسول ﷺ میں چلتے دیکھا، جو بنو قریظہ کی طرف بڑھ رہا تھا، یہ واقعہ میرے قلب و نظر میں یوں محفوظ ہے گویا ان کے گھوڑے کے پاؤں سے اڑنے والے غبار کو ابھی بھی دیکھ رہا ہوں۔☆ ہم قبیلۂ بنو غنم کے کچھ افراد ایک جگہ [مدینہ طیبہ میں] بیٹھے ہوئے، ہم نے دیکھا کہ حضرت نبی محترم علیہ السلام ہمارے پاس سے گزرے، وہ کسی کی تلاش میں تھے [ان سے ہماری یہ باتیں ہوئیں]۔

حضورِ اکرم ﷺ: کیا تمہارے سامنے سے ابھی کوئی گھڑسوار گزرا ہے؟

ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ابھی ایک شہ سوار حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ یہاں سے گئے، ان پر اونی چادر یا دیباج ریشم کی رداء تھی، وہ زرہ پوش تھے۔

حضورِ اکرم ﷺ: جن کو تم نے اس شان سے جاتے دیکھا وہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں حضرت جبریل امین علیہ السلام تھے۔☆

﴿۱۲۰﴾ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ:

ہم کئی صحابہ رضی اللہ عنہم ایک جگہ موجود تھے، کہ حضور نبی اکرم ﷺ اور ان کے ساتھ ایک آدمی دراز گوش پہ سوار ہمارے پاس سے گزرے، میں نے حضور ﷺ کو سلام کیا، دونوں حضرات نے مجھے سلام کا جواب دیا، وہ اَلمَقاعِد [حضرت جبریل علیہ السلام کے عموماً بیٹھنے کی جگہ] یعنی بابِ جبریل سے بابِ بقیع تک حصے میں] موجود تھے، جب حضور ﷺ سے ملاقات ہوئی تو [میری اور ان کی یہ گفتگو ہوئی]۔

حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے نعمان! معلوم بھی ہے میرے ساتھ کون تھے؟

میں نے عرض کی: جی ہاں [اے اللہ کے رسول وہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہی تھے ناں؟]

ارشاد فرمایا: ہاں جو میرے ساتھ سوار تھے وہ جبریل اَمین علیہ السلام تھے، انہوں نے تمہارے سلام کا جواب بھی دیا تھا۔☆ [اس واقعے میں المَقَاعِدُ کا ذکر ہے، اس کی وضاحت کے لیے دیکھیے عنوان نمبر (۱) ذیلی نمبر (۳)]۔

﴿۱۲۱﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

میرے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص کو سرگوشی کرتے دیکھا، میرے والد محترم مجھے فرمانے لگے: تم نے دیکھا، تمہارے چچازاد [حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کی وجہ سے] ہمیں بھی توجہ نہیں دے رہے، یہ کون ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! اباجی، ان کے پاس کوئی [خاص آدمی ہی بیٹھے] ہیں، جن سے وہ خاص باتیں کرتے ہیں، وہاں سے ہم لوٹ کر آئے [تو وہ آدمی جا چکا تھا، میرے والد نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا کہ ہم نے ان کے متعلق کیا بات کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: [مجھے مخاطب ہو کر] اے عبداللہ! تم نے دیکھا اس شخص کو؟

عرض کی: جی ہاں! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ارشاد ہوا: وہ جبریل امین علیہ السلام تھے جن سے میں محوِ کلام تھا۔ ☆

﴿۱۲۲﴾ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کی عیادت میں جبریل علیہ السلام کی حاضری:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے، وہاں پہنچے تو اندر کسی کے باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت لے کر اندر گئے۔

ارشاد فرمایا: میں نے سنا تھا کہ تم کسی سے باتیں کر رہے ہو، یہاں تو کوئی نظر نہیں آیا، کس سے بول رہے تھے؟

عرض کی: یَا رَسُولَ اللہ! مجھے بخار تھا، میں اس لیے گھر میں آ گیا کہ لوگ مجھ سے باتیں کریں گے۔ [میں یہاں آ کر آرام کرنے لگا] ایک شخص [میری عیادت کے لیے] حاضر ہوا، وہ ایسا باادب اور انتہائی خوبصورت کلام کرنے والا اور شائستہ بولنے والا تھا کہ میں نے ایسا آدمی نہیں دیکھا۔

ارشاد فرمایا: وہ جبریل علیہ السلام تھے، تم میں سے بعض لوگ ایسے مقبول ہیں کہ وہ اللہ

پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر دیں گے۔☆

﴿۱۲۳﴾ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ:

فرماتے ہیں: میں صفا پہاڑی کے پاس سے گزرا، میں نے دیکھا کہ نبی محترم علیہ السلام کسی سے ہم راز ہیں، اس لیے میں تیزی سے گزر گیا [لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم پر مجھے واپس بلالیا گیا]۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ہمارے پاس کیوں نہ آئے؟ اگر تم آتے اور سلام کرتے تو ہم تمہارے سلام کا جواب دیتے۔

عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس شخص کے ساتھ کلام میں اس قدر مصروف تھے کہ کبھی کسی کو میں نے ایسے نہ دیکھا۔

ارشاد فرمایا: اے محمد بن مسلمہ! وہ جبریل امین علیہ السلام تھے۔

عرض کی: وہ کیا کہہ رہے تھے؟

ارشاد فرمایا: انہوں نے ہمسایوں کے حقوق کے متعلق اتنی تاکید کی ہے کہ مجھے یہ اندازہ ہوا کہ شاید ہمسائے اپنے پڑوسی کی وراثت کے حق دار بھی ہو جائیں گے۔☆

﴿۱۲۴﴾ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ:

فرماتے ہیں: ایک شب عشاء کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کہیں تشریف لے جاتے اور ان کے سامنے ایک روشنی کو دیکھا [مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھ لیا تو] ارشاد فرمایا: اے حذیفہ! تم نے وہ روشنی دیکھی ہے؟

عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! میں نے دیکھی ہے۔

ارشاد ہوا: یہ وہ ایک فرشتہ ہے، جس نے اللہ سے یہ اجازت لی کہ وہ مجھے سلام کرنے کے لیے حاضر ہو، اس نے مجھے یہ خوشخبری بھی سنائی ہے کہ [میرے نواسے حضرت] حسن وحسین

رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہوں گے اور [میری بیٹی حضرت] فاطمہ رضی اللہ عنہا وہاں پر عورتوں کی سردار ہوں گی۔☆

﴿۱۲۵﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا، وہاں حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے، اس دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آ گئے، حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسط سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اللہ کا سلام پہنچایا، میں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو جھلک رہے ہیں۔☆

﴿۱۲۶﴾ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ملاحظہ: اس عنوان نمبر کے تحت آنے والی ساری روایات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں، جو ہماری کتاب **اَنَا وَ حَبِیْبِی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "میں اور میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں بحوالہ جات موجود ہیں۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت سی احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف حَبِیْبِیْ "میرے محبوب" کہہ کر کرواتی ہیں اس لیے ترجمہ میں اس کی رعایت کی گئی ہے)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: میں مشرق و مغرب [پوری روئے زمین] میں گھوما میں نے [کہیں بھی اور کبھی بھی کوئی شخص] حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل نہ دیکھا اور نہ اس قبیلے سے بہتر کوئی خاندان ہے جس میں وہ پیدا ہوئے۔

☆ حضرت جبریل علیہ السلام کبھی ہمارے گھر میں ان سے ملتے۔ کبھی سفر میں اور کبھی کسی صحابی کے گھر میں مل لیتے۔ حضرت جبریل علیہ السلام دن رات کسی بھی وقت آسکتے تھے، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے مشتاق و منتظر رہتے۔

☆ اللہ کے رسول ﷺ [سال بھر میں] ایک مہینہ غارِ حرا میں عبادت کرتے تھے، اتفاق یہ کہ یہ ماہِ رمضان تھا، ایک رات کو نکلے، آواز آئی: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ سوچا شاید یہ کوئی جن ہے [آواز آتی ہے اور بولنے والا نظر نہیں آتا، اس سے آگے کا واقعہ حضور ﷺ یوں سنایا کرتے تھے: اے عائشہ!] میں نے یہ قصّہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سنایا، وہ کہنے لگیں، کسی نے سلام ہی کیا ہے ناں؟ سلام تو اچھی چیز ہے، اس کے بعد دن نکلا تو سورج پہ جبریل علیہ السلام کو دیکھا ان کا ایک بازو مشرق اور دوسرا مغرب کو محیط تھا، میں ڈرتا ہوا گھر آیا، یہاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا میرے انتظار [میں تھیں] ان سے کچھ باتیں ہوئیں تو کچھ انس ہوا۔

ایک دن جبریل علیہ السلام کے ساتھ حضرت میکائیل علیہ السلام بھی تھے جو آسمان اور زمین کے درمیان معلّق تھے، جبریل علیہ السلام نے مجھے لٹایا، میرے دل کو نکالا، آبِ زم زم سے دھویا اور پھر میری پیٹھ پر مہر لگا دی اس مہر کا احساس میرے دل میں ہوا۔

پہلی ملاقات اور جبریل علیہ السلام سے دلی تعلّق:

☆ اللہ کے رسول ﷺ کی بعثت کے ایام میں ایک نابینا بزرگ [تورات و انجیل کے عالم] حضرت ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا تھے، [وہ نبی اکرم ﷺ کی مبارک عادات سے پہچان چکے تھے کہ آپ ﷺ ہی آخری نبی ہیں] ان کو حضور ﷺ نے اپنے حالات خود سنائے کہ غارِ حرا میں یہ واقعہ پیش آیا اور وہاں ایک فرشتے سے ملاقات ہوئی ہے، حضرت ورقہ نے کہا: یہ وہی فرشتے [حضرت جبریل علیہ السلام] ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے تھے [اے محمد ﷺ! تم اللہ کے سچے نبی ہو، تمہاری عادات نبیوں والی ہیں] کاش، میں اس وقت تک زندہ رہوں، جب تمہاری قوم تم کو [مکّہ سے] نکال دے گی، تو اس وقت میں تمہاری مدد کروں۔

☆ اللہ کے رسول ﷺ [کو حضرت جبریل علیہ السلام سے محبّت تھی، انہوں] نے فرمایا: سفید رنگ کا مرغ مجھے پسند ہے اور میرے محبوب جبریل علیہ السلام کو بھی محبوب ہے۔ جب میرے محبوب

ﷺ کی عمر مبارک. بہت کم تھی اس وقت سے جبریل علیہ السلام کی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہے۔اعلانِ نبوت سے پہلے بھی ان سے محوِ گفتگو ہوتے تھے۔ابتدائے وحی میں کچھ ایام کے لیے وہ نہ آئے تو اللہ کے رسول ﷺ [ان کی جدائی اور وحی میں تاخیر کی وجہ سے] شدید حزن وملال میں مبتلا ہوئے [ڈر ہوا کہ وہ] کہیں پہاڑوں سے اپنے آپ کو نہ گرالیں [ان کی یہ حالت ہوئی تو] جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کی: اے محمد (ﷺ)! آپ اللہ کے سچے رسول ہیں، اس میں شک نہیں ہے [اس ملاقات سے وہ بہت خوش ہوئے] دل کو تسکین ہوئی اور جان کو قرار آیا [اس قسم کی خوشخبریاں سننے کے لیے اور شوقِ ملاقات میں اللہ کے رسول ﷺ ہمیشہ جبریل علیہ السلام کے منتظر رہے۔

اصل صورت اور انسانی صورت میں دیکھنے کے واقعات:

☆ میرے محبوب ﷺ نے ان کو خواب میں بھی دیکھا، یہ ابتدائے نبوت کی بات ہے] جب جبریل علیہ السلام کو پہلی بار دیکھا، حضور ﷺ مکہ کے مقام اجیاد میں اپنی کسی ضرورت کے لیے نکلے، انہیں ایک آواز سنائی دی یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ! انہوں نے دائیں بائیں دیکھا، کچھ نہ دکھائی دیا، پھر دیکھا، کوئی نہ دکھائی دیا [ایک بار پھر بے تابی سے] نظر کی تو ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پہ لپیٹے آسمان کے افق پہ کھڑے نظر آرہے تھے اور کہہ رہے ہیں: اے محمد! اے محمد! جبریل! جبریل! [حیران نہ ہوں، میں جبریل ہوں] اللہ کے رسول ﷺ نے سفرِ معراج میں جبریل علیہ السلام کو اصل صورت میں اس طرح دیکھا کہ آسمانی افق پر صرف وہی نظر آرہے تھے۔

☆ میرے محبوب ﷺ کی خدمت میں حضرت جبریل علیہ السلام کبھی ایک صحابیٔ رسول حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں بھی آتے تھے، دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی داڑھی اور چہرہ بشرہ حضرت جبریل علیہ السلام سے ملتا تھا۔

☆ میں نے ایک دن [ایک شخص کو دیکھا] ترکی گھوڑے پہ سوار تھا، اس کے سر پر

عمامہ تھا، جس کا ایک کونہ مونڈھوں کے درمیان تھا، اپنے محبوب ﷺ سے پوچھا [یہ کون ہیں؟] انہوں نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تم نے دیکھ لیا؟ وہ جبریل علیہ السلام تھے۔

جبریل علیہ السلام کے مختلف پیغامات اور ہمارے گھریلو معاملات:

☆ اللہ کے رسول ﷺ [کے پاس وہ مختلف پیغامات لاتے رہے، کبھی ایسا ہوتا کہ جبریل علیہ السلام ان مقدمات کے فیصلے لے کر آتے جو حضور ﷺ کی عدالت میں پیش ہوتے تھے، نزولِ وحی اور جبریل علیہ السلام کی آمد کے مناظر تو کئی دیکھے لیکن جب وہ صرف میری براءت لے کر آئے اور مجھے پیغامِ الٰہی سنایا گیا وہ منظر ناقابل فراموش ہے] جب مجھ پر [الزامات کے] تیر چلائے گئے اور جس قدر چلائے گئے [اللہ بہتر جانتا ہے، اس گردشِ ایام سے] میں بالکل بے خبر تھی [کہ مدینہ شہر میں مجھے کس نسبت سے معروف کیا جا رہا ہے؟] کچھ عرصے بعد مجھے [اس وقت] علم ہوا جب میرے محبوب ﷺ اور ان کے سب ماننے والے اس واقعہ کی وجہ سے بہت اذیت میں تھے، قریب تھا کہ [اہلِ بیتِ نبی ﷺ پر بہتان کی وجہ سے] لوگ ہلاک ہو جاتے، میں اپنے والد کے گھر میں تھی اور اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس تشریف فرما تھے کہ اچانک ان پر وحی کے آثار [ظاہر ہونا شروع ہو گئے، میں دیکھتی ہوں کہ] ان کو ہلکی ہلکی نیند آنے لگتی ہے [پسینہ جبینِ اقدس پر ڈھلکنے لگتا ہے، ہم سب اہلِ خانہ کی نظریں ان کے چہرۂ مبارکہ پہ ٹکی ہوئی ہیں] نزولِ وحی کے بعد انہوں نے اپنا سر اٹھایا، پیشانی سے پسینہ صاف کیا [مسکرائے، میری طرف دیکھا اور] فرمایا: عائشہ! خوش ہو جاؤ! [اللہ نے تمہیں بَری اور منافقین کو جھوٹا قرار دے دیا ہے [میں اس وقت اللہ تعالیٰ کے اتنے بڑے احسان و انعام پر شکر کی کیفیت میں تھی، اس لیے] میں نے کہا: میں تو صرف اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں، آپ ﷺ کا نہیں [آپ ﷺ نے فرمایا، یہ درست کہتی ہے] پھر انہوں نے قرآنِ کریم کی وہ آیات تلاوت کیں، جو میری براءت میں اسی وقت اتری تھیں۔

جبریل امین علیہ السلام سے ملاقات، چند مشاہدات:

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مزید فرماتی ہیں: مجھے یاد ہے کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں، میں بھی وہاں حاضر خدمت ہوں، مجھے فرمانے لگے: اے عائشہ! یہ جبریل علیہ السلام [بیٹھے ہیں اور] تمہیں سلام کہتے ہیں، میں نے سلام کا جواب دیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جو ہم نہیں دیکھ پاتے وہ آپ دیکھ سکتے ہیں۔

☆ ایک دن میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یوں ہوا: اے عائشہ! یہ جبریل علیہ السلام تمہیں سلام کہتے ہیں، دراصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [جو کچھ] دیکھ لیتے ہم نہیں دیکھ سکتے تھے، اس لیے انہوں نے فرشتے کو دیکھا ہم نہ دیکھ سکے [مجھے یہ مقام ان کی دعاؤں اور معیت کے طفیل ملا کہ جبریل کو دیکھا اور] ان کا سلام مجھے ملا۔

☆ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے سامنے حاضر خدمت تھے، جبریل علیہ السلام آئے اور نزولِ قرآن شروع کر دیا [مجھے یہ بھی یاد ہے] حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت [حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب ہو کر] فرما رہے تھے: اے عثمان! [وحی الٰہی کا نزول ہونے والا، یہ تازہ کلام] لکھو، اس مرتبہ و مقام پر وہی فائز ہو سکتا ہے جو اللہ کے دربار میں عزیز و مکرم ہو۔ [روح الامین علیہ السلام کے ذریعے شب و روز میں جب بھی اللہ کا پیغام آ جاتا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کام چھوڑ کر اُدھر متوجہ ہو جاتے تھے]۔

جبریل علیہ السلام درِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور مخلوق کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچاننا:

ایک دن رات کے وقت وہ آئے، [ہم بستر پر تھے، میں سو چکی تھی] حضرت جبریل علیہ السلام نے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو [دروازے سے ہی] آواز دے کر بلا لیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس گھر تشریف لائے تو فرمایا: میں سمجھا کہ تم سو چکی ہو اس لیے جگانا مناسب نہ سمجھا، اور میں جبریل کے ساتھ بقیع میں دعا کے لیے چلا گیا۔ ایک دن وہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی

مجلس میں تھے، ایک اونٹ آیا، اس نے اللہ کے رسول ﷺ کو سجدہ کیا: صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! جب جانور اور درخت آپ ﷺ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہمیں پھر بالضرور آپ ﷺ کو سجدہ کرنا چاہیے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: اپنے رب کی بندگی کرو [سجدے کے لائق وہی ہے، میں تمہارا بھائی ہوں] اپنے بھائی کی عزت کرو! [اللہ نے ہی مجھے عزت سے نوازا ہے] جب جبریل علیہ السلام نے مجھے رسالت سے آگاہ کیا [اور میں غارِ حرا سے مکہ شہر میں آنے لگا تو ایسا ہوا کہ] کسی کام کے لیے کہیں جاتا ہوں اور کسی بھی پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتا ہوں تو وہ مجھے [یہ سلام کہتے ہیں] اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ۔

﴿۱۲۷﴾ حضرت ابو ہریرہ علیہ السلام کے فرامین:

اس عنوان نمبر کے تحت آنے والی ساری روایات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہیں، جو ہماری کتاب اَنَا وَ خَلِيْلِي ﷺ "میں اور میرے گہرے دوست ﷺ" میں بحوالہ جات موجود ہیں۔ وہ حضور ﷺ کو خَلِيْلِي کہا کرتے تھے اس لیے ترجمہ میں اس کی رعایت رکھی گئی ہے۔

☆ اللہ کے رسول ﷺ پر جب کوئی شخص ایمان لے آتا، وہ کہتا تھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اب آپ ﷺ کا چہرہ ہر چہرے سے، آپ ﷺ کا شہر ہر شہر اور آپ ﷺ کا دین ہر دین سے زیادہ مجھے محبوب ہے [اس اقرار اور حُبِ رسول ﷺ کے بعد وہ آدمی خود بھی اللہ کا محبوب ہو جاتا تھا اور] اللہ جب کسی سے محبت کرتے ہیں تو جبریل علیہ السلام کو کہتے ہیں میں [حضور ﷺ کے فلاں چاہنے والے] سے محبت کرتا ہوں، تم بھی ان سے پیار کرو! جبریل علیہ السلام آسمان والوں میں یہ اعلان کرتے ہیں: بے شک تمہارے رب فلاں سے محبت کرتے ہیں تم بھی ان سے محبت رکھو! جب آسمان والے اسے اپنا محبوب بنا لیتے ہیں تو زمین میں اس کے لیے قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ اگر کسی سے اللہ ناراض ہوتے ہیں تو ایسے ہی اللہ کے اس سے ناراض ہونے کا عام اعلان ہوتا ہے۔

☆ میرے خلیل ﷺ (کے ہاں ہمسایوں کا معاملہ رشتہ داروں اور مہمانوں سے کم نہیں ہے اس لیے کہ ہر انسان اپنے گھر، کاروبار، سفر اور حضر میں ایک پڑوس ضرور رکھتا ہے، محلّہ، محلّے کا، شہر، شہر کا اور ہر ملک دوسرے ملک کا ہمسایہ ہے، یہ پوری انسانیت کا رشتہ ہے اسے مضبوط کرنے کے لیے حضور ﷺ) نے ارشاد فرمایا جبریل علیہ السلام مجھے ہمسائیوں کے بارے برابر وصیت کرتے رہے، حتیٰ کہ میں نے سوچ لیا کہ یہ لوگ (دیگر رشتہ داروں کی طرح) وراثت میں بھی حق دار ہوں گے۔

☆ ایک دن انہوں نے فرمایا: مجھے جبریل علیہ السلام کے ذریعے میرے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں حج کا تلبیہ بلند آواز سے پڑھوں، اس لیے کہ یہ حج کی [مُحترم و مکرّم] علامات میں سے ہے۔

☆ ایک دن حضور ﷺ میری عیادت کے لیے آئے تو فرمایا: کیا میں تمہیں وہ دم نہ کروں، جو جبریل علیہ السلام مجھ پر کرتے ہیں؟ میں نے کہا: ضرور اے اللہ کے رسول ﷺ، میرے ماں باپ آپ ﷺ پہ قربان! آپ ﷺ نے یہ دم کیا: بِسْمِ اللهِ اُرْقِيْكَ وَاللهِ يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ۔

ملاحظہ: حضور ﷺ کے ہم نشینوں کے بیانات، حضرت جبریل امین علیہ السلام کے متعلق مکمل ہوئے۔ اب ایسے واقعات لکھے جاتے ہیں جن کو بارہ ابواب میں سے کسی میں بھی جگہ نہ مل سکی۔

باب ⑬:

تراشے (المتفرقات)

[وہ مختلف مضامین جو سابقہ ابواب میں نہ آسکے، از عنوان: ۱۲۸ تا ۱۳۵۔]

﴿۱۲۸﴾ متفرقات کے تذکرے کی وجہ:

اس کتاب کے مؤلف کا اعتراف ہے کہ کتاب میں شروع ہونے والا موضوع بہت طویل ہے، محبوب برحق [اللہ جلّ وعلا] کے اندازِ محبت لاتعداد، ان کے قاصد حضرت جبریل علیہ السلام اور داعی محبّت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان راز و نیاز کی باتیں بے شمار ہیں ☆ اور جب اس کے ساتھ یہ التزام بھی ہے کہ صرف ان واقعات کو لکھا جائے جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور روح الامین علیہ السلام کے درمیان مکالمات ہوئے، تو کام مزید مشکل ہو جاتا ہے، تاہم جو کچھ جمع ہو سکا چند ابواب کے گلدستوں میں سجا کر اہلِ ایمان کی خدمت میں پیش کر دیا گیا، اب ان میں جن واقعات کو جگہ نہ مل سکی ان "متفرقات" کو "تراشے" کے نام سے حاضر کیا جا رہا ہے۔

﴿۱۲۹﴾ نورانی و آسمانی مخلوق میں عظمتِ رسالت:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتِ شان کا اظہار تو تخلیقِ آدم [علیہ السلام] سے شروع کر دیا گیا تھا، ان کے بعد جتنے انسان اور ان کے راہنما نبیوں کی صورت میں آتے رہے، ہر ایک کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ رسالت اور مقامِ محبوبیت کا تعارف رہا اسی طرح آسمانی مخلوق یعنی فرشتوں میں مختلف انداز سے اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات سے پردے اٹھائے، ایک واقعہ یہ ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں نے نیند کی حالت میں [اپنے دو آسمانی وزیر] فرشتوں کو دیکھا، ان میں سے ایک یہ حضرت جبریل علیہ السلام ہیں، جو میرے سر کی جانب حاضر ہیں اور یہ دوسرے حضرت میکائل علیہ السلام ہیں، جو پیروں کی طرف کھڑے ہیں، ان میں ایک میرے بارے میں یہ سوال کرتا ہے:

اس شخص کی کوئی مثال بیان کیجئے! جس سے اس کی شان اور اس کو دنیا میں بھیجنے کا مقصد واضح ہو!۔

دوسرا یہ جواب دیتا ہے: اس شخص [کے مرتبے اور مقام] کی مثال یہ ہے۔کہ: ایک بادشاہ ہے، اس نے ایک بڑی حویلی میں خوبصورت گھر تعمیر کیا، اس میں دسترخوان کو خوب سجایا، اس تیاری کے بعد اس نے لوگوں کو بلانے کے لیے ایک داعی کو بھیجا کہ وہ ان کو بادشاہ کی طرف سے کہے کہ آؤ اور دعوت کھاؤ! کسی [خوش نصیب] نے اس کی دعوت کو قبول کرلیا اور کسی [بدنصیب] نے اس کی دعوت کو قبول نہ کیا، اس مثال کو اچھی طرح سمجھ لو، اور دل میں اسے جگہ دو! وہ بادشاہ اللہ جلّ شانہ ہے، اس کی وہ شاندار حویلی "اسلام" ہے اس میں تیار کیا جانے والا محل جنّت ہے۔

[اس کے بعد وہ فرشتہ مجھ سے مخاطب ہوا اور] کہا: اے محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ پیغام رساں ہیں، جن کو اللہ نے اپنے محل میں بلانے کے لیے لوگوں کی طرف بھیجا ہے، اب جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت قبول کرلے گا، وہ [جنّت میں جائے گا اور اس مقصد کے لیے] اسلام کے محل میں داخل ہوگا، پھر جنّت میں جاکر اللہ کے دسترخوان سے نعمتیں کھائے گا۔☆

﴿۱۳۰﴾ ملاء اعلیٰ میں حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی اُمت کا تذکرہ:

رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعتِ شان کو بے شمار طریقوں سے زمین وآسمان کے رہنے والوں میں سمجھایا گیا، درجِ ذیل ارشاد میں اللہ نے ان سے خود کلام فرمایا، اس دوران ان کی امت کو بھی حسبِ معمول یاد رکھا گیا، سیدنا حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے پاس میرے تصور میں میرے رب تشریف لائے اور مجھ سے [مخاطب ہو کر یہ کلام] فرمایا:

اے محمد! کیا آپ جانتے ہیں کہ ملاءِ اعلیٰ والے [فرشتے] کس معاملے میں بحث کرتے ہیں؟

میں نے کہا: نہیں معلوم! اس نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان اپنا دستِ مبارک رکھا، جس سے یہ جگہ ٹھنڈی ہوگئی، اب تو آسمانوں اور زمینوں کے علوم کھلنے لگے، اس کے بعد ایک بار پھر سوالات شروع ہو گئے۔

اے محمد! کیا تم بتا سکتے ہو وہ ملاءِ اعلیٰ والے کس بحث میں مصروف ہیں؟

میں نے کہا: ہاں [میں جانتا ہوں] وہ اس مسئلے میں بات کرتے ہیں کہ [اس امت کے گناہوں کا] کفارہ کون سے اعمال ہو سکتے ہیں اور ان کفارات کے بعد] کس قدر درجات بلند ہوتے ہیں؟

پوچھا گیا: کفارات و درجات کسے کہتے ہیں؟

میں نے کہا: نمازوں کے بعد مسجدوں میں رکنا، نماز باجماعت کے لیے پیدل جانا اور کامل وضو کرنا، جو ایسا کرے گا وہ اچھی زندگی گزارے گا اور اس کے گناہ [ایسے معاف ہو جائیں گے] جیسے آج ہی ماں سے پیدا ہوا۔ [گناہوں کے مزید کفارے کے لیے] مجھے کہا گیا: اے محمد! یہ دعا کیا کرو! اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسئَلُكَ الْخَیرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِینَ وَاِذَا اَردتَّ بِعِبَادِكَ فِتنَةً اَن تَقبِضنِی اِلَیكَ غَیرَ مَفْتُونٍ [اس کے بعد بلندی مراتب کے لیے۔]

مجھے کہا گیا: کھانا کھلانے، سلام پھیلانے [تہجد کے وقت] راتوں کو نماز پڑھنے سے درجات بلند ہوتے ہیں۔

﴿۱۳۱﴾ اے پروردگار! یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور یہ عمر رضی اللہ عنہ کا سوال ہے:

ایک انسان کے مقبول عنداللہ ہونے کا ایک ہی رستہ ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت

اور رشتۂ اطاعت رکھے تو آسمانی مخلوق حتیٰ کہ جبریل علیہ السلام بھی اس کی عزت کرتے ہیں، حالانکہ ان کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ نبیوں کے دوست ہیں، زیرِ نظر تحریر میں دو سوال اور ان کے آسمانی جواب کا مطالعہ اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے مفید ہے، پہلے واقعہ میں ایک سوال ہے، اس میں سوال کرنے والی خاتون کون ہیں اور ان کے لیے جواب کہاں سے آیا؟ اس عقدے کے حل کے بعد اطاعتِ حبیب اور شانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وضاحت مزید کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

قرآن کریم کی آیت اُتری۔ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ☆ ترجمہ: اور جب تجھ سے پوچھیں میرے بندے مجھ کو، سو میں تو قریب ہوں، قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کو، جب وہ مجھ سے دعا مانگے، تو چاہیے کہ وہ حکم مانیں میرا اور یقین لائیں مجھ پر تاکہ نیک راہ پر آئیں۔

آیت کو جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو مجھ سے [اس کی وضاحت چاہی]۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! اس آیت میں لفظ [دَاعِ] ہے، اس سے مراد کیا ہے؟

اللہ سے میری التجاء: اس سوال کے جواب کے لیے میں نے یہ دعا کی: اے میرے پروردگار! یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا سوال ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام: میرے سوال کے جواب میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے محمد! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سلام بھیجا ہے [اور آیت سے متعلق سوال کا یہ جواب دیا ہے: کہ آیت میں] دَاعِ یعنی دعا کرنے والا شخص وہ] میرا صالح بندہ ہے جس کی نیت صاف ہو اور اس کا دل [شرک، ریاکاری اور قساوت قلبی سے] پاک ہو، جب وہ مجھے یَارَبِّ کہتا ہے، تو میں لَبَّيْكَ کہتا اور اس کی ضرورت کو پوری کرتا ہوں۔ ☆ [اب دوسرا سوال اور اس کا جواب حاضر ہے]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فرشتے نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟

جبریل علیہ السلام: [ان کا جواب لے کر حاضر ہوئے کہ] بعض فرشتے قیام اور کچھ رکوع، سجود یا بعض تشہد میں ہیں اور اسی حال میں عبادت کرتے رہیں گے اور قیامت آ جائے گی، تو وہ [ہزاروں سال عبادت کے باوجود یہ] کہیں گے: اے اللہ! ہم آپ کی عبادت کا حق ادا نہیں کر سکے۔☆

﴿۱۳۲﴾ وضو اور نماز نے آنکھیں ٹھنڈی کر دیں:

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی کا ایک یہ راز تھا، کہ ان کو کوئی ایسی تعلیم مل جاتی، جس سے اللہ تک رسائی ہوتی ہے، زیرِ نظر واقعہ بھی اس دعوے کی ایک دلیل ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں اور خدیجہ رضی اللہ عنہا مشرکین سے چھپ کے نماز پڑھتے تھے، ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام آئے ان دنوں پانچ وقت کی نماز فرض ہو چکی تھی، وہ مجھے وادی کے ایک کونے کی طرف لے گئے، انہوں نے زمین پہ ایڑی ماری، جس سے پانی کا ایک چشمہ نکلا، جبریل علیہ السلام نے جیسے وہاں وضو کیا، اسی طرح میں نے کیا، اور ہم نے دو رکعتیں چار سجدوں کے ساتھ پڑھیں، پھر میں گھر آیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو وضو اور نماز کا طریقہ سکھایا [ان دونوں اعمال سے میری] آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور دل نے اطمینان پایا۔☆

﴿۱۳۳﴾ چاشت کی رکعتیں [جبریل علیہ السلام کی ابتدائی تعلیمات]:

یہ جبریل علیہ السلام کی ابتدائی ملاقاتوں کے تحفے ہیں، جو وہ آسمان سے لایا کرتے تھے، پہلے ایمانِ کامل کی بات ہے اور پھر طہارتِ کاملہ کی دعوت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابھی پانچ نمازیں فرض نہیں ہوئی تھیں کہ [ان ایام کے اندر اللہ کا شکر ادا کرنے کے

لیے میں] پیر کا روزہ رکھتا تھا، اس لیے کہ میں اس دن پیدا ہوا، اسی روز مجھ پر وحی کا سلسلہ شروع ہوا اور اسی دن میں نے ہجرت کی، پھر ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے، انہوں نے مجھے وضو اور دو رکعتوں کا طریقہ سکھایا [اس زمانہ میں ہم چاشت کے وقت دو رکعتیں اور عصر کے وقت دو رکعتیں پڑھتے تھے] حضرت جبریل امین علیہ السلام نے مجھے عبادت وطہارت کا جو طریقہ بھی [ابتداء وحی میں] بتایا وہ میں نے حضرت خدیجہ [رضی اللہ عنہا] کو سب سے پہلے سکھایا۔☆

حضرت جبریل علیہ السلام [نماز اور دیگر عبادات اور وظائف کے ساتھ ساتھ طہارت و نظافت کا درس بھی دیتے تھے، انہوں نے مجھے اللہ کے دیگر پیغامات کے ساتھ] مسواک کی تاکید کی، اس حکم کی تعمیل ارشاد میں مجھے لگتا ہے، میں [اتنی مسواک کروں کہ] مسوڑے چھیل ڈالوں۔☆

جبریل علیہ السلام [کو اللہ تعالیٰ ان عادات واخلاق کا پیام بر بنا کر بھیجتے تھے جن سے انسان خوب سے خوب تر ہوتا جاتا ہے، ایک دن وہ] مجھ سے ملے اور عرض کی:
اے محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]! جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کریں تو داڑھی کا خلال ضرور کیا کریں۔☆

﴿۱۳۴﴾ علم کی خیرات کے لیے کوئی وقت متعین نہیں ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم کا ذوق، اسلام پر ہونے والے سوالات کے جوابات کا اس قدر شوق تھا کہ نظریں آسمان پہ لگی ہوتی تھیں، اس لیے اللہ بھی ان کو ہر وقت علم سے نوازتے تھے [حتیٰ کہ نیند میں، کبھی دورانِ خطبہ اور سفر وحضر میں اور کسی دن تو نماز میں بھی وحی آئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دورانِ نماز جبریل علیہ السلام میرے پاس حاضر ہوئے اور میرے جوتوں میں صفائی نہ ہونے کی اطلاع کی، میں نے سنتے ہی جوتے اتار دیے۔☆ روح الامین علیہ السلام [جب بھی آتے خیر اور اخلاقی ترقی کی بات کر کے جاتے تھے انہوں نے] ایک دن مجھے ریشمی لباس سے

منع کیا۔☆ایک دن میں مکہ کے بالائی علاقہ [مُعلاّ ۃ] میں ٹیک لگا کر کھانا رہا تھا، وہ میرے پاس حاضر ہوئے اور کہا: اے محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!] آپ بادشاہوں کی طرح کھانا کھا رہے ہیں؟ میں نے سنا تو سیدھا ہو کر کھانا شروع کر دیا۔☆

﴿۱۳۵﴾ فرشتوں کو گھروں میں جگہ دیجئے!

بے شمار فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مستفید ہوتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے منتظر بھی ہوتے تھے، اپنی مجلس اور گھر کو اس کے لیے تیار بھی رکھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ایک دن میں گھر سے نکلا تو حضرت جبریل علیہ السلام کو دروازے پہ منتظر پایا۔

میں نے پوچھا: اندر کیوں نہ آ گئے؟

عرض کرنے لگے: جس گھر میں کتا، تصویر [اور بے غسل انسان] ہو، وہاں ہم نہیں جاتے، میں نے گھر میں آ کے دیکھا تو ایک بچہ تھا، کتے کا، جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہیں سے لے آئے تھے۔☆ میرے پاس [حضرت جبریل امین علیہ السلام اور دیگر] فرشتوں کا آنا جانا رہتا ہے، اس لیے میں پیاز نہیں کھاتا [اسے کھا کر منہ سے بو آتی ہے جو چیز فرشتوں کو تکلیف دیتی ہے میں نہیں کھاتا] تم کھا سکتے ہو، میری مجلس میں جو مخلوق آتی ہے، اس کا آنا تمہارے پاس تو نہیں ہوتا ہے، اس لیے تم پر لازم نہیں ہے کہ پیاز وغیرہ سے پرہیز کرو] میرے پاس کثرت سے فرشتے رہتے ہیں اس لیے جسم و جان اور مکان کو معطر رکھتا ہوں]☆

ملاحظہ: کتاب کے چھ حصے مکمل ہوئے، جن کو نبی علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ کے چھ ادوار میں تقسیم کیا گیا۔ آگے ۷ علمی فہارس کا مطالعہ کیجیے!

كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ

تارہ چمکتا ہوا (النور:۳۵)

۷ علمی فہارس (اَنَا وَ جِبْرِیْل علیہ السلام)

ملاحظہ: کتاب میں سات فہرستیں ہیں۔ پہلی فہرست مضامین پر عنوانات کے اعتبار سے ہے جو کتاب کے شروع میں گزر چکی ہے۔ بقیہ فہرستیں درج ذیل ہیں۔ جن کے مندرجات آئندہ صفحات میں آرہے ہیں۔

فہرست ②: عکس سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [کتاب میں مضامینِ سیرت]

فہرست ③: "اَنَا وَ جِبْرِیْل" میں آیات قرآنیہ

فہرست ④: فرہنگ، اماکن وَ اعلام کا تعارف

فہرست ⑤: جغرافیائی نقشوں کی صورت میں نزولِ جبریل کا مطالعہ

فہرست ⑥: "اَنَا وَ جِبْرِیْل" باب ۱ تا باب ۱۳ کے مکمل حوالے

فہرست ⑦: "اَنَا وَ جِبْرِیْل: "فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ" [ماخذ و مراجع]

تقاریظ و تائیدات علماء، مشائخ و دانشورانِ اسلام و محققینِ ملت۔

فہرست نمبر (۲):

عکسِ سیرتِ مصطفیٰ ﷺ

(کتاب میں مضامینِ سیرت)

ملاحظہ: آپ نے روح القدس کے آثار واخبار کا مطالعہ کیا اس کتاب کے ابتدائی صفحات میں وہ فہرست ہے جو عموماً سب کتابوں میں ہوتی ہے۔ وہ متن پر عنوانات کا پتہ دیتی ہے۔ لیکن جب مؤلف نے دیکھا کہ متن کتاب میں رحمتِ دوعالم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے مزید انوارات ہیں۔ اس لیے اس نے اپنے قارئین کے لیے ایسے عنوانات کا انتخاب کیا جن کے آئینہ میں مضامین کو پڑھا جائے تو حضور ﷺ کے اوصاف وکمالات، اخلاق وعادات، شمائل و خصائل، نظریاتِ طیبہ وتفکرات پاکیزہ اور اعمالِ صالحہ کی محبوب ادائیں سامنے آجائیں، کتاب کے مندرجات سے تقریبی تعارف کی غرض سے ابواب کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے۔

کتاب کی یہ دوسری فہرست ان عنوانات پر مشتمل ہے جو مضامین پر لکھے ہوئے نہیں تاہم ان کے آئینے میں سیرت رسول اکرم ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو دیکھا جا سکتا ہے پہلی فہرست سن اور تاریخ کے اعتبار سے بنائی گئی ہے، جو کتاب کی ابتداء میں ہے۔ جبکہ اس دوسری فہرست کو مضامین سیرت کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے۔ آئیے دیکھتے ہیں کسی عنوان نمبر میں نبی اکرم ﷺ کے کون سے اوصاف مذکور ہیں۔

باب (۴): "معراج سے ہجرتِ مدینہ تک" (جبریل علیہ السلام سے باتیں)

باب ⑧: غزوۂ بنی لحیان سے فتح مکہ تک [علمی مجالس، گفتگوئیں]

باب ⑨: سفرِ تبوک، حجۃ الوداع اور مرضِ وفات [ملاقاتیں، مکالمات]

باب ⑬: تراشے [المتفرقات]

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ

اس میں روشن نشانیاں ہیں (آل عمران: ۹۷)

فہرست نمبر (۳):

اَنَاوَ جِبْرِیْل میں سو (۱۰۰) آیاتِ قرآنیہ

اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ (المائدہ: ۷۵)

ملاحظہ: ان کالموں میں مذکورہ آیات کے محل استعمال کو دیکھنے کے لیے عنوان نمبر سے مدد لیں۔

عنوان	سورہ و آیت نمبر	عنوان نمبر	سورہ و آیت نمبر
۱	سورۃ مریم: ۶۴	۱	الصّٰفّٰت: ۱۶۴-۱۶۶
۲	سورۃ الشعراء: ۱۹۳	۲	سورۃ التکویر: ۱۹ تا ۲۳
۲	سورۃ الاحزاب: ۷۲	۲	سورۃ التکویر: ۱۹، ۲۳
۲	سورۃ البقرہ: ۹۷، ۹۸	۷	سورۃ الضحیٰ: ۳
۱۲	سورۃ المدثر: ۱، ۵	۱۴	سورۃ النحل: ۹۰
۱۵	سورۃ الانفال: ۳۰	۱۵	سورۃ یٰسین: ۸، ۹
۱۶	سورۃ العلق: ۱ تا ۴	۱۷	سورۃ الشعراء: ۲۱۴، ۲۱۵
۱۸	سورۃ اللّھب: ۱	۲۲	سورۃ الحجر: ۴۹
۲۴	سورۃ القمر: ۱، ۵	۳۰	العلق ۱۷، ۱۸
۴۴	القصص: ۸۵	۴۵	یونس: ۱۶۱

۴۵	التوبہ:۱۰۹	۵۰	سورۃ الاسراء:۸۵
۵۰	سورۃ البقرہ:۹۷	۵۵	الانعام:۵۲
۵۸	سورۃ النجم:۶۰	۵۹	سورۃ المجادلہ:۱۱
۶۰	سورۃ البقرہ:۱۴۴	۶۱	سورۃ البقرہ:۱۴۳
۶۱	سورۃ الانفال:۲۷	۶۴	سورۃ الانفال:۷۱
۶۹	سورۃ الدھر:۸،۹	۷۰	سورۃ الفرقان:۱۰
۷۳	سورہ النحل:۱۲۶	۸۱	سورۃ الحشر:۵
۹۱	سورۃ الحجرات:۱۳	۹۲	سورۃ الاعراف:۱۹۹
۹۸	سورہ التوبۃ:۱۰۸	۹۸	الاسراء:۸
۹۸	التوبہ:۸۴	۹۸	التوبہ:۲۶
۹۹	الحجرات:۴	۱۰۰	الاحزاب:۳۳
۱۰۵	المائدہ:۱۱۸	۱۰۵	سورۃ الابراہیم:۳۶
۱۰۷	سورۃ القدر:۴،۵	۱۰۹	سورۃ الاسراء:۷۹
۱۱۲	سورۃ التحریم:۴		

قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ (البقرہ:۱۱۸)

وَصَلَّى اللّٰهُ وَعَلَى النَّبِيِّ الْحَبِيْبِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

ملاحظہ: یہ ۷۷ آیات ہیں جو اوپر جدول میں مذکور ہیں، اس کے ساتھ تقریباً ۲۳ حوالے تفاسیر کے ہیں، اس لحاظ سے یہ تقریباً ۱۰۰ آیات کتاب میں بطور استدلال استعمال ہوئی ہے۔

فہرست نمبر (۴):

أَنَاوَجِبْرِيْل میں مقاماتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و جبریل علیہ السلام

(اماکن، اعلام کا تعارف)

ملاحظہ: کتاب میں مذکوران جگہوں اور متعلقہ موجودات کے نام جن کا ذکر حضرت محمد امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبریل امین علیہ السلام کے مکالمات اور ان کے مواقع کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔

بترتیب حروف تہجی

بیت المقدس، عنوان: ۳، ۳۲، ۳۳، ۶۰ میں تذکرہ ہے۔

بیت اللہ، مسجد الحرام، عنوان: ۴۱، ۶۰، ۹۱ میں ذکر ہے

عنوان نمبر ۹۱ میں تفصیل ہے۔

بیت المدراس، عنوان: ۸۰ میں ذکر ہے۔

بیت اللحم، عنوان: ۳۳ کو دیکھئے!

بیت المعمور، عنوان: ۳۶ میں مذکور ہے۔

بطحاء، مکہ عنوان: ۳۲ میں تذکرہ ہے۔

بیعتِ رضوان، عنوان: ۸۶ میں تفصیل ہے۔

جائے ولادت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عنوان: ۹ کو دیکھیے

جبل ابو قبیس، جبل حنادم، عنوان: ۳۲ میں دونوں کی تفصیل ہے

جبل ذباب، وجبل ثواب، عنوان: ۷۸، ۷۷ میں دونوں کی تفصیل ہے

جحفہ، عنوان: ۴۴ پر تفصیل اور ۵۳ پر بھی مذکور ہے

جدہ، عنوان: ۸۶ میں ذکر ہے۔

جنت البقیع، عنوان: ۳۵ تا ۷۲ جبکہ ۷۲ میں، ان تمام عنوانوں جنت البقیع
کا ذکر ہے۔ میں کیفیات جنت کا ذکر ہے

حجر اسود، عنوان: ۲۲ میں دیکھیے!

حجرہ عائشہ، عنوان: ۹۶ میں تفصیل ہے۔ حجرہ شریفہ، عنوان: ۱۰۰ سے مزاد
بھی یہی ہے اور حجراتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عنوان: ۹۹ میں دیگر امہات المومنین رضی اللہ عنہن
کے حجروں کا ذکر ہے۔

حدیبیہ، عنوان: ۸۶ پر تفصیل ہے۔ ۸۷ میں ذکر ہے

حرۃ الشرقیہ، عنوان: ۸۹ میں تفصیل ہے

حنین، عنوان: ۹۳ میں تفصیل مذکور ہے

مسجد السجدہ، عنوان: ۸۲ پر تفصیل ہے

مسجد الاجابہ، عنوان: ۸۳ پر تفصیل ہے۔

مسجد الضرار، عنوان: ۹۸ پر تفصیل ہے۔

مشربہ ابراہیم، عنوان: ۹۴ پر ذکر ہے۔

مصلّی الجنائز، عنوان: ۱۰۰ کو دیکھیے!

مقام جبریل علیہ السلام، عنوان: ۱۰۰ میں تعارف ۱۰۲ میں بھی ذکر ہے۔

مقام محمود، عنوان: ۱۰۹ میں ذکر ہے۔

ملاء اعلیٰ، عنوان: ۱۳۰ میں تذکرہ ہے۔

منبر نبویؐ (منبر رسولؐ)، عنوان: ۶۵ میں تذکرہ ہے۔

موقف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عنوان: ۲۷ پر وضاحت ہے

میقات، عنوان: ۲۷ میں مذکور ہے۔

مھروز باغ، عنوان: ۹۴ میں تعارف ہے۔

نصیبین مکہ، عنوان: ۲۸ میں ذکر ہے۔

نہر کوثر، عنوان: ۷۳ میں تعارف ہے۔

نجد، عنوان: ۴۷ میں مذکور ہے۔

وادی لیہ، عنوان: ۱۰ میں ذکر ہے۔

وادی ابیض، عنوان: ۵۱ میں تفصیل ہے۔

وادی عقیق، عنوان: ۶۰ میں تعارف ہے۔

وادی نضیر الریان، عنوان: ۴۷

وادی مذینیب، عنوان: ۸۰ میں ذکر ہے۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

جغرافیائی نقشوں کی صورت میں مقاماتِ نزولِ جبریلؑ کا مطالعہ

اس کتاب کے مؤلف کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ اپنی تمام کتبِ سیرت میں رسولِ رحمتؐ کے حالات و واقعات کی تفہیم کے لیے کتاب میں ایسے نقشے بھی شامل کرے جن سے واقعات کا محلِ وقوع اور تواریخ و ایام کا علم بھی مطالعے میں رہے۔ چنانچہ درجِ ذیل نقشے اس کتاب میں ''مقاماتِ نزولِ جبریلؑ و مکالماتِ رسولؐ و جبریلؑ'' کی فہرست پیش کی جا رہی ہے۔

فہرست نمبر (۶):

أَنَا وَ جِبْرِيل: باب ۱ تا ۱۳ کے مکمل حوالے

ملاحظہ: کتابوں کے ناموں کے ساتھ حدیث نمبر، کہیں باب، کسی جگہ صفحہ اور جلد نمبر کے ساتھ راوی حدیث کا نام بھی حوالوں میں موجود ہے۔ سب حوالے عنوان نمبر کے ساتھ ہیں تاہم ایک عنوان کے متن میں کئی حوالے ہیں تو وہاں ستارہ (☆) کی علامت ہے جو متن میں بھی ہے۔

مبادیات عنوان نمبر ۱: خلاصہ از عکس سیرت (زوار اکیڈمی کراچی) ☆ اللُّباب فی علوم الکتاب: ۱۵ / ۷۹ ☆ القرآن، مریم: ۶۴ ☆ القرآن. الصّفت: ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶ ☆ الاتقان فی علوم القرآن: ۱ / ۱۲۹ ☆ روح البیان: ۸ / ۲۶۱ ☆ تنویر المقیاس: ۴۹۷ ☆ کتاب الحیوان: ۲ / ۴۱۲ ☆ دلائل النبوہ للبیہقی: ۲ / ۱۹۲ ☆ عنوان نمبر ۲: عمدۃ القاری: ۱۸ / ۸۹، القرآن، الشعراء: ۱۹۳ ☆ مسند احمد علی بن حسین: ۲۰۱۷۶ ☆ مسند احمد، البراء: ۱۸۶۷۸ ☆ روح البیان: ۳ / ۵۴۳ ☆ صحیح البخاری: ۲۸۰۱، عن انس، مسند احمد: ابوبکرہ: ۲۰۵۱۴، عن عائشۃ: ۲۴۸۸۵ مسند احمد: ۳۸۶۲ ☆ مسند احمد، عن جابر: ۱۴۵۸۹ ☆ القرآن. التکویر: ۱۹ تا ۲۳، القرآن، الاحزاب: ۷۲ ☆

حوالہ جات باب (۱): رسولِ امین ﷺ اور جبریل امین علیہ السلام

عنوان نمبر ۳: سیر اعلام النبلاء: ۳ / ۱۳۰ ☆ فتوح الغیب: القیامۃ ۱۶ / ۱۷۷ ☆ تفسیر ابن کثیر: ۵ / ۲۲ ☆ تفسیر ابن کثیر: ۵ / ۲۲ ☆ مسند البزار: ۷ / ۳۱۵ ☆ ۲۹۱۵ ☆ معرفۃ الصحابہ لابی نعیم: ۱۹۶۳ ☆ معرفۃ الصحابہ: ۳۴۶۵ ☆ عنوان نمبر ۴: فتح الباری لابن حجر، ابو میسرہ: ۱۲ / ۳۵۹ ☆ روض الانف: ۲ / ۲۲۸ ☆ المعجم الکبیر عن الحارث بن ہشام: ۳۳۴۳ ☆ مسند البزار عن حذیفہ: ۲۹۱۴ ☆ تاریخ دمشق: ۹ / ۴۳۵ ☆ المداوی

لعلل جامع الصغیر ۵ /۳۹۸ ☆ السنن الکبری للنسائی:۸۴۳۴۸ ☆ مسند احمد، محمد بن عبد اللہ: ۱۷۲۵۴ ☆ عنوان نمبر ۵:تفسیر مراح لبید:۱۰/ ۱۲ ☆ عنوان نمبر ۶ التفسیر الحدیث: ۱/ ۲۵۴،تفسیر الدر المنثور:۱/ ۲۲۶ ☆ عنوان نمبر ۷:مسند احمد،ابن عباس:۲۶۷۹ ☆ شرح المصابیح:۴۴۵۷:۶/ ۱۸۰ ☆ سورة الضحیٰ ۳، ☆ تفسیر البغوی:۸ / ۴۵۴ ☆ عنوان نمبر ۸: کنز العمال، ابو الشیخ:۳۵۲۷۷، ابو زید: ۳۵۲۷۴ ☆ مسند احمد ابن عباس: ۲۵۱۴ ☆ القرآن البقرہ: ۹۷ ☆ جامع الاحادیث قتادة: ۲۴۳۷۵ ☆ مسند احمد عن ابن عباس: ۲۵۱۴ ☆ تاریخ بغداد، معاذ: ۲۳ / ۳۴۲ ☆ التفسیر الوسیط للواحدی، سورۂ یوسف: ۴۷۳ ☆ مسند احمد، عن ابن عباس: ۲۵۱۴ ☆ الدر المنثور: ۱/ ۴۵۱ ☆ تفسیر البحر المدید فی تفسیر القرآن الحکیم سورۃ الکوثر: ۷ /۳۶۱ ☆ احادیث الاحیاء:۲ تفسیر روح البیان: ۲ /۴۸ سورة آل عمران ☆

حوالہ جات باب ② :ظہورِ قدسی سے ظہور نبوت تک (مجالس اور مکالمات)

عنوان نمبر ۹:السیرة الحلبیہ : ۱/ ۱۰۰ ☆ عنوان نمبر ۱۰:نقوش پائے مصطفیٰ:۱/ ۳۰ دلائل النبوة ،عن انس: ۱/ ۱۴۶ ☆ کنز العمال عن انس : ۳۴۱۷۴ ☆ عنوان نمبر ۱۱ کنز العمال عن انس: ۳۲۹۲۹،۳۲۹۳۰ ☆ المعجم الکبیر ابوہریرہ: ۱۰۶۳ ☆ کنز العمال عن عائشہ:۳۴۳۶۰ ☆ المعجم الاوسط عن انس:۱۵۱ ☆ المعجم الکبیر،۱۹۶۰۴ ☆

عنوان نمبر ۱۲: عیون الاثر: ۲ /۳۵۶ باب ذکر اولادہ ☆ القرآن،سورة المدثر: ۱ تا ۵ ☆ مصنف ابن ابی شیبہ،ابوسلمہ:۳۶۵۵۸ ☆ عنوان نمبر ۱۳

جامع الاحادیث ۔ اسماعیل: ۴۲۹۰۶ ☆ عنوان نمبر ۱۴القرآن،النحل: ۹۰ ☆ تفسیر ابن ابی حاتم: ۷ /۲۲۹۸ ☆ عنوان نمبر ۱۵القرآن ،الانفال: ۳۰ ☆ القرآن سورۂ یٰسین:۸ تا۹ ☆ ☆ تفسیر البغوی: ۳ /۳۵۰ ☆

عنوان نمبر ۱۶ تاریخ مکة المکرمة:صفحہ ۱۳۴ ☆ القرآن ،العلق: ۱ تا ۴ ☆

حوالہ جات باب ③ : دارُالسیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مسجد الحرام تک (محافل اور مکالمے)

عنوان نمبر ۱۷: القرآن، الشعراء: ۲۱۴☆الشعراء: ۲۱۵☆ دلائل النبوۃ عن علی، ۲/ ۱۷۵ ☆ عنوان نمبر ۱۸: سورۃ اللھب ☆تفسیر ابن ابی حاتم: ۱۶۰۱۱، ابن عباس ☆ جامع الاحادیث، عن ابی بکر: ۲۷۸۲۸☆: عنوان نمبر ۱۹: تفسیر السمر قندی: ۱/ ۱۰۷☆ عنوان نمبر ۲۰: الدر المنثور: ۵/ ۳۰۷☆

عنوان نمبر ۲۱: جامع الاحادیث، عن ابن عباس: ۲۷۷۳۹☆الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۳/ ۲۶۹☆: عنوان نمبر ۲۲: القرآن، سورۃ الحجر: ۹۴، مسند ابی حنیفہ، عن ابن مسعود: ۲۲: عنوان نمبر ۲۳: تاریخ دمشق: ۹/ ۴۳۵☆القمر: ۱☆: عنوان نمبر ۲۴: تفسیر الآلوسی، سورۃ القمر ۱۴٫ ۷۵☆

عنوان نمبر ۲۵:: جامع الاصول عن عائشہ: ۸۹۴۱ ☆ عنوان نمبر ۲۶: الدر المنثور: ۴/ ۳۳۲☆ عنوان نمبر ۲۷: تاریخ مکہ: ۲۷☆ الدر المنثور: ۴/ ۳۳۳☆تفسیر ابن کثیر: ۵/ ۲۰☆ عنوان نمبر ۲۸: فی رحاب البیت العتیق صفحہ ۹☆ تاریخ مکۃ المکرمہ☆ المسند الجامع ابوعبیدہ بن عبداللہ: ۹۲۴۴☆ دلائل النبوۃ للبیہقی: ۲/ ۱۵۴ عن انس☆

عنوان نمبر ۲۹ موسوعۃ علوم القرآن: ۱۱۶☆تفسیر الرازی: ۳۲/ ۲۲۴☆

عنوان نمبر ۳۰: دلائل النبوۃ للبیہقی عن ابن عباس: ۲/ ۱۹۲☆

عنوان نمبر ۳۱: دلائل النبوۃ للبیہقی: ۲/ ۳۱۶☆، عن عبداللہ بن عبیدہ: ۴/ ۳۹۵:

حوالہ جات باب ④: "معراج سے ہجرتِ مدینہ تک" (جبریل علیہ السلام سے باتیں)

عنوان نمبر ۳۲: تفسیر التحریر والتنویر: ۱۵/ ۲۳، کوثر المعانی الداری: ۱۲/ ۶☆ المعجم الکبیر للطبرانی عکرمہ: ۲۰۴۹۴، تفسیر الوسیط الواحدی: ۳/ ۹۴☆: عنوان نمبر ۳۳: دلائل النبوہ، شداد ۲/ ۳۵۵☆ مسند احمد، انس بن مالک: ۱۲۵۰۵☆ صحیح مسلم: ۲۶۴-۱۶۴☆

عنوان نمبر ۳۴: سنن ابی داؤد عن انس: ۴۸۷۸☆عن انس: ۱۲۸۵۶☆ مسند احمد، ابن عباس: ۲۸۲۱☆ عنوان نمبر ۳۴: بخاری، انس بن مالک: ۳۳۴۲☆ عنوان نمبر ۳۵: سنن ابن ماجہ۔ انس بن مالک: ۲۴۳۱☆ تاریخ بغداد: ۲۳/ ۴۱☆ عنوان

نمبر ۳۶: مسند احمد، ابوہریرہ: ۱۰۸۳۵ ☆ مسند احمد، ابو ایوب: ۲۳۵۵۲ ☆ عنوان نمبر ۳۷: انس بن مالک۔ مسند احمد: ۱۲۰۰۸ ☆ مسند احمد ابن عمر: ۵۳۵۵، ۵۹۱۳ ☆ مسند احمد، انس بن مالک: ۱۱۹۹۶ ☆ عنوان نمبر ۳۸: مسند احمد عن انس، ۱۳۸۴۷ ☆ مسند احمد عن ابن عباس: ۲۳۲۴ ☆ مسند احمد عن انس: ۱۵۰۰۲ ☆ عنوان نمبر ۳۹

مسند احمد انس بن مالک: ۱۲۶۷۳ ☆ عن ابن مسعود، مسند احمد: ۳۸۶۲ ☆ ابن مسعود، مسند احمد: ۳۹۱۵، ۴۰۱۱ ☆ عنوان نمبر ۴۰: تفسیر البغوی: ۵ / ۶۵ ☆ مسند ابو داؤد، الطیالسی ابوادریس الخولانی: ۵۷۴ ☆

عنوان نمبر ۴۱: اماکن مشہورہ فی حیاۃ محمد، عالم الکتب: ۱۲۴ تاریخ المکۃ المکرمۃ، عبد المعبود ☆ رحمانیہ ☆ ذکر مصلی جبریل: ۲ / ۲۵۵ ☆ المستدرک علی الصحیحین: عن ابن عباس: ۶۹۳ ☆: عنوان نمبر ۴۲: تفسیر الآلوسی، القرآن سورۃ المائدہ: آیت: ۶۷ تا ۸۱، ۳ / ۳۶۴ ☆: عنوان نمبر ۴۳: سبل الھدیٰ، شیخ من الانصار: ۳ / ۲۰۴ ☆ عنوان نمبر ۴۴: تفسیر حدائق الروح والریان: ۲۱ / ۳۰۷، فرہنگِ سیرت: ۱۱۲،: ۵۸، ۵۹ تفسیر البغوی: ۶ / ۲۷۷ ☆ القصص: ۸۵ ☆

حوالہ جات باب ⑤: قبا، مسجد نبوی ﷺ اور صُفّہ پر (سیدنا جبریل امین علیہ السلام کی حاضریاں)

عنوان نمبر ۴۵: المعجم الکبیر: ۸۰۲، عن الشموس ☆ القرآن، سورۃ یونس: ۱۶۱ ☆ تفسیر مقاتل عن سلیمان: ۲ / ۱۹۸ ☆ موطا امام مالک: ۱۵، ۱ / ۲۵۶ ☆ وفاء الوفاء:۔ ۱ / ۲۵۹ ☆ الدر الثمینہ فی اخبار المدینہ، الباب الثانی: ۱ / ۸۷ عنوان نمبر ۴۶: صحابہ کے مکانات: ۶۲، ۶۵ ☆ صحیح البخاری، عن حمید بن انس: ۴۴۸۰ ☆ عنوان نمبر ۴۷: المعجم الکبیر للطبرانی، عبد اللہ بن سلام: ۱۴۹۵۵ ☆ عنوان نمبر ۴۸: مصنف ابن ابی شیبہ عن انس: ۵۵۱۷ ☆ عنوان نمبر ۴۹: دلائل النبوۃ للبیہقی: ۲ / ۳۹۰ ☆ عنوان نمبر ۵۰ الاسراء: ۸۵ ☆ القرآن سورۃ البقرۃ: ۹۷ ☆ الطبری: ۱۵ / ۶۹ عن ابن عباس ☆ عنوان نمبر ۵۱: مصنف ابن ابی شیبہ، عن انس: ۵۵۱۷ ☆

عنوان نمبر ۵۲: مصنف ابن ابی شیبہ، عن زید بن ارقم: ۵۱۳ ☆ مسند الشافعی: ۲۸۹ ☆ مسند احمد: ۲۶۲۴۰ ☆: عنوان نمبر ۵۳: أسد الغابہ: ۴ / ۸۷ ☆ أسد الغابہ: ۳ / ۶۰۰ ☆ مسند احمد، ابوعیب: ۲۰۷۶۹، مرقاۃ المفاتیح: ۹ / ۵۳۸ ☆

عنوان نمبر ۵۴: وفاء الوفاء: ۲ / ۳۱۷، ☆ الکشف والبیان: ۹ / ۱۵۸ ☆ المعجم الاوسط ۶۲۹۹ ☆: عنوان نمبر ۵۵: المستدرک علی الصحیحین ابراھیم بن عبد الرحمٰن: ۵۳۵۸ ☆ موطا امام مالک: ۷۳۶ / ۲۴۴ ☆ القرآن، الانعام: ۵۲ ☆ عنوان نمبر ۵۶: مسند احمد، ابوسعید الخدری: ۱۶۸۳۵ ☆، وفاء الوفاء: ۴ / ۱۰: عنوان نمبر ۵۷: ابن کثیر: ۱ / ۳۸، المعالم الاثیرہ فی السنۃ والسیرۃ: ۱ / ۱۵۳ ☆ مجمع الزوائد: ۱۱۵۷ ☆ عنوان نمبر ۵۸: القرآن، النجم: ۶۰ ☆ روح البیان: ۹ / ۲۶۰ ☆ عنوان نمبر ۵۹: القرآن، المجادلہ: ۱۱ ☆، المعجم الاوسط: ۶۲۹۹

حوالہ جات باب ⑥ : وادیٔ عقیق مسجد قبلتین، بدر اور ذُفران منبر نبوی ﷺ کے پاس روح الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقاتیں اور مکالمات

عنوان نمبر ۶۰: نقوش پائے مصطفیٰ: ۱۲۴، وفاء الوفاء باخبارِ دار المصطفیٰ: ۱ / ۲۷۷ ☆ القرآن، البقرۃ: ۱۴۴ ☆ تفسیر ابن کثیر: ۱ / ۴۵۹ ☆ القرآن، البقرہ: ۱۴۳ ☆ مسند احمد محمد بن جبیر: ۱۶۷۴۴ ☆ کنز العمال: ۹۹۰۴ ☆

عنوان نمبر ۶۱: معجم معالم الحجاز: ۱ / ۱۵۶ ☆ حوالہ نمبر ۶۱ میں مقامات مذکورہ کا حوالہ ☆ القرآن، الانفال: ۲۸، ۲۷ بیان المعانی: ۵ / ۲۸۵ ☆

عنوان نمبر ۶۲: نقوش پائے مصطفیٰ ﷺ: ۱۵۶ ☆ عنوان نمبر ۶۳: السیرۃ النبویۃ الدعوۃ فی عھد النبی: ۲۶۱ ☆ تفسیر المظہری: ۵ / ۱۶۰، تفسیر ابن کثیر، سعید ابن المسیب: ۴ / ۲۱ ☆ عنوان نمبر ۶۴: نقوش پائے مصطفیٰ ﷺ: ۱۴۷ ☆

البدایۃ والنھایۃ: ۳ / ۲۸۴ ☆ القرآن: الانفال: ۴۸ ☆

دلائل النبوہ: ۳ / ۷۸، عن ابن عباس ☆ القرآن، الانفال: ۱۷ ☆ بخاری:

۳۹۹۵، عن ابن عباس ☆ مسند احمد بن علی: ۱۲۵۷ ☆ بخاری: ۳۹۹۲ عن رفاعہ ☆ عنوان نمبر ۶۵: تفسیر ابن کثیر: ۵/ ۶۰ ☆ سوۃ الاسراء: ۱۷ ☆

عنوان نمبر ۶۶: درج الدُّرر فی تفسیر ال آی والسور ☆ القرآن، الاحزاب: ۳/ ۱۴۰۵ ☆ عنوان نمبر ۶۷: مسند احمد، ابو سعید الخدری: ۱۱۷۰۴ ☆ عنوان نمبر ۶۸: المستدرک علی الصحیحین، ابو ہریرہ: ۷۵۲۶، مسند البزار، عن ابی ہریرہ: ۸۷۲۴ ☆ التمہید، ☆ ابو ہریرہ: ۱/ ۱۲۵ ☆ عنوان نمبر ۶۹: القرآن الانسان: ۹، ۱۸ ☆ تفسیر القرطبی الجعفی: ۱۹/ ۱۳۴ ☆

عنوان نمبر ۷۰: القرآن، الفرقان: ۱۰ ☆ تفسیر قرطبی: عن جابر بن عبد اللہ ۱۳/ ۷ ☆ عنوان نمبر ۷۱: القرآن، الفرقان: ۲۰ ☆ القرطبی: عن ابن عباس: ۱۲/ ۱۳ ☆

حوالہ جات باب ⑦ : جنت البقیع، مدینہ کی ۶ مساجد اور دو پہاڑوں پر روح الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقاتیں اور مکالمات

عنوان نمبر ۷۲: الدر الثمینہ: ۴/ ۲۹۳، مقامات نزول وحی ۸۱ ☆ روح البیان: ۸/ ۴۰۴ ☆ الھدایہ الی بلوغ النہایہ: ۱/ ۹۴۰ ☆

عنوان نمبر ۷۳: دلائل النبوۃ: ۳/ ۲۸۸ ☆ القرآن، النحل، ۱۲۶ ☆ تفسیر الدر المنثور، ابو ہریرۃ: ۵/ ۱۷۵ ☆ ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ ذکر سلام الملائکہ: ۱/ ۶۸ ☆ عنوان نمبر ۷۴: آثارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو: ۱۲۲ ☆ مسند احمد، عن انس بن مالک: ۱۴۰۷۴ ☆ عنوان نمبر ۷۵: مُعالمُ المدینۃ المنورہ بین العمارۃ والتاریخ: ۲۴۰ ☆ کنز العمال، اسلع بن اسقع: ۲۷۵۸۲ ☆ تفسیر الرازی: ۲۳/ ۳۵۳ ☆ عنوان نمبر ۷۶: تفسیر البغوی: ۸/ ۱۳۲ ☆: عنوان نمبر ۷۷: دلائل النبوۃ، نعمان بن مقرن: ۳/ ۴۱۸، کنز العمال: ۳۱۷۸۹ ☆ عنوان نمبر ۷۸: المعجم الاوسط، عن معاذ بن جبل: ۹۱۰۵، السیر التفاسیر: ۵/ ۵۲۲ ☆ الرازی، عن ابن عمر: آیت نمبر ۲۰۰، ۵/ ۳۳۲ ☆ عنوان نمبر ۷۹: صحیح البخاری، عن ابن عباس: ۶۵۴۱ ☆ عنوان نمبر ۸۰: تفسیر مقاتل بن سلیمان: ۱/ ۷۷۴ ☆ عنوان نمبر ۸۱: القرآن: الحشر: ۵ ☆، اسباب النزول: ۴۱۹ عنوان نمبر ۸۲: اسباب النزول:

۳۶۱ ☆ مجمع الزوائد، باب سجدۃ الشکر: ۳۷۱۵ ☆ القرطبی: ۴/ ۲۳۷ ☆ عنوان نمبر ۸۳: تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۲۲۳ ☆ الدرّ المنثور: ۳/ ۲۸۴ ☆

حوالہ جات باب ۸: غزوہ بنی لحیان سے فتح مکہ تک [علمی مجالس، گفتگوئیں]

عنوان نمبر ۸۴: مقاماتِ نزول وحی: ۱۲۲ بحوالہ علی الطّریق الہجرۃ: ۱۹ ☆ الدر المنثور، النساء: ۱۰۳، ۳/ ۶۵۹ ☆ عنوان نمبر ۸۵: روح البیان: ۱۶۱۱۷ ☆

عنوان نمبر ۸۶: صفوۃ التفاسیر: ۳/ ۲۰۷ ☆ دلائل النبوۃ: ۴/ ۳۷۸ ☆

عنوان نمبر ۸۷: تفسیر زاد المیسر فی علم التفسیر: ۲/ ۲۲۵ ☆ عنوان نمبر ۸۸ تاریخ مدینہ ص: ۲۶ ☆ عنوان نمبر ۸۹: فتح الباری: ۱۱/ ۲۶۲ ☆ مسند احمد، عن ابی ذر: ۲۱۳۴۷ ☆ عنوان نمبر ۹۰: تاریخ مدینہ منورہ: ۹۲ ☆ تفسیر البغوی: ۸/ ۹۲ ☆ عنوان نمبر ۹۱: القرآن، الحجرات: ۱۳ ☆ تفسیر البغوی: ۷/ ۳۴۷ ☆ عنوان نمبر ۹۲: فتح القدیر للشوکانی: ۱/ ۵۵۵ ☆ القرآن، الاعراف: ۱۹۹ ☆ الطبری: ۰/ ۶۴۳ ☆ تفسیر الرّازی: ۸/ ۱۸۶ ☆ عنوان نمبر ۹۳: روح البیان: ۳/ ۴۰۷ ☆ القرآن، التوبہ: ۲۶ ☆

عنوان نمبر ۹۴: مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد: ۸۸ ☆ تفسیر البغوی: ۸/ ۱۸۴ ☆ اضواء البیان: ۲/ ۱۰۱ ☆ تفسیر البغوی: ۵/ ۱۱۸، ۲۲۴۰ ☆ مجمع الزوائد: عن عبد اللہ ابن عمر: ۱۴۹۵۱، ۱۴۹۵۲ ☆ سیرتِ ابن کثیر: ۴/ ۶۰۵ ☆

حوالہ جات باب ۹: سفر تبوک، حجۃ الوداع اور مرضِ وفات [ملاقاتیں، مکالمات]

عنوان نمبر ۹۵: السُّنن الکبریٰ للبیہقی، انس بن مالک: ۷۰۳۲ ☆ عنوان نمبر ۹۶: المداوی العلل الجامع الصغیر وشرح المناوی: ۵/ ۳۹۸ ☆ عنوان نمبر ۹۷: دلائل النبوۃ: ۵/ ۲۵۵ ☆ عنوان نمبر ۹۸: القرآن، الاسراء: ۸ ☆ مقاماتِ نزول وحی: ۱۷۳ بحوالہ فتح القدیر ☆ سورۃ توبہ: آیت نمبر: ۱۰۷ خلاصہ الوفاء: ۲/ ۲۸۴ ☆ خلاصہ از تاریخ مدینہ الدکتور محمد الیاس: ۷۸ ☆ القرآن، التوبہ: ۸۴ ☆ تفسیر الرّازی: ۱۶/ ۱۴۷ ☆ مقامات نزول وحی ۶۸ بحوالہ الدر المنثور فی حاکم دار امین ۴۹ ☆ عنوان نمبر ۹۹: تفسیر البغوی عن ابن عباس:

۷/۷۳۳۴☆القرآن سورۃ الحجرات: ۴☆تفسیر البغوی عن ابن عباس: ۷/۷۳۳
☆عنوان نمبر ۱۰۰: وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ باب کسوۃ الحجرۃ النبویہ: ۲۱۳۸، تفسیر السمعانی:
۳/۴۴۴، عن علی: ۸۳۸، الاحزاب: ۳۳☆

عنوان نمبر ۱۰۱: کنز العمال عن فاطمہ: ۳۴۲۱۴☆عنوان نمبر ۱۰۲: نزهة المجالس:
۳۰۷☆عنوان نمبر ۱۰۳: صحیح البخاری، عن ابن عباس: ۱۵۳۴☆مسند احمد، السائب بن
خلاد: ۱۶۵۵۷☆مسند احمد، ابن عباس: ۱۸۷۰۱، مسند احمد، ابو ہریرہ: ۸۳۱۴، مسند احمد عن
ابن عباس: ۲۹۵۰☆عنوان نمبر ۱۰۴: تفسیر الدر المنثور: ۱/۵۵۳☆مؤطا امام محمد: ۳۹۲
☆التمہید لما فی المؤطا حدیث نمبر: ۱،۱۸/۱۲۹☆عنوان نمبر ۱۰۵: انوار القرآن، المائدہ:
۱۱۸☆القرآن، ابراہیم: ۳۶☆تفسیر البغوی: ۳/۱۲۳☆

عنوان نمبر ۱۰۶: المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۶۷۵،۳/۵۸☆

حوالہ جات باب (۱۰): از وصالِ حبیب ﷺ تا فردائے حشر [مجالس اور مکالمے]

عنوان نمبر ۱۰۷: القرآن، القدر: ۴،۵☆الرازی: ۱/۱۶۲☆دلائل النبوۃ:
۶/۴۶۹☆عنوان نمبر ۱۰۸: مسند احمد: عن عائشہ ۲۰۴۷۔ حارث بن عبداللہ☆مسند احمد عن
عائشہ: ۲۶۴۱۳☆عنوان نمبر ۱۰۹: القرآن، الاسراء: ۷۹☆مسند ابو داؤد الطیالسی عن عبد
اللہ: ۳۸۹☆عنوان نمبر ۱۱۰: فضائل التسمیہ لابن بکر: ۱،۱۷/۲۷☆تفسیر روح البیان:
۱۰/۴۹۴☆عنوان نمبر ۱۱۱: تفسیر السمرقندی: ۱/۲۲۴☆

حوالہ جات باب (۱۱): روح الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اہلِ ایمان [آسمانوں سے انسان کا رابطہ]

عنوان نمبر ۱۱۲ القرآن، التحریم: ۴☆عنوان نمبر ۱۱۲: مسند احمد، عن ثوبان: ۲۲۴۰۱
☆عنوان نمبر ۱۱۳: تفسیر الخازن، عن ابنِ عمر: ۴/۷۲۴۲☆سمط النجوم: ۱/۴۲۸☆عنوان
نمبر ۱۱۴: مسند احمد: عن عائشہ، ۲۴۴۶۲☆مسند احمد عن ابی ہریرۃ: ۷۱۵۶☆

عنوان نمبر ۱۱۵: تفسیر القرطبی: ۱۰/۴۴۵☆

حوالہ جات باب (۱۲): صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور زیارتِ جبریل علیہ السلام

عنوان نمبر ۱۱۶: دلائل النبوۃ: ۷/۶۹ ☆ عنوان نمبر ۱۱۷: الخصائص الکبری: ۲/۱۵۵ ☆ عنوان نمبر ۱۱۸: الخصائص الکبریٰ، ام سلمہ: ۲/۸۲ ☆ تفسیر الخازن: ۳/۴۲۰ ☆ دلائل النبوہ: ۷/۶۹ ☆ عنوان نمبر ۱۱۹: الخصائص الکبریٰ: ۱/۳۸۴ ☆ الخصائص الکبریٰ: ۱/۳۸۴ ☆ عنوان نمبر ۱۲۰: مسند احمد، حارثہ: ۲۳۶۷۷ ☆ عنوان نمبر ۱۲۱: الخصائص الکبریٰ: ۲/۱۵۵ ☆

عنوان نمبر ۱۲۲: المعجم الکبیر ابن عباس: ۱۲۳۲۱ ☆ عنوان نمبر ۱۲۳: المعجم الکبیر محمد بن سلمہ: ۵۲۲ ☆ عنوان نمبر ۱۲۴: فضائل الصحابہ للنسائی، حذیفہ ابن الیمان: ۲۶۰ ☆ عنوان نمبر ۱۲۵: تفسیر البغوی: عن ابن عمر ۸/۳۴ ☆ عنوان نمبر ۱۲۶: حوالہ جات مرویات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (اس عنوان نمبر کے تحت آنے والی ساری روایات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہیں، جو ہماری کتاب انا و حبیبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "میں اور میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں بحوالہ جات موجود ہیں) ☆ عنوان نمبر ۱۲۷: حوالہ جات مرویات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (اس عنوان نمبر کے تحت آنے والی ساری روایات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہیں، جو ہماری کتاب انا و خلیلی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "میں اور میرے گہرے دوست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں بحوالہ جات موجود ہیں)

حوالہ جات باب ⑬: تراشے [المتفرقات]

عنوان نمبر ۱۲۸: اللباب فی علوم الکتاب: ۱۵/۷۹ ☆ عنوان نمبر ۱۲۹: سنن الترمذی، جابر بن عبد اللہ: ۲۸۶۰ ☆ عنوان نمبر ۱۳۰: مسند احمد ابن عباس: ۳۴۸۴ ☆ عنوان نمبر ۱۳۱: القرآن، البقرہ: ۱۸۶ ☆ الدر المنثور، نافع بن معدی کرب: ۱/۴۴ ☆ عنوان نمبر ۱۳۲: دلائل النبوۃ للبیہقی: ۲/۱۶۰ ☆

عنوان نمبر ۱۳۳: أسد الغابہ: ۱/۲۵ ☆ مسند احمد: عن ابی امامہ: ۲۲۲۶۹ ☆ مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۱۴ ☆: عنوان نمبر ۱۳۴: مجمع الزوائد عن ابن مسعود: ۲۲۵۹ ☆ احمد، عن جابر بن عبد اللہ: ۱۵۱۰۷ ☆ ایماء الیٰ زوائد الامالی: عن انس: ۱۴۹۷ ☆ عنوان نمبر ۱۳۵: مسند احمد عن علی: ۱۲۷۰ ☆ مسند احمد، ابو ایوب: ۲۳۵۲۶ ☆

كُتُبٌ قَيِّمَةٌ فِيهَا

جن میں سیدھی تحریریں لکھی ہوں (البینۃ ۳)

ماخذ و مراجع (کتابیات)

القُرآن و عُلُومُهٗ

- اللباب فی علوم الکتاب؛ المؤلف: أبو حفص سراج الدين عمر بن على بن عادل الحنبلى الدمشقى النعمانى (المتوفى: ٧٧٥ ھ)۔ الناشر: دار الکتب العلمية-بيروت/لبنان۔ الطبعة: الأولى، ١٤١٩ھ-١٩٩٨م۔ عدد الأجزاء: ٢٠
- الإتقان فی علوم القرآن؛ المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطى (المتوفى: ٩١١ھ) الناشر: الهيئة المصرية العامة للكتاب۔ الطبعة: ١٣٩٤ھ/ ١٩٧٤م۔ عدد الأجزاء: ٤
- روح البيان؛ المؤلف: إسماعيل حقى بن مصطفى الإستانبولى الحنفى الخلوتى، المولى أبو الفداء (المتوفى: ١١٢٧ھ)۔ الناشر: دار الفکر-بيروت
- تنوير المقباس من تفسير ابن عباس؛ ينسب: لعبد الله بن عباس - رضى الله عنهما - (المتوفى: ٦٨ھ)۔ جمعه: مجد الدين أبوطاهر محمد بن يعقوب الفيروزآبادى (المتوفى: ٨١٧ھ)۔ الناشر: دار الکتب العلمية ۔ لبنان۔ عدد الأجزاء: ١
- فتوح الغيب فی الكشف عن قناع الريب (حاشية الطيبى على الکشاف)؛ المؤلف: شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبى (المتوفى: ٧٤٣ ھ) الناشر: جائزة دبي الدولية للقرآن الكريم۔ الطبعة: الأولى، ١٤٣٤ ھ - ٢٠١٣ م۔ عدد الأجزاء: ١٧

- تفسير القرآن العظيم (ابن كثير)؛المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: ٧٧٤هـ).الناشر: دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيضون - بيروت۔ الطبعة: الأولى - ١٤١٩هـ
- مراح لبيد لكشف معنى القرآن المجيد؛المؤلف: محمد بن عمر نووى الجاوى البنتنى إقليما، التنارى بلدا (المتوفى: ١٣١٦هـ).الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت۔ الطبعة: الأولى - ١٤١٧هـ
- الكتاب: التفسير الحديث [مرتب حسب ترتيب النزول]؛ المؤلف: دروزة محمد عزت۔ الناشر: دار إحياء الكتب العربية - القاهرة۔الطبعة: ١٣٨٣هـ۔
- الدر المنثور؛المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطى (المتوفى: ٩١١هـ).الناشر: دار الفكر - بيروت۔ عدد الأجزاء: ٨
- بيان المعانى [مرتب حسب ترتيب النزول]؛المؤلف: عبد القادر بن ملّا حويش السيد محمود آل غازى العانى (المتوفى: ١٣٩٨هـ). الناشر: مطبعة الترقى - دمشق۔ الطبعة: الأولى، ١٣٨٢هـ - ١٩٦٥م
- معالم التنزيل فى تفسير القرآن = تفسير البغوى؛المؤلف: محيى السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود البغوى (المتوفى: ٥١٠هـ) الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع۔الطبعة: الرابعة، ١٤١٧هـ - ١٩٩٧م
- التفسير المظهرى؛ المؤلف: المظهرى، محمد ثناء الله الناشر: مكتبة الرشدية - الباكستان۔الطبعة: ١٤١٢هـ
- الهداية إلى بلوغ النهاية ؛المؤلف: أبو محمد مكى بن أبي طالب حَمّوش بن محمد بن مختار القيسى القيروانى ثم الأندلسى القرطبى المالكى (المتوفى: ٤٣٧هـ).الناشر: مجموعة بحوث الكتاب والسنة - كلية الشريعة

والدراسات الإسلامية - جامعة الشارقة. الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ - ٢٠٠٨ م. عدد الأجزاء: ١٣ (١٢، ومجلد للفهارس)

- الوسيط فى تفسير القرآن المجيد؛ المؤلف: أبو الحسن على بن أحمد بن محمد بن على الواحدى، النيسابورى، الشافعي (المتوفى: ٤٦٨هـ). الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان. الطبعة: الأولى، ١٤١٥ هـ - ١٩٩٤ م. عدد الأجزاء: ٤
- الدر المنثور؛ المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطى (المتوفى: ٩١١هـ). الناشر: دار الفكر - بيروت. عدد الأجزاء: ٨
- البحر المديد فى تفسير القرآن المجيد؛ المؤلف: أبو العباس أحمد بن محمد بن المهدى بن عجيبة الحسنى الأنجرى الفاسى الصوفى (المتوفى: ١٢٢٤هـ) المحقق: أحمد عبد الله القرشى رسلان. الناشر: الدكتور حسن عباس زكى - القاهرة. الطبعة: ١٤١٩ هـ
- روح البيان؛ المؤلف: إسماعيل حقى بن مصطفى الإستانبولى الحنفى الخلوتى , المولى أبو الفداء (المتوفى: ١١٢٧هـ). الناشر: دار الفكر - بيروت.
تفسير ابن أبى حاتم
- بحر العلوم؛ المؤلف: أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقندى (المتوفى: ٣٧٣هـ). [ترقيم الكتاب موافق للمطبوع، وهو ضمن خدمة مقارنة التفاسير]
- روح المعانى فى تفسير القرآن العظيم والسبع المثانى. المؤلف: شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسينى الألوسى (المتوفى: ١٢٧٠هـ). الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت. الطبعة: الأولى، ١٤١٥ هـ. عدد الأجزاء: ١٦)
- موسوعة علوم القرآن؛ المؤلف: عبد القادر محمد منصور. الناشر: دار القلم العربي - حلب. الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠٢ م. عدد الأجزاء: ١

- التحرير والتنوير «تحرير المعنى السديد وتنوير العقل الجديد من تفسير الكتاب المجيد» المؤلف : محمد الطاهر بن محمد بن محمد الطاهر بن عاشور التونسي (المتوفى : ١٣٩٣هـ) الناشر : الدار التونسية للنشر .تونس. سنة النشر : ١٩٨٤ هـ عدد الأجزاء : ٣٠
- مفاتيح الغيب = التفسير الكبير، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الرازي الملقب بفخر الدين الرازي خطيب الري (المتوفى: ٦٠٦هـ). الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. الطبعة: الثالثة - ١٤٢٠ هـ
- لباب التأويل في معاني التنزيل (الخازن)، المؤلف: علاء الدين علي بن محمد بن إبراهيم بن عمر الشيحي أبو الحسن، المعروف بالخازن (المتوفى: ٧٤١هـ). المحقق: تصحيح محمد علي شاهين. الناشر : دار الكتب العلمية - بيروت. الطبعة: الأولى - ١٤١٥ هـ
- تفسير حدائق الروح والريحان في روابي علوم القرآن، المؤلف: الشيخ العلامة محمد الأمين بن عبد الله الأرمي العلوي الهرري الشافعي. إشراف ومراجعة: الدكتور هاشم محمد علي بن حسين مهدي. الناشر : دار طوق النجاة، بيروت - لبنان. الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. عدد الأجزاء: ٣٣ (٣٢ ومجلد للمقدمة)
- تفسير الطبري = جامع البيان عن تأويل آي القرآن، المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: ٣١٠هـ). الناشر: دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان. الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠١ م. عدد الأجزاء: ٢٦
- تفسير مقاتل بن سليمان، المؤلف: أبو الحسن مقاتل بن سليمان بن بشير الأزدي بالولاء البلخي. دار النشر : دار الكتب العلمية - لبنان/ بيروت -

١٤٢٣ھ-٢٠٠٣م.الطبعة: الأولى.عدد الأجزاء/٣

- زاد المسير فی علم التفسير؛المؤلف: جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی: ٥٩٧ھ).المحقق: عبد الرزاق المهدی. الناشر: دار الكتاب العربی-بيروت.الطبعة: الأولى-١٤٢٢ھ
- تفسير القرآن (السمعانی)؛المؤلف: أبو المظفر، منصور بن محمد بن عبد الجبار ابن أحمد المروزی السمعانی التميمی الحنفی ثم الشافعی (المتوفی: ٤٨٩ھ)المحقق: ياسر بن إبراهيم وغنيم بن عباس بن غنيم.الناشر: دار الوطن، الرياض-السعودية،الطبعة: الأولى، ١٤١٨ھ-١٩٩٧م

القِسْم: متونُ الحَدِيثِ النَّبوِی

- مسند الإمام أحمد بن حنبل؛المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيبانی (المتوفی: ٢٤١ھ) الناشر: مؤسسة الرسالة. الطبعة: الأولى، ١٤٢١ھ-٢٠٠١م.
- صحيح البخاری.المؤلف: محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاری . الناشر: دار طوق النجاة.الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ھ.عدد الأجزاء: ٩
- المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم؛المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيری النيسا بوری (المتوفی: ٢٦١ھ).الناشر: دار إحياء التراث العربی - بيروت.عدد الأجزاء: ٥
- سنن الترمذی؛المؤلف: محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذی، أبو عيسى (المتوفی: ٢٧٩ھ). الناشر: دار الغرب الإسلامی - بيروت.سنة النشر: ١٩٩٨م.عدد الأجزاء: ٦

- سنن أبي داود؛ المؤلف: أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (المتوفى: ٢٧٥هـ). الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. عدد الأجزاء: ٤
- سنن ابن ماجه؛ المؤلف: ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، (المتوفى: ٢٧٣هـ). الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. عدد الأجزاء: ٢
- المستدرك على الصحيحين؛ المؤلف: أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري المعروف بابن البيع (المتوفى: ٤٠٥هـ) الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت. الطبعة: الأولى، ١٤١١ - ١٩٩٠. عدد الأجزاء: ٤
- الموطأ؛ المؤلف: مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني (المتوفى: ١٧٩هـ). الناشر: مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية - أبو ظبي - الإمارات. الطبعة: الأولى، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م
- موطأ مالك برواية محمد بن الحسن الشيباني؛ المؤلف: مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني (المتوفى: ١٧٩هـ) تعليق وتحقيق: عبد الوهاب عبد اللطيف. الناشر: المكتبة العلمية. الطبعة: الثانية، مَزِيَدة منقحَة. عدد الأجزاء: ١
- التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد؛ المؤلف: أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: ٤٦٣هـ). الناشر: وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية - المغرب. عام النشر: ١٣٨٧هـ. عدد الأجزاء: ٢٤
- مسند الإمام الشافعي؛ المؤلف: الشافعي أبو عبد الله محمد بن إدريس بن

العباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب بن عبد مناف المطلبی القرشی المکی (المتوفی: ٢٠٤هـ).الناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت - لبنان.عام النشر: ١٣٧٠هـ-١٩٥١م.عدد الأجزاء: ٢

- مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار؛المؤلف: أبو بکر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبید الله العتکی المعروف بالبزار (المتوفی: ٢٩٢هـ).الناشر: مکتبة العلوم والحکم - المدینة المنورة.الطبعة: الأولی، (بدأت ١٩٨٨م، وانتهت ٢٠٠٩م).عدد الأجزاء: ١٨
- المُعْجَمُ الکَبِیر للطبرانی؛المؤلف: سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبو القاسم الطبرانی (المتوفی: ٣٦٠هـ)الطبعة: الأولی: ١٤٢٧هـ - ٢٠٠٦م.عدد الأجزاء: ١
- المعجم الأوسط؛المؤلف: سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبو القاسم الطبرانی (المتوفی: ٣٦٠هـ).الناشر: دار الحرمین - القاهرة.عدد الأجزاء: ١٠
- السنن الکبری؛المؤلف: أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیهقی (المتوفی: ٤٥٨هـ).الناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت - لبنات. الطبعة: الثالثة، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م.
- کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال؛المؤلف: علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی الهندی البرهان فوری ثم المدنی فالمکی الشهیر بالمتقی الهندی (المتوفی: ٩٧٥هـ).الناشر: مؤسسة الرسالة.الطبعة: الطبعة الخامسة، ١٤٠١هـ/١٩٨١م
- جامع الأحادیث؛المؤلف: عبد الرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (المتوفی: ٩١١هـ).

- المصنف فی الأحادیث والآثار،المؤلف: أبو بکر بن أبي شیبة، عبد الله بن محمد بن إبراهیم بن عثمان بن خواستی العبسی (المتوفی: ۲۳۵ھ). الناشر: مکتبة الرشد-الریاض. الطبعة: الأولی،۱۴۰۹۔عدد الأجزاء: ۷

القسم: کتبُ التّخریج والزّوائد وشُروحُ الحَدیْث

- المداوی لعلل الجامع الصغیر وشرحی المناوی،المؤلف: أحمد بن محمد بن الصدّیق بن أحمد، أبو الفیض الغُمَارِی الحسنی الأزهری (المتوفی: ۱۳۸۰ ھ)۔الناشر: دار الکتبی، القاهرة-جمهوریة مصر العربیة۔الطبعة: الأولی، ۱۹۹۶۔عدد الأجزاء: ۶۔
- فضائل التسمیة بأحمد ومحمد،المؤلف: أبو عبد الله الحسین بن أحمد بن عبد الله بن بکیر البغدادی الصیرفی (المتوفی: ۳۸۸ھ)۔ تحقیق: أبو مریم مجدی فتحی السید الناشر: الصحابة للتراث - طنطا۔الطبعة: الأولی، ۱۴۱۱ھ-۱۹۹۰م
- کوثَر المَعَانی الدَّرَارِی فی کَشْفِ خَبَایا صَحِیحْ البُخَاری،المؤلف: محمَّد الخَضِر بن سید عبد الله بن أحمد الجکنی الشنقیطی (المتوفی: ۱۳۵۴ھ)۔ الناشر: مؤسسة الرسالة، بیروت۔الطبعة: الأولی، ۱۴۱۵ ھ - ۱۹۹۵ م۔عدد الأجزاء: ۱۴
- مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح،المؤلف: علی بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدین الملا الهروی القاری (المتوفی: ۱۰۱۴ھ)۔الناشر: دار الفکر، بیروت-لبنان۔الطبعة: الأولی، ۱۴۲۲ھ-۲۰۰۲م۔عدد الأجزاء: ۹
- فضائل الصحابة،للامام الحافظ الحجة ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب المعروف بالنسائی۔دار الکتب العلمیة بیروت-لبنان مصدر الکتاب:

موقع يعسوب

- المفاتيح فى شرح المصابيح؛المؤلف: الحسين بن محمود بن الحسن، مظهر الدين الزَّيْدَانيُّ الكوفى الضَّريرُ الشِّيرازيُّ الحَنَفيُّ المشهورُ بالمُظْهِرى (المتوفى: ٧٢٧ هـ). الناشر: دار النوادر، وهو من إصدارات إدارة الثقافة الإسلامية-وزارة الأوقاف الكويتية. الطبعة: الأولى، ١٤٣٣هـ-٢٠١٢م.
- الإيماء إلى زوائد الأمالى والأجزاء - زوائد الأمالى والفوائد والمعاجم والمشيخات على الكتب الستة والموطأ ومسند الإمام أحمد؛المؤلف: نبيل سعد الدين سَليم جَرَّار. الناشر: أضواء السلف. الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ-٢٠٠٧م
- الكتاب: جامع الأحاديث ؛ المؤلف: عبد الرحمن بن أبى بكر، جلال الدين السيوطى (المتوفى: ٩١١هـ). عدد الأجزاء: ١٣
- جامع الأصول فى أحاديث الرسول؛المؤلف : مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن محمد ابن عبد الكريم الشيبانى الجزرى ابن الأثير (المتوفى: ٦٠٦هـ). الناشر: مكتبة الحلوانى-مطبعة الملاح-مكتبة دار البيان. الطبعة: الأولى
- المسند الجامع؛حققه ورتبه وضبط نصه: محمود محمد خليل. الناشر: دار الجيل للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، الشركة المتحدة لتوزيع الصحف والمطبوعات، الكويت. الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ-١٩٩٣م
- مسند أبى داود الطيالسى؛المؤلف: أبو داود سليمان بن داود بن الجارود الطيالسى البصرى (المتوفى: ٢٠٤هـ). المحقق: الدكتور محمد بن عبد المحسن التركى. الناشر: دار هجر - مصر. الطبعة: الأولى، ١٤١٩هـ - ١٩٩٩م. عدد الأجزاء: ٤

- أحاديث الإحياء التى لا أصل لها للسبكى، الأحاديث التى فى الإحياء ولم يجد لها السبكى إسنادا۔ هذا الكتاب جزء من كتاب طبقات الشافعية الكبرى للسبكى وهو الأحاديث التى فى الإحياء ولم يجد لها السبكى إسنادا۔

القسم : السيرة النبوية والشمائل

- دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة۔ المؤلف: أحمد بن الحسين بن على بن موسى الخُسْرَوْجِردى الخراسانى، أبو بكر البيهقى (المتوفى: ۴۵۸ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت۔ الطبعة: الأولى - ۱۴۰۵ھ۔ عدد الأجزاء: ۷
- السيرة النبوية (من البداية والنهاية لابن كثير)؛ المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشى الدمشقى (المتوفى: ۷۷۴ھ)۔ الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع بيروت - لبنان۔ عام النشر: ۱۳۹۵ھ - ۱۹۷۶م۔
- سمط النجوم العوالى فى أنباء الأوائل والتوالى۔ المؤلف: العصامى۔ مصدر الكتاب: موقع الوراق
- الروض الأنف فى شرح السيرة النبوية لابن هشام؛ المؤلف: أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد السهيلى (المتوفى: ۵۸۱ھ)۔ الناشر: دار إحياء التراث العربى، بيروت۔ الطبعة: الطبعة الأولى، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰م۔ عدد الأجزاء: ۷
- وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى؛ المؤلف: على بن عبد الله بن أحمد الحسنى الشافعى، نور الدين أبو الحسن السمهودى (المتوفى: ۹۱۱ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت۔ الطبعة: الأولى - ۱۴۱۹۔ عدد الأجزاء: ۴۔ القسم :

السيرة النبوية

- الكتاب: الخصائص الكبرى؛ المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: ٩١١هـ). الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت. سنة النشر: عدد الأجزاء: ٢
- ذخائر العقبى في مناقب ذوي القربى؛ المؤلف: محب الدين أحمد بن عبد الله الطبري (المتوفى: ٦٩٤هـ). عام النشر: ١٣٥٦هـ
- السيرة الحلبية = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون؛ المؤلف: علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي، أبو الفرج، نور الدين ابن برهان الدين (المتوفى: ١٠٤٤هـ). الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت. الطبعة: الثانية - ١٤٢٧هـ. عدد الأجزاء: ٣
- سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد، وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله في المبدأ والمعاد؛ المؤلف: محمد بن يوسف الصالحي الشامي. مصدر الكتاب: موقع يعسوب
- السيرة النبوية والدعوة في العهد المدني؛ المؤلف: أحمد أحمد غلوش. الناشر: مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع. الطبعة: الأولى ١٤٢٤هـ-٢٠٠٤م. عدد الأجزاء: ١
- خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفى؛ المؤلف: علي بن عبد الله بن أحمد الحسني السمهودي (المتوفى: ٩١١هـ). عدد الأجزاء: ٢
- عيون الأثر في فنون المغازي والشمائل والسير؛ المؤلف: محمد بن محمد بن محمد بن أحمد، ابن سيد الناس، اليعمري الربعي، أبو الفتح، فتح الدين (المتوفى: ٧٣٤هـ). الناشر: دار القلم - بيروت. الطبعة: الأولى، ١٩٩٣/١٤١٤. عدد الأجزاء: ٢

القسم: التَّراجم والطَّبقَات

- سير أعلام النبلاء، المؤلف: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: ٧٤٨ھ). الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٥ھ/١٩٨٥م۔
- معرفة الصحابة، المؤلف: أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى: ٤٣٠ھ). الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض۔ الطبعة: الأولى ١٤١٩ھ - ١٩٩٨م۔ عدد الأجزاء: ٧
- الطبقات الكبرى، القسم المتمم لتابعي أهل المدينة ومن بعدهم، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء، البصري، البغدادي المعروف بابن سعد (المتوفى: ٢٣٠ھ). الناشر: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة۔ الطبعة: الثانية، ١٤٠٨۔ عدد الأجزاء: ١
- أسد الغابة في معرفة الصحابة، المؤلف: أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني الجزري، عز الدين ابن الأثير (المتوفى: ٦٣٠ھ). الناشر: دار الكتب العلمية۔ الطبعة: الأولى۔ سنة النشر: ١٤١٥ھ - ١٩٩٤م۔ عدد الأجزاء: ٨ (٧ ومجلد فهارس)
- معرفة الصحابة لابن منده، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن إسحاق بن محمد بن يحيى بن مَنْدَه العبدي (المتوفى: ٣٩٥ھ). الناشر: مطبوعات جامعة الإمارات العربية المتحدة۔ الطبعة: الأولى، ١٤٢٦ھ - ٢٠٠٥م۔

القسم: البُلدَان والجُغرافيا التَّاريخ والحضَارة

- تاريخ بغداد، للخطيب البغدادي۔ المؤلف: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت

بن أحمد بن مهدى الخطيب البغدادى (المتوفى: ٤٦٣ھ).الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت.دراسة وتحقيق: مصطفى عبد القادر عطا. الطبعة: الأولى، ١٤١٧ھ.عدد الأجزاء: ٢٤

- المعالم الأثيرة فى السنة والسيرة:المؤلف: محمد بن محمد حسن شُرّاب.الناشر: دار القلم، الدار الشامية - دمشق-بيروتالطبعة: الأولى- ١٤١١ھ.عدد الأجزاء: ١
- تاريخ دمشق لابن القلانسي:المؤلف : حمزة بن أسد بن على بن محمد، أبو يعلى التميمي، المعروف بابن القلانسى (المتوفى : ٥٥٥ھ).الناشر : دار حسان للطباعة والنشر ، لصاحبها عبد الهادى حرصونى - دمشق. الطبعة: الأولى ١٤٠٣ھ - ١٩٨٣م
- الدرة الثمينة فى أخبار المدينة:المؤلف: محب الدين أبو عبد الله محمد بن محمود بن الحسن المعروف بابن النجار (المتوفى: ٦٤٣ھ).الناشر: شركة دار الأرقم بن أبى الأرقم.عدد الأجزاء: ١
- آثار حبيب صلى الله عليه وسلم كى خوشبو:المؤلف :محمد عبدالمالك الناشر: مكتبه العرب كراچى
- مقامات نزول وحى: المؤلف :محمد عبدالمالك الناشر: مكتبه العرب كراچى
- نقوش پائے مصطفى صلى الله عليه وسلم المؤلف :محمد عبدالمالك الناشر: مكتبه العرب كراچى
- تاريخ مكه المكرمه المؤلف: الدكتور محمد الياس عبد الغنى ؛ الناشر: ص:ب ٤٣٧ مدينه منوره
- مدينه منوره كى تاريخى مساجد:المؤلف: الدكتور محمد الياس عبد

الغنی؛الناشر:ص؛ب ۳۳۷ مدینہ منورہ

- تاریخ مدینہ منورہ:المؤلف: الدکتور محمد الیاس عبد الغنی : الناشر: ص؛ب ۳۳۷ مدینہ منورہ
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مکانات المؤلف:محمد الیاس عبد الغنی :الناشر:ص؛ب ۳۳۷ مدینہ منورہ
- فرھنگ سیرت : المؤلف: سید فضل الرحمن الناشر:زوار اکیڈمی پبلیکیشنز کراچی

اَلْقِسم : المُتَفَرَّقَات

- الحیوان؛المؤلف:عمرو بن بحر بن محبوب الکنانی بالولاء، اللیثی، أبو عثمان، الشھیر بالجاحظ (المتوفی: ۲۵۵ھ)۔الناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت۔الطبعة: الثانیة، ۱۴۲۴ ھ۔عدد الأجزاء: ۷
- الکتاب: فتح الباری شرح صحیح البخاری؛المؤلف: أحمد بن علی بن حجر أبو الفضل العسقلانی الشافعی۔الناشر: دار المعرفة - بیروت، ۱۳۷۹۔عدد الأجزاء: ۱۳
- فی رحاب البیت العتیق؛المصدر: صید الفوائد
- مَجْمَعُ الزَّوَائِدِ وَمَنْبَعُ الفَوَائِدِ۔المؤلف: أبو الحسن نور الدین علی بن أبی بکر بن سلیمان الھیثمی (المتوفی: ۸۰۷ھ)۔حَقَّقَهُ وَخَرَّجَ أَحَادِيثَهُ: حسین سلیم أسد الدّارانی۔الناشر: دَارُ المَأْمُونِ لِلتُّرَاثِ۔عدد الأجزاء: ۲
- الکتاب: نزھة المجالس ومنتخب النفائس۔المؤلف: عبد الرحمن بن عبد السلام الصفوری (المتوفی: ۸۹۴ھ) ۔الناشر: المطبعه الکاستلیة - مصر۔عام النشر: ۱۲۸۳ھ عدد الأجزاء: ۲

تقاریظ و تائیداتِ علماء، مشائخ و دانشورانِ اسلام و محققین

ڈاکٹر سعود الحسن خان روہیلہ، تاریخ دان مصنف ایڈووکیٹ سپریم کورٹ ڈائریکٹر افغان ریسرچ سنٹر لاہور لکھتے ہیں:

"سیرت نگاری" میں صدارتی ایوارڈ و انعام یافتہ ہمارے دوست، مولانا محمد اسلم زاہد کی تحقیق پر مبنی شاہکار کتابوں کو گزشتہ کئی سالوں سے پڑھ رہا ہوں، وہ اس دور کے قابلِ قدر لکھاریوں میں سے ہیں، خطاطی میں دو ایوارڈ حاصل کیے، تحقیق نگاری پر آئے تو دورِ حاضر کے مؤلفین میں ایک منفرد مقام پایا، تعلیم و تدریس کے آدمی ہیں، ان کی خطابت، تالیفات، اردو ادب اور خطاطی پر پی۔ایچ۔ڈی کی جا سکتی ہے، جملہ مسالک و مشارب کے اہل علم، عصری یونیورسٹیوں کے اساتذہ ان کی قدر کرتے ہیں، وہ ایک ٹرسٹ چلاتے ہیں جس کے تحت کئی ادارے درسِ نظامی، نشر و اشاعت، سلائی کڑھائی اور تحریر و کتابت جیسے فنون کو فروغ دے رہے ہیں، اہلِ علم نے ان کی کتابوں پر طویل تائیدی تحریریں لکھی ہیں۔ میں چند اقتباسات پیش کرتا ہوں، جن کا تعلق سیرت نگاری، دیگر تالیفی خدمات اور فن خطاطی سے ہے۔

ان کے مرشدِ گرامی عالمی خطاط سید انور حسین نفیس رقم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تلمیذ عزیز کی خطاطی اور سیرت نگاری کو سراہتے ہوئے فرمایا: میری دعا ہے کہ یہ دونوں کاموں میں بہت اونچے رتبے تک پہنچیں، اس کے ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذوق جمال اور خواتین کی زیب و زینت کے موضوع پر کتاب لکھنے کا حکم دیا، جو الحمد للہ ان کی زندگی میں پورا ہوا۔

حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ، مدفونِ مدینہ منورہ، سابق مفتی دارالعلوم کراچی: نے ان کی پہلی درسی تالیف "حدائق الصالحین، شرح زاد الطالبین" دیکھی تو فرمایا: اس شرح کے مسودے کو دیکھ کر اس لیے خوشی ہوئی کہ اس کے مندرجات میں مقاصدِ

تالیف کو مختصر اور واضح کیا گیا ہے۔

جانشین حکیم الاسلام رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا قاری محمد سالم قاسمی رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دار العلوم دیوبند (وقف) بھارت: ان کے مدرسہ میں بخاری کے ختم اور نئے سال کی کلاس کو پہلا سبق پڑھانے کے لیے تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: مولانا محمد اسلم زاہد صاحب کی تالیفات ،تدریس اور دینی خدمات نے دل خوش کر دیا۔

حجۃ اہلسنت محقق دوراں حضرت مولانا محمد نافع رحمۃ اللہ علیہ فاضل دار العلوم دیوبند نے لکھا ہے: دلائل و براہین سے مزین مولانا محمد اسلم زاہد صاحب مدظلہ کی یہ قلم کاری بہت پسند آئی، ان کی کتاب کو جگہ جگہ سے سنا میری روح کو تازگی ملی اور مولانا کے لیے دعائیں جاری ہو گئیں۔ مولانا جیسے نوجوان علماء سے میں پر امید ہوں۔

ان کے استاد امام اہلسنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی کتاب پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ضروری تحقیقی امور کی نصیحت کی اور لکھا: میری دعا ہے کہ اللہ پاک مولانا اسلم صاحب کی محنت قبول فرماویں اور امورِ ضروریہ (پر تحقیق وتالیف) کی مزید توفیق نصیب ہو۔ (آمین بحرمۃ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اُستاذ العلماء شیخ الحدیث معروف اسلامی اسکالر مولانا زاہد الراشدی نے اپنے کالم میں لکھا: مولانا موصوف ہمارے ان فاضل دوستوں میں سے ہیں، جنہوں نے تدریس وخطابت کے ساتھ تحریری میدان میں بھی خدمات سرانجام دیں، سیرت نگاری میں ان کی تصنیفات اہلِ علم کے ہاں داد وصول کر چکی ہیں ۔۔اور ایک جگہ یوں لکھا: سیرت کے یہ خوبصورت گلدستے ان کے اعلیٰ علمی اور مطالعاتی ذوق کے آئینہ دار ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی تصانیف کو نفع بخش بنائے۔ (آمین)

شیخ الحدیث مولانا فضل الرحمن درخواستی بن مولانا محمد عبد اللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کراچی نے تحریر کیا: "التجرید الصریح لاحادیث الصحیح" مولانا کی جد و جہد سے مرتب ہو کر سامنے آئی ہے، دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی کہ اس میں میری دیرینہ تمنا کی تکمیل کا بڑا سامان موجود ہے۔

محدث البحرین الشیخ عبدالرحمٰن الکوثر، مدرس: مسجد نبوی ﷺ، پروفیسر طیبہ یونیورسٹی، مدینہ منورہ (سابقاً) لکھتے ہیں سیرت نگاری کا یہ اسلوب جو ان کی بیسیوں کتابوں میں دیکھا گیا بہت کمیاب ہے، ادبیات ہے تو تحقیق نہیں، اگر تحقیق ہے تو ادبیات اور ترتیب میں مسئلہ ہے، مولانا زاہد کی کتابیں جدت، تحقیق اور اردو ادب کی علامت ہیں۔

قائد العلماء والمشائخ مولانا فضل الرحیم صاحب چیئرمین متحدہ علماء بورڈ پاکستان، مدیر جامعہ اشرفیہ لاہور نے لکھا: ۲۵ سے زائد کتب سیرت کے مصنف، فاضل جامعہ اشرفیہ، عزیز مولانا محمد اسلم زاہد انتہائی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ان کو سیرت کے منفرد موضوعات پر قلم اٹھانا نصیب ہوا، میں وسطِ قلب سے دعا گو ہوں، اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

عربی اور اُردو کے فاضل ادیب، مولانا مفتی عبدالعظیم ترمذی مدیر معہد الترمذی، لاہور لکھتے ہیں: ہمارے فاضل دوست مولانا محمد اسلم زاہد اسلوبِ تحقیق وتحریر اور خصوصاً جدید موضوعاتِ سیرت کی ترتیب میں معروف ہیں، اسی اعتراف میں جامعہ اشرفیہ نے ان کو خصوصی سند عطا کی، مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہ نے شفقت کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا محمد اسلم زاہد کی ہر کتاب کے ہر ایڈیشن کی دو سو کاپیاں جامعہ اشرفیہ خریدے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم، عمر اور عمل میں برکتیں نصیب فرمائے (آمین)

مصنف کتب کثیرہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی (نوشہرہ سے) رقم طراز ہیں: تحقیق میں درایت کے ساتھ ساتھ جدت طرازی کے جو نمونے مولانا زاہد کی کتابوں کی شکل میں سامنے آرہے ہیں، فی زمانہ ان کی کوئی مثال نہیں ہم دعا گو ہیں کہ ان کے علوم سے ایک دنیا فیضیاب ہو۔

محبوب العلماء، شیخ العرب والعجم مولانا عبدالحفیظ المکی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ خاص حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں: اعلانِ نبوت سے پہلے کی زندگی پر سب سے پہلے آپ نے قلم اُٹھایا "تنبیہ الغافلین"، سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تخریج کی، صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم کے القاب پر بہت خوب لکھا، یہ اہم کام تھے، جو اللہ نے ان سے لیے جن میں آپ کو اولیت حاصل ہے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالوحید مکی ثم المدنی (خلیفہ مجاز: سلسلہ مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ) دارالعلوم المدینۃ المنورہ لکھتے ہیں: سیرت نگاری کی انفرادیت، دلچسپ اندازِ تحریر لکھنے کے بعد مسند سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور راور مختصر بخاری کے متعلق رقم طراز ہیں: تالیف منفرد من نوعه و لم يؤلف على نهجه قبله في شبه القارة الهنديه۔

فضیلۃ الشیخ المفتی بختیار علی مختیار احمد الازہری المدنی المترجم بدار الافتاء بالمسجد النبوی الشریف المدینۃ المنورہ (فاضل الازہر الشریف، مصر) نے مولانا کے ادیبانہ طرزِ تحریر کی تعریف کے بعد مختصر بخاری پر لکھا: "وهذا عمل منفرد لم يسبق اليه من قبل"۔

محبوب العلماء، شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد حسن خلیفہ مجاز مشائخ مسلک حقہ لکھتے ہیں: مولانا زاہد اہلِ حق کی نشانی، خوش نصیب اور نیک ہستی، جن سے بخاری جیسی بڑی کتاب کے اختصار و ترقیم اور سیرت نگاری کا کام لیا جا رہا ہے، میرے دل میں ان کی بڑی قدر اور میری دعائیں ان کے ساتھ ہیں، علماء اور طلباء ان کی علمی، تحقیقی اور ادبی کتابوں سے استفادہ کریں۔

معروف محقق عالم دین، شارحِ تفسیرِ کبیر مولانا مفتی محمد خان قادری امیر کاروانِ اسلام، لاہور رقم طراز ہیں: علامہ زاہد صاحب جدید اور خوبصورت اندازِ تحریر کی حامل عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شخصیت، ہم سب اہلِ قلم کی طرف سے فرض کفایہ ادا کرنے والے ہیں، جو موضوعات وہ سوچتے ہیں وہ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر ناممکن ہیں، اللہ ہم علماء، عوام اور خصوصاً نوجوانوں کو ان کے گلستان سیرت سے معطر ہونے کی توفیق دے تاکہ پورا معاشرہ امن، محبت، اتحاد اور یگانگت کی خوشبو سے معمور ہو جائے۔

خطیب اسلام، داعی اتحادِ امت مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری مدیر جامعۃ البدر الاسلامیہ ساہیوال (ترجمان: جمیعت اہلِ حدیث، پاکستان) رقم طراز ہیں: مولانا محمد اسلم زاہد حفظہ اللہ (علوم سیرت کے شناور ہیں، اس کے ساتھ ان کی) عظیم کاوش صحیح بخاری کی تجرید ہے، جو "نور علی نور" اور "سونے پر سہاگہ" کا مصداق ہے، ان کی تالیفات، عظیم کاوشیں اور علمی کوشش ایمان افروز اور بصیرت آمیز ہیں۔

پروفیسر حافظ ڈاکٹر محمد عبداللہ صالح شیخ زاید اسلامک سنٹر، مدیر ششماہی "جھات الاسلام" پنجاب یونیورسٹی لاہور نے تحریر کیا مولانا محمد اسلم زاہد ایک منفرد سیرت نگار، ان کے پاس جب بیٹھیں مضامین سیرت اور موضوعاتِ سیرت کی خوشبو ملتی ہے۔

اسلامی سکالر، مورخ اور ادیب جناب طالب الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: مولانا زاہد ایک صاحب دل، متبحر عالم دین ہیں، وہ بلند پایہ مصنف اور اپنی تحریروں کے بسبب تمام اہلِ ایمان کے شکریہ کے مستحق ہیں، ان کی کتابیں تعلیمی اداروں اور نوجوانوں کی لائبریریوں میں ہونی چاہییں۔

آغا سید جواد نقوی فاضل قمی ایران، مدیر حوزہ علمیہ جامعہ العروۃ الوثقیٰ، لاہور نے علماء اہلسنت اور شیعہ سکالرز کی موجودگی میں فرمایا: سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مولانا زاہد کی کتابیں ہمارے جامعہ کی لائبریری کے لیے ضروری ہیں کہ وہ شیعہ اور سنی تمام طلباء کے لیے یکساں فائدہ مند ہیں، جو اتحادِ امت کا درس دیتی ہیں۔

ادیبِ شہیر، حضرت مولانا ابن الحسن عباسی مدیر ماہنامہ "وفاق المدارس العربیہ" ملتان استاذِ حدیث جامعہ فاروقیہ کراچی نے اپنے اداریے میں لکھا موصوف حضرت اقدس سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذِ رشید ہیں انہوں نے بڑی جانفشانی سے کتاب مرتب کی، بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب "معلم کتابت" ہے، امید ہے کہ اس کتاب کو مدارس کی دنیا میں مفید سمجھا جائے گا اور اس کی قدر دانی کی جائے گی۔ (وفاق المدارس، مئی ۲۰۰۷ء)

مولانا ڈاکٹر حافظ سعد اللہ صدر شعبہ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور نے لکھا: رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق وخصائل کا بیان جس انداز سے مولانا زاہد نے اپنی کتابوں میں کیا، انتہائی دلچسپ اور وقت کی ضرورت ہے، نوجوانوں کے لئے ان کتابوں میں رہنمائی کا بڑا سامان موجود ہے۔

ماہنامہ مجلہ "دعوت" لاہور (اکتوبر ۲۰۰۵ء) میں تبصرہ نگار: محمد امین الرحمان لکھتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظریہ نظافت و آرائش پیش کر کے مولانا محمد اسلم زاہد نے ایک خوبصورت کاوش کی ہے۔

ماہنامہ "خواتین میگزین" اکتوبر ۲۰۰۵ء میں بطور تبصرہ محترمہ عابدہ احمد علی لکھتی ہیں:
نبی اکرم ﷺ کا ذوق زینت پیش کر کے مصنف نے اسلامی بہنوں کے لئے تحفہ تیار کر دیا ہے، ہر گھر میں اس کتاب کی موجودگی مفید ثابت ہوگی۔

روزنامہ اسلام میں عبدالستار اعوان لکھتے ہیں: دورِ حاضر میں اُردو سیرت نگاری میں مولانا زاہد نمایاں کام انجام دے رہے ہیں۔اس قسم کی تحریر کے ساتھ روزنامہ اسلام میں مولانا کی سب کتابوں کا تعارف بھی دیا گیا ہے۔

ان جرائد کے علاوہ ماہنامہ "القاسم" نوشہرہ، ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک، روزنامہ "پاکستان" لاہور، "ڈان نیوز" لاہور، روزنامہ "نئی بات" لاہور، روزنامہ "اوصاف" لاہور، روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ماہنامہ "والضحیٰ" (گوجرانوالہ) اگست، ستمبر ۲۰۱۵ء اور بہت سے رسائل و جرائد نے ان کی تالیفات کو خراجِ تحسین پیش کیا، میری دعائیں اور تعاون ان کے ساتھ ہے، میرے لیے تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ سب کتابوں کو اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں کٹنگ نہیں لگاتے، پیسٹنگ نہیں کرتے، ہر لائن جدید اور مدلل لکھتے ہیں، ان معاملات میں ہم مسلسل ان سے راہنمائی لیتے رہتے ہیں۔ان کی کتابیں نوجوانوں میں پڑھی جارہی ہیں، لائبریریوں کے لئے خریدی جارہی ہیں، اس لئے کہ ان کا اسلوب منفرد، انداز ادیبانہ، مضامین اور عنوانات نئے ہیں اور ان میں حالاتِ حاضرہ کے لئے رہنمائی، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی چاشنی موجود ہے۔

تمام قارئین سے اُمید ہے کہ وہ ان کی کتابوں کو آگے پھیلائیں گے۔یہ بہت بڑا صدقہ جاریہ ہے اس لیے اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لیے ان کو چھپوائیں یا خرید کر تقسیم کریں تاکہ روزِ محشر ہم سب کو شفاعتِ رسول ﷺ مل جائے۔اللہ حامی و ناصر ہو۔(آمین)